خلفاءِ اثنا عشر

طالب جوہری

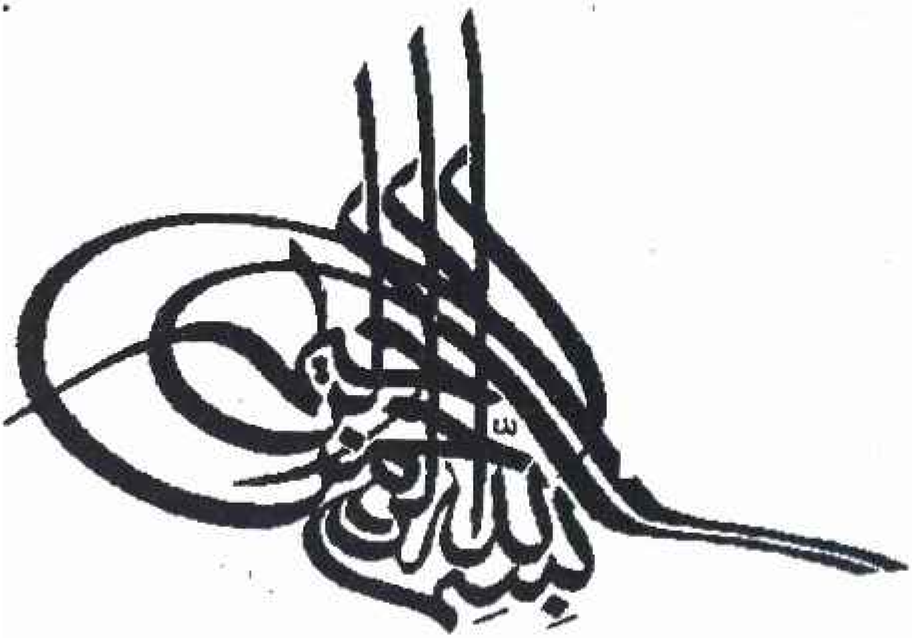
بسم الله الرحمن الرحيم

خلفاءِ اثنا عشر

طالب جوہری

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

کتاب	:	خلفاءِ اثنا عشر
مصنف	:	علامہ طالب جوہری
کمپوزنگ	:	سید مزمل شاہ
اشاعت اوّل	:	جولائی، ۲۰۰۳ء
تعداد	:	۱۰۰۰
پبلشرز	:	شان بک کارپوریشن
پرنٹرز	:	متقی پرنٹرز، ۱-ٹرنر روڈ، لاہور

فہرست

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
حرف آغاز	۱	سیر حدیث	۵۶
متون	۳	چند اہم روایات	۵۸
فہم حدیث کے رخ	۲۱	عدم سماعت کا سبب	۶۱
شرح ابن العربی	۲۱	اختلاف الفاظ	۶۲
عمدۃ القاری	۲۲	دوسرا ذخیرہ	۶۳
بدایہ ونہایہ	۲۳	قول فیصل	۶۴
تاریخ الخلفاء	۲۷	عجیب متون	۶۵
تحفۃ الاخیار	۲۹	بنی ہاشم	۶۶
اشعۃ اللمعات	۳۰	عدد کی حمیت	۶۷
نزہۃ القاری	۳۴	نقباء بنی اسرائیل	۷۰
مظاہر حق	۳۶	اجماع امت	۷۱
وحید الزماں	۴۱	قریش کے دو سلسلے	۷۳
تبصرہ	۴۳	اردو ترجمے	۷۶
حدیث کے خلفاء	۴۹	حدیث خلیفتین	۸۲
خلفاء کا زمانہ	۵۴	متون حدیث ثقلین	۸۶

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
حدیث زید	۸۸	مفہوم حدیث	۱۲۳
احادیث کا مطالعہ	۹۶	عترت واہل بیت	۱۲۶
روایات کا اختلاف	۱۰۰	عصمت	۱۳۰
فہم حدیث کے رُخ	۱۰۲	نظر ثانی	۱۳۸
صواعق محرقہ	۱۰۲	قریش	۱۴۶
تحفہ اثنا عشریہ	۱۰۴	ائمہ اثنا عشر	۱۴۹
تحفۃ الاخیار	۱۰۴	خلفاء کے اسماء	۱۵۷
تفسیر مظہری	۱۰۵	اہل بیت اور مصنفین	۱۷۵
لغات الحدیث	۱۰۸	بارہ سردار	۱۸۶
نظام مقصود	۱۱۲	بارہ ستارے	۱۹۳
قبل وفات کی روایات	۱۱۶	بُرّہ	۲۰۳
مطالعہ	۱۱۹	آخری دو باب	۲۰۸
ثقلین کا سوال	۱۲۱		

* * * * *

حرف آغاز

دنیا کے اقوام وملل میں ملت اسلامیہ کا یہ امتیاز ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ اس کے علماء و محققین نے جس لگن اور توجہ کے ساتھ اپنے آثار و اخبار اور اپنے علوم و معارف کو مدوّن کیا ہے وہ انسانیت کی پوری تاریخ علم میں منفرد ہے۔ انسانیت کی تاریخ اس بات کی بھی شاہد ہے کہ گزرتے ہوئے زمانے کے کسی بھی موڑ پر ملتِ اسلامیہ علم کی مختلف جہتوں کے حوالے سے نہ کبھی فرومایہ رہی اور نہ تنگ دامنی کا شکار ہوئی۔ اس میں علماء، عرفاء، محققین، مفسرین، فقہاء، فلاسفہ اور متکلمین و محدثین کا وہ طویل سلسلہ ہے جس نے علوم کی ایسی خدمت کی ہے جسے ہم مکمل اعتماد اور فخر کے ساتھ بین الاقوامی دنیا کے سامنے پیش کر سکتے ہیں۔

ہمیں اس موضوع پر کوئی تفصیلی بات نہیں کہنی ہے۔ اس وقت ہماری گفتگو علم حدیث کے حوالے سے صرف اتنی ہے کہ دین و دیانت کی تاریخ میں کسی امت نے اپنے نبی کے اقوال پر اتنی توجہ نہیں کی جتنی ملت اسلامیہ نے کی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال کی تدوین اسلام کے ابتدائی دور سے آج تک علماء اسلام کے لئے ایک اہم ترین کام رہا ہے۔ اقوال رسول کی حفاظت اور اس کی تدوین نے بعض ایسے علوم ایجاد کروائے جو

تاریخِ علم میں بے مثل و بے نظیر ہیں مثلاً علم رجال، درایت، مصطلحاتِ حدیث وغیرہ۔

میں حدیث اور اس سے متعلقہ علوم کا ایک ادنیٰ طالب علم رہا ہوں اور میرا طالب علمانہ مطالعہ مذکورہ موضوعات پر اب تک جاری ہے اور انشاء اللہ جاری رہے گا اس لئے کہ رسول اکرم سرکار خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کائنات کا مرکزی کردار ہیں اور انھیں کے اقوال و افعال حدیث کا مرکزی موضوع ہیں۔

بہت پہلے میں نے ذخیرۂ احادیث سے ایک حدیث کو سمجھنے کی کوشش کی تھی اور اس مطالعہ سے حاصل ہونے والے ضروری حوالوں کو درج کرتا گیا تھا۔ اب اسے مختصر کر کے صاحبانِ ذوق کو ہدیہ کر رہا ہوں۔

اس رسالہ کے قارئین پر یہ بات بھی واضح کر دینی بہت مناسب ہے کہ میں مطالعۂ حدیث میں کسی مسلک یا فرقہ کا پابند نہیں ہوں۔ رسول اکرم کی زبان مطہر سے نکلے ہوئے جملے جس وسیلے سے بھی مل جائیں وہ میرے لئے حرفِ نور اور قولِ فیصل ہیں۔ مطالعہ میں مسالک کی پابندی نہ کرنے کے باوجود میں نے اس مختصر رسالہ میں ایک حدیث بھی فرقۂ شیعہ کے حوالے سے نقل نہیں کی ہے۔ اس میں جو کچھ بھی ہے وہ علمائے اہل سنّت کی کتابوں سے استفادہ ہے۔ **وما توفیقی الّا باللہ العلی العظیم**

متون

وہ روایات جن میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ خلفاء کا تذکرہ ہے وہ مختلف صحابہؑ کرام رضوان اللہ علیہم کے حوالے سے کتب حدیث میں مدوّن ہوئی ہیں۔ ان روایات کے متون (Texts) میں اختلافات ہیں۔ کتب حدیث میں پینتیس چالیس سے زیادہ متون کے ساتھ ہمیں یہ روایت نظر آتی ہے اور اگر چھوٹے چھوٹے اختلافات کو بھی شمار کیا جائے تو یہ تعداد سینکڑوں تک پہنچ جائے گی۔ سب سے زیادہ روایات حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے آئی ہیں۔ اس لئے پہلے ہم انہیں روایات پر نگاہ ڈالیں گے۔ حضرت جابر کا شمار اجلّہؑ صحابہ میں ہوتا ہے۔ آپ کے قول کے مطابق آپ نے سو (۱۰۰) سے زیادہ مرتبہ رسول اکرم کی پاکیزہ صحبت سے استفادہ فرمایا ہے۔ [۱]

۱۔ **عن جابر بن سمرة قال انطلقت الٰی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم و معی ابی فسمعته یقول لا یزال ھذا الدین عزیزا منیعا الی اثنٰی عشر خلیفة فقال کلمة صمنیھا الناس فقلت لابی ما قال قال کلھم من قریش** ۔ حضرت جابر نے کہا کہ میں اپنے والد کے ساتھ رسول اللہ

۱۔ معجم کبیر طبرانی جلد دوم صفحہ ۱۹۵ طبع ثانی، موصل

صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گیا تو میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ مسلسل یہ دین بارہ خلفاء تک قوی اور غالب رہے گا۔ پھر آپ نے کوئی کلمہ فرمایا جو لوگوں نے مجھے سننے نہ دیا[۱] تو میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ آپ نے کیا فرمایا ہے؟ انھوں نے کہا (کہ آپ نے فرمایا ہے کہ) وہ سب (خلفاء) قریش سے ہوں گے۔

۱۔ صحیح مسلم حافظ مسلم بن حجاج قشیری جلد ششم صفحہ۴ طبع محمد علی صبیح مصر

۲۔ ترجمہ صحیح مسلم مع شرح نووی از وحید الزماں جلد پنجم و ششم صفحہ ۱۱۲ طبع نعمانی لاہور

۲۔ **عن جابر بن سمرة قال انتهیت الیٰ النبی صلی اللّٰه علیه وسلم مع ابی فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لایزال هذه الامة مستقیم أمرها حتی یکون اثنیٰ عشر خلیفة ثم قال کلمة خفیة فقلت لابی ما قال قال کلهم من قریش** ۔جابر کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ رسول کی خدمت میں پہنچا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلسل اس امت کا امر سیدھا (مستقیم) رہے گا بارہ خلفاء کے ہونے تک پھر آپ نے ایک مخفی جملہ فرمایا تو میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ رسول نے کیا فرمایا انہوں نے کہا کہ وہ سب قریش سے ہوں گے۔

معجم کبیر حافظ سلیمان بن احمد طبرانی جلد دوم صفحہ ۱۹۷ طبع موصل

۳۔ **عن جابر بن سمرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لایزال هذه الامة مستقیم امرها ظاهرة علی عدوها حتی یمضی**

۱۔ اس جملہ کا ترجمہ علامہ وحید الزماں نے اس طرح فرمایا ہے کہ پھر آپ نے کچھ ارشاد فرمایا جو لوگوں نے مجھے سننے نہ دیا (یعنی ان کی باتوں نے مجھے سننے نہ دیا۔ بہرا کر دیا اس کے سننے سے)

عنهم اثنٰی عشر خلیفة کلهم من قریش فلما رجع الی منزله أتته قریش قالوا ثم یکون ماذا قال ثم یکون الهرج ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلسل امت کا امر مستقیم (اور سیدھا) رہے گا اور یہ امت اپنے دشمن پر غالب رہے گی یہاں تک کہ ان میں سے بارہ خلفاء گزر جائیں وہ سب قریش سے ہوں گے۔ پھر جب رسول اکرم اپنے گھر واپس آئے تو قریش والے آپ کے پاس آئے اور انہوں نے پوچھا کہ پھر اس کے بعد کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا کہ پھر اس کے بعد قتل اور فتنہ وفساد ہوگا۔

۱۔ المعجم الکبیر حافظ طبرانی جلد دوم صفحہ ۲۵۳

۲۔ البدایہ والنہایہ ابن کثیر دمشقی جلد ششم صفحہ ۲۴۸ طبع سعادت میں یہ روایت **کلهم من قریش** تک ہے۔

۴۔ **قال دخلت مع ابی علی النبی صلی الله علیه وسلم فسمعته یقول ان هذا الامر لا ینقضی حتی یمضی فیهم اثنٰی عشر خلیفة قال ثم تکلم بکلام خفی علی قال فقلت لابی ما قال قال کلهم من قریش۔**

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس داخل ہوا تو میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ یقیناً یہ امر ختم نہیں ہوگا یہاں تک کہ ان میں بارہ خلفاء گزریں۔ پھر آپ نے ایک بات کہی جو مجھ سے مخفی رہی تو میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ کیا فرمایا انہوں نے کہا کہ فرمایا کہ وہ سب قریش سے ہونگے۔

۱۔ صحیح مسلم جلد ششم صفحہ ۳ طبع صبیح مصر

۲۔ ترجمہ صحیح مسلم وحید الزماں جلد پنجم صفحہ ۱۱۱

۳۔ فتح الباری ابن حجر عسقلانی جلد ۱۳ صفحہ ۱۷۹ طبع البہیہ میں یہ روایت لفظ خلیفہ تک ہے۔

۴۔ الاضواء علی السنۃ المحمدیہ شیخ محمود ابوریہ صفحہ ۲۱۰ میں بھی مثلِ حوالہ بالا ہے۔

۵۔ مسند ابو عوانہ (کمپیوٹر سی ڈی) میں دو الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ ہے۔

۵۔ **عن الاسود بن سعيد الهمدانی سمعت جابر بن سمرة سمع النبی صلى الله عليه وسلم يكون بعدی اثنٰی عشر خليفة** ۔اسود کہتے ہیں کہ میں نے جابر سے سنا انہوں نے نبی اکرم سے سنا کہ میرے بعد بارہ خلفاء ہوں گے۔

التاریخ الکبیر بخاری جلد اول قسم اول صفحہ ۴۴۶ طبع حیدرآباد دکن

۶۔ اسود بن سعید نے جابر سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا یا انہوں نے یہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **يكون بعدی اثنی عشر خليفة كلهم من قريش قال ثم رجع الى منزله فأتته قريش فقالوا ثم يكون ماذا قال ثم يكون الهرج** ۔میرے بعد بارہ خلفاء ہوں گے وہ سب قریش سے ہوں گے۔ پھر رسول اکرم اپنے مکان واپس آئے تو قریش آپ کی خدمت میں آئے اور پوچھا کہ پھر کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا کہ پھر فتنہ وفساد ہوگا۔

مسند احمد بن حنبل جلد پنجم صفحہ ۹۲ مطبع میمنیہ مصر

۷۔ حضرت جابر فرماتے ہیں **كنت عند النبی صلى الله عليه وسلم مع ابی فسمعته يقول اثنی عشر خليفة ثم اخفى صوته فقلت لابی يا ابت سمعت النبی صلى الله عليه وسلم يقول اثنی عشر خليفة ولم**

اسمع ما بعده قال کلهم من قریش ۔ میں اپنے والد کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا تو میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرے بعد بارہ خلفاء ہوں گے پھر آپ نے اپنی آواز دبالی تو میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ بابا میں نے نبی اکرم کو اثنا عشر خلیفہ تو کہتے سنا لیکن اس کے بعد نہ سن سکا تو انہوں نے کہا کہ سب قریش سے ہوں گے۔

۱۔ مسند ابو عوانہ جلد چہارم صفحہ ۳۹۶ حیدر آباد دکن

۲۔ یہ متن روایت قول جابر کے تھوڑے سے فرق کے ساتھ مسند احمد بن حنبل اور بدایہ ونہایہ ابن کثیر اور دیگر کتب میں بھی پایا جاتا ہے۔ مندرجہ ذیل حدیث بھی اسی سلسلہ کی ہے۔

۸۔ **عن جابر بن سمرة قال جئت الی المسجد مع ابی والرسول صلی اللہ علیہ وسلم یخطب قال فسمعته یقول یکون من بعدی اثنی عشر خلیفة ثم خفض صوته فلم ادر ما یقول فقلت لابی مایقول قال کلهم من قریش** ۔ حضرت جابر کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ مسجد میں آیا۔ اس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے تو میں نے انہیں کہتے ہوئے سنا کہ میرے بعد بارہ خلفاء ہوں گے پھر آپ نے اپنی آواز آہستہ کر لی تو میں جان نہ سکا کہ آپ نے کیا فرمایا۔ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ کیا فرما رہے ہیں؟ کہا سب قریش سے ہوں گے۔

۱۔ حلیۃ الاولیاء حافظ ابو نعیم اصفہانی جلد چہارم صفحہ ۳۶۸ دار الکتب العلمیہ بیروت

۲۔ المعجم الکبیر طبرانی صفحہ ۱۹۷ طبع موصل۔ (انتہائی مختصر فرق کے ساتھ)

۹۔ عن عامر بن سعد قال سألت جابر بن سمرة عن حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لايزال الدين قائما حتى يكون اثنٰى عشر خليفة من قريش ۔عامر بن سعد کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن سمرہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلسل دین قائم رہے گا یہاں تک کہ بارہ خلیفہ قریش سے ہوں گے۔

مسند احمد بن حنبل جلد پنجم صفحہ ۸۶ طبع میمنیہ مصر

۱۰۔ قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لايزال هذا الدين قائما حتى يكون عليكم اثنٰى عشر خليفة كلهم تجتمع عليه الامة فسمعت كلاما من النبى صلى الله عليه وسلم لم افهمه قلت لابى مايقول قال كلهم من قريش ۔حضرت جابر کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہوئے سنا کہ مسلسل یہ دین قائم رہے گا یہاں تک کہ تم پر بارہ خلیفہ ہوں گے ان سب پر امت مجتمع ہوگی پھر میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات سنی جو میں سمجھ نہ سکا تو میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ کیا فرما رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ سب قریش سے ہوں گے۔

۱۔ سنن ابوداؤد سجستانی جلد چہارم صفحہ ۱۵۰ طبع سعادت مصر

۲۔ الحاوی للفتاوی عبدالرحمٰن سیوطی صفحہ ۱۰۲

۳۔ فتح الباری ابن حجر عسقلانی

۴۔ صواعق محرقہ ابن حجر باب اول فصل سوم صفحہ ۱۲

۱۱۔ قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول لایزال هذا الدین عزیزا الی اثنی عشر خلیفة قال فکبر الناس وضجوا ثم قال کلمة خفیة قلت لابی یا ابت ما قال قال کلهم من قریش۔ جابر نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہوئے سنا کہ مسلسل یہ دین طاقتور رہے گا بارہ خلفاء تک۔ اس پر لوگوں نے تکبیر کہی اور شور کیا۔ پھر آپ نے ایک مخفی کلمہ فرمایا تو میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ بابا رسول اللہ نے کیا فرمایا تو کہا کہ سب قریش سے ہوں گے۔

۱۔ سنن ابوداؤد سجستانی [۱] (ترجمہ محمد زکریا اقبال) جلد سوم صفحہ ۲۸۲ طبع کراچی

۲۔ الحاوی للفتاوی عبدالرحمن سیوطی جلد دوم صفحہ ۱۰۲ طبع دارالفکر بیروت۔ اس روایت میں خلیفہ اور کلہم من قریش کے درمیان کا حصہ نہیں ہے۔

۱۲۔ عن النبی صلی الله علیه وسلم قال لایزال هذا الامر عزیزا ینصرون علیٰ من ناواهم علیه اثنی عشر خلیفة کلهم من قریش۔ حضرت جابرؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مسلسل یہ امر طاقتور (اور باعزت) رہے گا اور جو بھی ان سے اس امر (دین) میں دشمنی کرے گا اس کے مقابل نصرت کریں گے بارہ خلیفہ سب قریش سے ہوں گے۔

تاریخ الخلفاء حافظ سیوطی صفحہ ۷ طبع لاہور

۱۳۔ سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ان الاسلام لایزال عزیزا الیٰ اثنی عشر خلیفة ثم قال کلمة لم افهمها فقلت لابی ماقال

---

[۱] ترجمہ یوں کیا گیا ہے یہ دین مسلسل معزز رہے گا بارہ خلفاء کے ہونے تک۔ یہ سن کر لوگوں نے نعرہ تکبیر لگایا اور زور سے چلائے۔

رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال كلهم من قريش ۔جابر نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اسلام مسلسل طاقتور اور باعزت رہے گا بارہ خلفاء تک۔ پھر آپ نے ایک بات فرمائی جسے میں سمجھ نہ سکا تو میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا تو انہوں نے کہا کہ وہ سب قریش سے ہوں گے۔

۱۔ صحیح مسلم بن حجاج قشیری (ترجمہ وحید الزماں) جلد پنجم صفحہ ۱۱۱

۲۔ مسند احمد بن حنبل جلد پنجم صفحہ ۹۰/۱۰۰/۱۰۶ طبع میمنیہ مصر

۱۴۔ **عن عامر بن سعد بن ابى وقاص قال كتبت الى جابر بن سمرة مع غلامى نافع ان اخبرنى بشىء سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فكتب الى سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم جمعة عشية رجم الاسلمى يقول لايزال الدين قائما حتى تقوم الساعة او يكون عليكم اثنى عشر خليفة كلهم من قريش** (بقدر الحاجۃ) عامر بن سعد سے روایت ہے کہ میں نے اپنے غلام نافع کے ذریعہ جابر بن سمرۃ کو یہ لکھ بھیجا کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ سنا ہے وہ مجھے بتلائیں۔ انہوں نے جواب میں لکھا کہ جمعہ کے دن شام کے وقت جس دن ماعز اسلمی کو سنگسار کیا گیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ دین ہمیشہ قائم رہیگا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو اور [۱] تم پر بارہ خلیفہ ہوں سب قریش سے ہوں گے۔

۱۔ صحیح مسلم بن حجاج مترجم جلد پنجم صفحہ ۱۱۲ طبع لاہور

---

[۱] او واؤ کے معنی میں بھی آتا ہے اور اسی معنی سے ترجمہ درست قرار پاتا ہے۔

۲۔ مسند احمد بن حنبل جلد پنجم صفحہ ۸۹ طبع میمنیہ مصر

۱۵۔ **قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یزال هذا الامر عزیزا الیٰ اثنیٰ عشر خلیفة قال فضج الناس وقد قال النبی صلی الله علیه وسلم کلمة خفیت علیّ فقلت لابی ما قال قال کلهم من قریش۔**
حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلسل یہ امر طاقتور (اور باعزت) رہے گا بارہ خلفاء تک۔ پھر لوگوں نے شور کیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی بات فرمائی جو مجھ سے مخفی رہی تو میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ آپ نے کیا فرمایا کہا کہ فرمایا کہ وہ سب قریش سے ہوں گے۔

۱۔ مسند احمد بن حنبل جلد پنجم صفحہ ۹۳/ ۹۸ طبع میمنیہ مصر

۲۔ صحیح مسلم بن حجاج جلد ششم صفحہ ۳ طبع صبیح مصر اس روایت میں فضج الناس نہیں ہے۔

۱۶۔ **سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول فی حجة الوداع ان هذا الدین لن یزال ظاهرا علی من ناواه لایضره مخالف ولا مفارق حتی یمضی من امتی اثنیٰ عشر خلیفة قال ثم تکلم بشیء لم أفهمه فقلت لابی ماقال قال کلهم من قریش** ۔حضرت جابر کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع میں کہتے سنا کہ یہ دین ہمیشہ غالب رہے گا اپنے دشمن پر، نہ اسے مخالف نقصان پہنچا سکے گا اور نہ چھوڑنے والا یہاں تک کہ میری امت سے بارہ خلفاء گزریں گے۔ پھر آپ نے کچھ فرمایا جسے میں سمجھ نہ سکا تو میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ آپ نے کیا فرمایا تو انہوں نے کہا کہ فرمایا ہے کہ سب قریش

سے ہوں گے۔

۱۔ مسند احمد بن حنبل جلد پنجم صفحہ ۸۷ طبع میمنیہ مصر

۲۔ معجم کبیر طبرانی جلد دوم صفحہ ۱۹۶ طبع موصل۔ تھوڑے سے فرق کے ساتھ یہ روایت موجود ہے۔

۱۷۔ **قال جئت انا و ابی الی النبی صلی الله علیه وسلم وهو یقول لایزال هذا الامر صالحا حتی یکون اثنی عشر امیرا ثم قال کلمة لم افهمها فقلت لابی ما قال قال کلهم من قریش** ۔ حضرت جابر کہتے ہیں کہ میں اور میرے والد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو وہ فرمار ہے تھے کہ ہمیشہ یہ امر صالح رہے گا جب تک کہ ان پر بارہ امیر ہوں گے پھر آپ نے ایک بات کہی جو میں سمجھ نہ پایا تو میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ کیا فرمایا کہا کہ وہ سب قریش سے ہوں گے۔

۱۔ مسند احمد بن حنبل جلد پنجم صفحہ ۹۷/۱۰۷

۲۔ فتح الباری ابن حجر عسقلانی جلد ۱۳ صفحہ ۱۷۹۔ اس روایت میں **لایزال امر امتی صالحا** ہے۔

۳۔ الاضواء علی السنۃ المحمدیہ محمود ابوریہ صفحہ ۲۱۰۔ یہ روایت مذکورہ بالا حوالہ کے مطابق ہے۔

۱۸۔ **قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یکون من بعدی اثنا عشر امیرا قال ثم تکلم بشئ لم افهمه فسألت الذی یلینی فقال کلهم من قریش** ۔ حضرت جابر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد

بارہ امیر ہوں گے پھر آپ نے کچھ فرمایا جو میں سمجھ نہ سکا۔ تو میں نے اپنے پاس یا عقب والے سے پوچھا اس نے کہا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ وہ سب قریش سے ہوں گے۔

۱۔ مسند احمد بن حنبل جلد پنجم صفحہ ۹۴/۱۰۸۔ جب کہ یہی روایت صفحہ ۹۲ پر مِن کے بغیر ہے۔

۲۔ جامع ترمذی (مترجم) محمد بن عیسیٰ ترمذی صفحہ ۸۸۰ جلد اوّل طبع کراچی

۱۹۔ **قال سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول یکون اثنی عشر امیرا فقال کلمة لم اسمعها فقال ابی انه قال کلهم من قریش** ۔ جابر کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ بارہ امیر ہوں گے پھر آپ نے کچھ کہا جسے میں سن نہ سکا تو میرے والد نے کہا کہ وہ سب قریش سے ہوں گے۔

۱۔ صحیح محمد بن اسماعیل بخاری جلد نہم ۸۱ طبع الامیر قاہرہ

۲۔ مسند احمد بن حنبل جلد پنجم صفحہ ۹۲۔ ایک لفظ یا چند الفاظ کے فرق کے ساتھ یہ روایات مسند میں کئی مقامات پر ہے۔

۳۔ معجم کبیر طبرانی جلد دوم طبع موصل میں بھی تھوڑے سے فرق کے ساتھ متعدد جگہوں پر ہے۔

۲۰۔ **قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول فی حجة الوداع لایزال هذا الدین ظاهرا علیٰ من ناواه لا یضره مخالف و لا مفارق حتی یمضی من امتی اثنا عشر امیرا کلهم ثم خفی من قول**

رسول الله صلی الله علیه وسلم قال وکان ابی اقرب الیٰ راحلة رسول الله صلی الله علیه وسلم منی فقلت یا ابتاه ما الذی خفی من قول رسول اله صلی الله علیه وسلم قال یقول کلهم من قریش ۔ جابر کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع میں فرماتے سنا کہ ہمیشہ یہ دین اپنے دشمن پر غالب رہے گا۔ کوئی مخالف یا چھوڑ کر جانے والا اسے ضرر نہیں پہنچا سکے گا یہاں تک کہ میری امت سے بارہ امیر گزریں گے وہ سب کے سب (جابر کہتے ہیں کہ) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول مجھ سے مخفی ہو گیا اور میرے والد میری نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری سے زیادہ قریب تھے تو میں نے پوچھا کہ بابا مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا جملہ مخفی رہ گیا انہوں نے کہا کہ وہ سب قریش سے ہوں گے۔

مسند احمد بن حنبل جلد پنجم صفحہ ۸۷ طبع مصر

۲۱۔ قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول فی حجة الوداع لایزال هذا الدین ظاهرا علیٰ من ناواه لا یضره مخالف ولا مفارق حتی یمضی من امتی اثنیٰ عشر امیرا کلهم من قریش قال ثم خفی علّی قول رسول الله صلی الله علیه وسلم قال وکان ابی اقرب الیٰ راحلة رسول الله صلی الله علیه وسلم منی فقلت یا ابتاه ما الذی خفی علّی من قول رسول الله صلی الله علیه وسلم قال یقول کلهم من قریش قال فاشهد علیٰ افهام ابی ایّای قال کلهم من قریش ۔ جابر کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع میں

فرماتے سنا کہ ہمیشہ یہ دین اپنے دشمن پر غالب رہے گا کوئی مخالف اور چھوڑ کر جانے والا اسے ضرر نہیں پہنچا سکے گا یہاں تک کہ میری امت سے بارہ امیر گزریں گے وہ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔ جابر کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان مجھ سے مخفی ہو گیا اور میرے والد میری نسبت آپ کی سواری سے زیادہ قریب تھے تو میں نے ان سے پوچھا کہ بابا مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کون سا جملہ مخفی رہا تو انہوں نے کہا کہ آپ فرما رہے تھے کہ وہ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔ جابر کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میرے والد نے مجھے یہی بتلایا تھا کہ

کلهم من قریش۔

مسند احمد بن حنبل جلد پنجم صفحہ ۹۰ طبع میمنیہ مصر

۲۲۔ **عن جابر بن سمرة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لايزال هذا الامر قائما حتى يكون عليهم اثنى عشر خليفة أو اميرا كلهم يجتمع عليهم الامة وسمعت كلاما من النبى صلى الله عليه وسلم لم افهمه فقلت لابى مايقول قال يقول كلهم من قريش۔**

حضرت جابر نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ہمیشہ یہ امر قائم رہے گا جب تک کہ ان پر بارہ خلیفہ یا امیر رہیں گے ان سب پر امت مجتمع ہو گی (جابر فرماتے ہیں کہ) میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک کلام سنا جسے سمجھ نہ سکا تو میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ کیا فرما رہے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ فرما رہے ہیں کہ وہ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔

البدایہ والنہایہ ابن کثیر دمشقی جلد ششم صفحہ ۲۴۸ طبع سعادت مصر

۲۳۔ عن جابر بن سمرة قال خطبنا رسول الله صلی الله علیه وسلم بعرفات (وقال المقدمی فی حدیثه سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یخطب بمنیٰ و هذا لفظ حدیث ابی الربیع) فسمعته یقول لن یزال هذا الامر عزیزا ظاهرا حتی یملك اثنیٰ عشر کلهم ثم لغط القوم و تکلموا فلم افهم قوله بعد کلهم فقلت لابی یا ابتاه ما بعد کلهم قال کلهم من قریش ۔ حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عرفات میں خطاب کیا (اور مقدمی نے اپنی حدیث میں یہ نقل کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منیٰ میں خطبہ دیتے ہوئے سنا، یہ جملہ ابوالربیع کی حدیث کا ہے) تو میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہمیشہ یہ امر طاقتور اور غالب رہے گا جب تک کہ ان کے حاکم بارہ رہیں گے وہ سب کے سب۔ (جابر کہتے ہیں کہ) پھر لوگوں نے شور کیا اور بولنا شروع کر دیا تو میں سب کے سب (کلھم) کے بعد کا جملہ سمجھ نہ سکا تو میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ بابا کلھم کے بعد کیا تھا انہوں نے کہا کلھم من قریش۔

۲۴۔ عن جابر بن سمرة قال سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول لا یزال امر الناس ماضیا ماولیهم اثنیٰ عشر رجلا ثم تکلم النبی صلی الله علیه وسلم بکلمة خفیت علّی فسألت ابی ماذا قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال کلهم من قریش ۔ حضرت جابر کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ہمیشہ یہ امر جاری رہے گا جب تک کہ ان پر بارہ رجل (مرد) والی رہیں گے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

کوئی کلمہ کہا جو مجھ سے مخفی رہا تو میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا تو انہوں نے کہا کہ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔

صحیح مسلم بن حجاج قشیری جلد ششم صفحہ ۳ طبع صبیح مصر

۲۵۔ عن جابر بن سمرة قال کنت مع ابی عند النبی صلی الله علیه وسلم فقال یکون لهذه الامة اثنیٰ عشر قیما لا یضرهم من خذلهم ثم همس رسول الله صلی الله علیه وسلم بکلمة لم اسمعها فقلت لابی ما الکلمة التی همس بها النبی صلی الله علیه وسلم قال کلهم من قریش ۔ جابر کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا تو آپ نے فرمایا کہ اس امت کے بارہ منتظم اور نگراں ہوں گے انہیں کسی کا خذلان کرنا نقصان نہیں پہنچائے گا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دھیمی آواز میں کچھ فرمایا جو میں سن نہ سکا تو میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ وہ کلمہ کیا تھا جس میں رسول نے آواز دھیمی کر لی تھی تو انہوں نے کہا سب کے سب قریش سے ہوں گے۔

معجم کبیر طبرانی صفحہ ۱۹۶ حدیث ۱۷۹۴ جلد دوم طبع موصل

اب ہم اس مرحلہ پر امام احمد بن حنبل کی مسند سے صرف ایک روایت نقل کر کے اس سلسلہ کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔

۲۶۔ عن الشعبی قال سمعت جابر بن سمرة یقول قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یزال هذا الدین عزیزا منیعا ینصرون علی من ناواهم علیه الیٰ اثنیٰ عشر خلیفة قال فجعل الناس یقومون ویقعدون ۔ شعبی کی روایت ہے کہ میں نے جابر بن سمرہ کو کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

ہمیشہ یہ دین معزز اور غالب رہے گا جو اس امر کے سلسلے میں اُن سے عداوت کرے گا تو اس دشمن کے مقابل مدد پائیں گے بارہ خلفاء تک۔ جابر نے کہا کہ یہ سن کر لوگ اٹھنے اور بیٹھنے لگے۔

مسند احمد بن حنبل جزء خاص صفحہ ۹۹ المکتبۃ الالفیۃ للسنۃ النبویہ (کمپیوٹر ڈسک)
حدیث نمبر ۲۰۹۷۶

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے جو روایت ہم تک آئی ہے اس کے کثیر متون میں سے ہم نے چند متن یہاں درج کیے ہیں۔ حدیث کی مفصل کتابوں میں اس کی تفصیلات دیکھی جاسکتی ہیں۔ صرف معجم کبیر میں کم وبیش پینتیس متن موجود ہیں۔ اب ہم اُن چند روایتوں کو نقل کر رہے ہیں جو مختلف اکابر رُوات کے توسط سے ہم تک پہنچی ہیں۔

۲۷۔ **عن عبدالله بن عمر رضی الله عنه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول خلفی اثنیٰ عشر خلیفة۔** حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میرے پیچھے (بعد) بارہ خلفاء ہیں۔

تاریخ الخلفاء علامہ جلال الدین سیوطی صفحہ ۶۱ طبع سعادت قاہرہ

۲۸۔ **عن مسروق قال کنا جلوسا عند عبدالله بن مسعود وهو یقرء نا القرآن فقال له رجل یا ابا عبدالرحمان هل سألتم رسول الله صلی الله علیه وسلم کم تملك هذه الامة من خلیفة فقال عبدالله بن مسعود ما سألنی عنها احد منذ قدمت العراق قبلك ثم قال نعم ولقد سألنا رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال اثنیٰ عشر کعدد نقباء بنی اسرائیل** ۔ مسروق کہتے ہیں کہ ہم عبداللہ بن مسعود کے

پاس بیٹھے تھے اور وہ ہمیں قرآن پڑھا رہے تھے تو ان سے ایک شخص نے پوچھا کہ اے ابو عبدالرحمان کیا آپ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کتنے خلیفہ اس امت پر حاکم ہوں گے تو عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ جب سے عراق آیا ہوں تم سے پہلے مجھ سے کسی نے یہ سوال نہیں کیا پھر فرمایا کہ ہاں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا تو آپ نے فرمایا کہ وہ نقباء بنی اسرائیل کی تعداد کے مطابق بارہ ہوں گے۔

۱۔ مسند احمد بن حنبل جلد اول صفحہ ۳۹۸ احادیث عبداللہ بن مسعود

۲۔ تفسیر در منثور جلال الدین سیوطی جلد دوم آیت ۱۲ سورۂ مائدہ

۳۔ فتاوائے عزیزی صفحہ ۲۲۲

۴۔ صواعق محرقہ باب اول فصل سوم

۲۹۔ **وعن ابی جحیفة قال کنت مع عمی عندالنبی صلی الله علیه وسلم وهو یخطب فقال لایزال أمر امتی صالحا حتی یمضی اثنٰی عشر خلیفة و خفض بها صوته فقلت لعمی وکان امامی ما قال یا عم قال کلهم من قریش۔** حضرت ابوجحیفہ کہتے ہیں کہ میں اپنے چچا کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا اور آپ خطبہ دے رہے تھے۔ پس آپ نے فرمایا کہ ہمیشہ میری امت کا امر صالح رہے گا یہاں تک کہ بارہ خلفاء گزریں گے۔ پھر آپ کی آواز دھیمی ہوگئی تو میں نے اپنے چچا سے پوچھا جو میرے آگے تھے کہ چچا رسول اللہ نے کیا فرمایا؟ انہوں نے کہا وہ سب قریش سے ہوں گے۔

مجمع الزوائد حافظ نورالدین علی بن ابوبکر ہیثمی جلد پنجم صفحہ ۱۹۰ طبع قاہرہ

۳۰۔ ان ابا الجلد حدثه انه لا تهلك هذه الامة حتى يكون منها اثنى عشر خليفة كلهم يعمل بالهدى و دين الحق ۔ ابوالجلد نے روایت کی ہے کہ یہ امت ہلاک نہیں ہوگی یہاں تک کہ اس میں بارہ خلیفہ ہوں گے اور وہ سب ہدایت اور دینِ حق پر عمل کریں گے۔

۱۔ فتح الباری ابن حجر عسقلانی جلد ۱۳ صفحہ ۱۷۹ طبع البھیہ مصر

۲۔ فتاوائے عزیزی عبدالعزیز دہلوی صفحہ ۶ مطبع مجتبائی دہلی

فہم حدیث کے رُخ

ہم نے ذخیرۂ احادیث سے خلفاء اثنا عشر کے سلسلہ کی کچھ روایات نقل کی ہیں اور مزید کچھ اور احادیث آئندہ اوراق میں نقل کریں گے۔ ان روایات کے مطالعہ سے قاری کے ذہن میں ایک ہاکا سا خاکہ مرتب ہو گیا ہوگا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلافتِ رسول، دین اسلام، شریعت مطہرہ اور امور مسلمین کے ذمہ دار بارہ خلفاء ہوں گے۔ اب ہم اس سے آگے کا سفر شروع کرتے ہیں اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہمارے حدیث شناسوں نے اور امت اسلامیہ کے (علم و آگہی کے) اربابِ حل و عقد نے اس مبارک حدیث کو کس طرح سمجھنے اور برتنے کی کوشش کی ہے۔ ہماری کوشش یہ ہوگی کہ ہم سارے نقطہ ہائے نظر کو بلا تبصرہ نقل کریں اور قاری کے فہم و فکر کے حوالے کر دیں البتہ یہ ممکن ہے کہ حاشیہ میں کوئی مختصر معروضہ ناگزیر بن جائے۔

شرح ابنِ العربی

ابن العربی مالکی یہ تحریر فرماتے ہیں کہ ابو عیسیٰ نے جابر بن سمرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد بارہ امیر ہوں گے اور وہ سب کے سب قریش

سے ہوں گے۔ یہ روایت صحیح ہے ہم نے رسول اللہ کے بعد بارہ امیر شمار کئے تو ہم نے مندرجہ ذیل اشخاص کو پایا۔ ابوبکر، عمر، عثمان، علی، حسن، معاویہ، یزید، معاویہ بن یزید، مروان، عبدالملک بن مروان، ولید، سلیمان، عمر بن عبدالعزیز، یزید بن عبدالملک، مروان بن محمد بن مروان، سفاح، منصور، مہدی، ہادی، امین، مامون، معتصم، واثق، متوکل، منتصر، مستعین، معتز، مہتدی، معتضد، مُستکفی، مقتدر، قاہر، راضی، متقی، مکتفی، مطیع، طائع، قادر، قائم، مقتدی الیٰ آخرہ۔

اگر ہم ان میں سے بارہ شمار کریں تو فہرست کے اعتبار سے بارہواں عدد سلیمان بن عبدالملک پر مکمل ہو جاتا ہے اور اگر معنوی اعتبار سے گنا جائے تو ان میں سے صرف پانچ ملتے ہیں۔ چاروں خلفاء اور عمر بن عبدالعزیز۔ اس کے بعد لکھتے ہیں کہ **لم اعلم للحديث معنى و لعلّه بعض حديث و قد ثبت ان النبى عليه السلام قال كلهم من قريش ۔** مجھے اس حدیث کے معنی نہیں معلوم اور شاید یہ پوری حدیث نہ ہو اور یہ ثابت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ وہ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔ [1]

یہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ابن العربی نے اپنے زمانے تک کے خلفاء شمار کئے ہیں جب کہ ساری احادیث کا مجموعی مفہوم یہ ہے کہ خلفاء بعد رسول سے قیامت تک کے درمیان ہوں گے۔

عمدۃ القاری

المراد من وجود اثنیٰ عشر خليفة فى جميع مدة الاسلام الیٰ يوم القيامة يعملون بالحق وان تتوالى أيامهم و يؤيد هذا ما اخرجه مسدد انه لا يهلك هذه الامة حتى يكون فيها اثنیٰ عشر خليفة كلهم يعمل بالهدیٰ و

---

[1] شرح صحیح ترمذی جلد نہم صفحہ ۶۸/۶۹

دین الحق ۱ ۔اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اسلام کی پوری مدت میں قیامت تک بارہ خلیفہ ہوتے رہیں گے جو حق کے مطابق عمل کریں گے اوران کے زمانے یکے بعد دیگرے آتے رہیں گے۔اس بات کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے۔جس کی تخریج مسدد نے کی ہے کہ جب تک اس امت میں بارہ خلیفہ ہوتے رہیں گے جو سب ہدایت اور دین حق پر عمل کریں گے اس وقت تک امت ہلاک نہیں ہو سکتی۔ (بقدر حاجت)

بدایہ ونہایہ

اس باب کا عنوان ہے ''قریش کے بارہ ائمہ کے متعلق پیش گوئی''۔ ہمارے سامنے اس کتاب کا اردو ترجمہ ہے اور ہم اسی سے حسب ضرورت نقل کر رہے ہیں۔ابن کثیر دمشقی نے تحریر کیا ہے کہ یہ وہ بارہ ائمہ نہیں ہیں جن کی امامت کا روافض دعویٰ کرتے ہیں کیونکہ ان لوگوں کا خیال ہے کہ ان میں سے حضرت علی بن ابیطالب اوران کے بیٹے حضرت حسن کے سوا کوئی بھی لوگوں کے امور کا منتظم نہیں ہوا اوران کے خیال میں ان کا آخری خلیفہ مہدی منتظر ہے۔جو سرداب سامراء میں ہے ۲ ۔اوراس کا کوئی وجود اور نام ونشان نہیں ہے............ بلکہ وہ بارہ ائمہ ہیں جن کے متعلق حدیث میں خبر دی گئی ہے حضرت ابوبکر،حضرت عمر،حضرت عثمان اور حضرت علی چاروں امام ہیں اور بلا اختلاف ائمہ بارہ ائمہ کی تفسیر میں اہل سنت کے دونوں اقوال کے مطابق حضرت عمر بن عبدالعزیز بھی ان میں شامل ہیں جیسا کہ ہر حدیث کے بیان کرنے کے بعد اس کا ذکر کریں گے۔

(ابن کثیر نے مختلف طرق سے حدیث کو بیان کرنے کے بعد تحریر کیا ہے) رسول اللہ

---

۱ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ۱۱ صفحہ ۴۳۵ ۲ مجھے نہیں معلوم کہ ابن کثیر نے یہ غلط بیانی عمداً کی ہے یا جہالت کی بنیاد پر سرزد ہوئی ہے۔بہرحال کسی شیعہ کا یہ عقیدہ نہ تھا اور نہ ہے کہ مہدی منتظر سرداب سامراء میں ہیں۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ حکومت قریش میں رہے گی اور جب تک وہ دین کو قائم کریں گے، جو کوئی اُن سے دشمنی کرے گا اللہ تعالیٰ اسے منہ کے بل گرادے گا۔ امام بیہقی بیان کرتے ہیں یعنی وہ دین کے نشانات کو قائم کریں گے خواہ اپنے ذاتی اعمال میں کوتاہی کریں۔ پھر انہوں نے بقیہ احادیث کو بیان کیا ہے جو انہوں نے اس بارے میں ذکر کی ہیں واللہ اعلم۔

پس یہ وہ مسلک ہے جسے بیہقی نے اختیار کیا ہے اور ایک جماعت نے اس بارے میں ان سے موافقت کی ہے کہ اس حدیث میں جن بارہ خلفاء کا ذکر ہے اس سے مراد فاسق ولید بن یزید بن عبدالملک کے زمانے تک پے در پے ہونے والے خلیفہ ہیں۔ ولید کے متعلق قبل ازیں ہم ایک مذمت اور وعید کی حدیث پیش کر چکے ہیں۔ یہ مسلک بھی محل نظر ہے اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ اس ولید بن یزید کے زمانے تک ہونے والے خلفاء ہر اندازے کے مطابق بارہ سے زیادہ ہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ خلفائے اربعہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی کی خلافت حضرت سفینہ کی نص سے محقق ہے کہ میرے بعد خلافت تیس سال ہوگی پھر ان کے بعد حضرت حسن بن علی ہوئے کیونکہ حضرت علی نے ان کے متعلق وصیت کی تھی اور اہل عراق نے ان کی بیعت کر لی تھی اور حضرت حسن اور حضرت معاویہ کی صلح ہوگئی جیسا کہ صحیح بخاری میں ابوبکرہ کی حدیث اس پر دلالت کرتی ہے پھر حضرت معاویہ خلیفہ بنے پھر ان کا بیٹا یزید بن معاویہ خلیفہ بنا پھر اس کا بیٹا معاویہ بن یزید پھر مروان بن الحکم پھر اس کا بیٹا عبدالملک بن مروان پھر اس کا بیٹا ولید بن عبدالملک پھر سلیمان بن عبدالملک پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز پھر یزید بن عبدالملک پھر ہشام بن عبدالملک خلیفہ بنا یہ پندرہ خلیفے بنتے ہیں۔ پھر ولید بن یزید بن عبدالملک خلیفہ بنا۔ پھر عبدالملک سے قبل ہم حضرت زبیر کی حکومت کو بھی شمار کرلیں تو یہ سولہ بن جاتے ہیں۔ پس یہ ہے وہ مسلک جو انہوں نے اختیار کیا ہے۔ اس اندازے کے مطابق یزید بن معاویہ بارہ خلفاء میں

شامل ہو جاتا ہے اور حضرت عمر بن عبدالعزیز ان سے خارج ہو جاتے ہیں جن کی مدح وتعریف پر اور انہیں خلفائے راشدین میں شمار کرنے پر ائمہ کا اتفاق ہے اور تمام لوگوں نے آپ کے عدل پر اتفاق کیا ہے اور ان کا دورِ حکومت سب سے زیادہ عادلانہ تھا حتیٰ کہ رافضی بھی اس کا اعتراف کرتے ہیں۔

پس اگر کوئی کہے کہ ہم اُن کو خلفاء شمار کرتے ہیں جن پر امت نے اتفاق کیا ہے تو اس سے لازم آئے گا کہ حضرت علی بن ابیطالب اور ان کے بیٹے کو اُن میں شمار نہ کیا جائے کیونکہ لوگوں نے ان دونوں حضرات پر اتفاق نہیں کیا اور سب اہل شام نے ان دونوں کی بیعت نہیں کی اور حبیب نے حضرت معاویہ اور ان کے بیٹے یزید اور ان کے پوتے معاویہ بن یزید کو شمار کیا ہے اور مروان اور ابن زبیر کے ایام کو تحریر نہیں کیا گویا امت نے ان میں سے ایک پر بھی اتفاق نہیں کیا اس لحاظ سے اس مسلک کے مطابق ہم خلفاء کو یوں شمار کریں گے۔ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، پھر حضرت معاویہ پھر یزید بن معاویہ پھر عبدالملک پھر ولید بن سلیمان پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز پھر یزید بن ہشام یہ دس خلفاء ہوئے پھر ان کے بعد فاسق ولید بن یزید بن عبدالملک۔ مگر یہ مسلک اختیار کرنا ممکن نہیں کیونکہ اس سے حضرت علی اور ان کے بیٹے حضرت حسن کو بارہ خلفاء سے خارج کرنا لازم آتا ہے اور یہ بات ائمہ اہل سنت کے بیان کے خلاف ہے بلکہ ائمہ شیعہ کے بھی بیان کے خلاف ہے۔ پھر حضرت سفینہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو واضح حدیث روایت کی ہے اس کے بھی خلاف ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میرے بعد خلافت تیس سال ہوگی پھر کاٹنے والی حکومت ہوگی۔

اور حضرت سفینہ نے ان تیس سالوں کی تفصیل بھی بیان کی ہے اور انہیں چاروں خلفاء کی خلافت سے جمع کیا ہے اور ہم نے حضرت حسن کی خلافت کا ان تیس سالوں میں شامل ہونا

واضح کیا ہے جو تقریباً چھ ماہ تھی۔ پھر حضرت معاویہ کو حکومت مل گئی کیونکہ حضرت حسن نے حکومت آپ کے سپرد کر دی تھی اور اس حدیث میں حضرت معاویہ کو خلیفہ کا نام دینا منع ہے اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ خلافت تیس سال بعد مطلقاً ختم نہ ہوگی بلکہ اس کا تسلسل ختم ہو جائے گا اور اس کے بعد خلفاء راشدین کا وجود منتفی نہ ہوگا جیسا کہ حضرت جابر بن سمرہ کی حدیث اس پر دلالت کرتی ہے اور نعیم بن حماد بیان کرتے ہیں کہ راشد بن سعد نے عن ابن لہیعہ عن خالد بن ابی عمران عن حذیفہ بن الیمان ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان کے بعد بنی امیہ کے بارہ بادشاہ ہوں گے آپ سے پوچھا گیا خلفاء؟ فرمایا نہیں بلکہ بادشاہ اور بیہقی نے حاتم بن صفرہ کی حدیث سے بحوالۂ ابو بحر روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ابو الجلد میرا ہمسایہ تھا اور میں نے اسے حلفیہ بیان کرتے سنا کہ یہ امت بارہ خلفاء تک ہرگز ہلاک نہ ہوگی جو سب کے سب ہدایت اور دین حق کے مطابق عمل کریں گے ان میں سے دو شخص اہل بیت میں سے ہوں گے ان میں سے ایک چالیس سال اور ایک تیس سال زندہ رہے گا۔

پھر امام بیہقی ابو الجلد کے قول کے جواب میں لگ گئے ہیں جو جواب نہیں ہے اور یہ ان کی جانب سے ایک عجیب بات ہے اور علماء کے ایک گروہ نے ابو الجلد سے موافقت کی ہے اور شاید اس کا قول ارجح ہے جسے ہم نے بیان کیا ہے اور وہ کتب متقدمہ میں غور کرتا رہتا تھا اور اہل کتاب کے ہاتھوں میں جو تورات ہے اس میں جو کچھ بیان ہوا ہے اس کا مفہوم کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو حضرت اسماعیل کی بشارت دی اور یہ کہ وہ اسے برومند کرے گا اور بڑھائے گا اور اس کی ذریت میں بارہ عظیم پیدا کرے گا۔

ہمارے شیخ علامہ ابو العباس بن تیمیہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی بشارت حضرت جابر بن سمرہ کی حدیث میں دی گئی ہے اور انہوں نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ امت میں الگ الگ ہوں گے

اور جب تک وہ موجود نہ ہوں قیامت قائم نہ ہوگی اور یہودیوں میں جو لوگ اسلام سے مشرف ہوئے انہوں نے بہت غلطیاں کی ہیں اور انہوں نے خیال کیا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کی طرف رافضی فرقہ دعوت دیتا ہے اور انہوں نے ان کی پیروی اختیار کر لی۔ [1]

تاریخ الخلفاء

قال القاضی عیاض لعل المراد بالاثنٰی عشر فی هذه الاحادیث و ما شا بهها انهم یکونون فی مدة عزة الخلافة وقوة الاسلام و استقامة اموره والاجتماع علٰی من یقوم بالخلافة وقد وجد هذا فی من اجتمع علیه الناس الٰی امرهم قال شیخ الاسلام ابن حجر فی شرح البخاری کلام القاضی عیاض احسن ما قیل فی الحدیث و ارجحا لتائیده بقوله فی بعض طرق الحدیث الصحیحة کلهم یجتمع علیه الناس و ایضاح ذلك ان المراد بالاجتماع انقیادهم لبیعة والذی وقع الناس اجتمعوا علٰی ابی بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی الٰی ان وقع امر الحکمین فی صفین فتسمی معاویة یومئذ بالخلافة ثم اجتمع الناس علٰی معاویة عند صلح الحسن ثم اجتمعوا علی ولده یزید ولم ینتظم للحسین امر بل قتل قبل ذلك ثم لما مات وقع الاختلاف الٰی ان اجتمعوا علٰی عبدالملك بن مروان بعد قتل ابن زبیر ثم اجتمعوا علٰی اولاده الاربعة الولید ثم سلیمان ثم یزید ثم هشام و تخلل

---

[1] ترجمہ البدایہ والنہایہ معروف بہ تاریخ ابن کثیر دمشقی ترجمہ اختر فتحپوری جلد ششم صفحہ ۱۰۲۵ سے ۱۰۲۹ تک۔ ترجمہ بہت سی جگہوں پر نادرست اور مشکوک محسوس ہوتا ہے۔ ہم نے یہ طویل اقتباس اس لئے دیا ہے کہ قارئین اس حدیث مبارک کی تشریح کا حشر ملاحظہ فرمائیں۔

بین سلیمان و یزید عمر بن عبدالعزیز فهولاء سبعة بعد الخلفاء الراشدین والثانی عشر وهوالولید بن یزید بن عبدالملك اجتمع الناس علیه لمامات عمه هشام فولّی نحو اربع سنین ثم قاموا علیه فقتلوه وانتشرت الفتن و تغیرت الاحوال من یومئذ ولم یتفق ان یجتمع الناس علٰی خلیفة بعد ذلك

لے۔قاضی عیاض نے کہا ہے کہ اثنا عشر سے ان حدیثوں میں اور ان کے مشابہ حدیثوں میں شاید یہ مراد ہو کہ یہ لوگ اُس مدت میں ہوں گے جب خلافت کی عزت ہوگی اسلام میں قوت ہوگی اور اس کے امور قائم ہوں گے اور اس شخص پر اجماع ہوگا جس پر امر خلافت قائم ہوگا اور یقیناً یہ باتیں ان لوگوں میں پائی گئی ہیں جن پر انسانوں کا اجماع تھا یہاں تک کہ بنی امیہ کے امر میں اضطراب پیدا ہوگیا اور ولید بن یزید کے زمانے میں ان کے درمیان فتنہ پیدا ہوا اور یہ فتنہ ان کے درمیان بالاتصال رہا یہاں تک کہ عباسیوں کی حکومت قائم ہوگئی اور انہوں نے بنی امیہ کا کام تمام کردیا۔شیخ الاسلام ابن حجر نے شرح صحیح بخاری میں کہا ہے کہ اس حدیث کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے اس میں سب سے اچھا کلام قاضی عیاض کا ہے اور راجح تر بھی ہے اس لئے کہ اس حدیث کی تائید میں بعض صحیح طرق حدیث میں یہ وارد ہے کہ سارے لوگ ان بارہ خلفاء پر مجتمع ہوں گے۔اس کی وضاحت یہ ہے کہ اجتماع سے مراد لوگوں کی اطاعت ہے اس خلیفہ کی بیعت کرنے میں۔اور جو بات واقع ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ سب مجتمع ہوئے ابوبکر پھر عمر پھر عثمان پھر علی پر یہاں تک کہ صفین میں حکمین کا امر واقع ہوا اس دن معاویہ کو خلافت سے موسوم کیا گیا پھر صلح حسن کے موقع پر معاویہ پر لوگوں کا اجتماع ہوا اس کے بعد سب لوگ اس کے بیٹے یزید پر مجتمع ہوئے اور حسین کا امر منظم نہ ہوسکا بلکہ وہ اس سے قبل ہی قتل ہوگئے اور یزید کے مرنے پر اختلاف

لے تاریخ الخلفاء جلال الدین سیوطی صفحہ ۱۲/۱۱ مطبع مجیدی کانپور

ہوا یہاں تک کہ لوگ ابن زبیر کے قتل کے بعد عبدالملک بن مروان پر مجتمع ہو گئے اس کے بعد لوگ عبدالملک کے چار بیٹوں پر مجتمع ہو گئے ولید اس کے بعد سلیمان اس کے بعد یزید اس کے بعد ہشام اور سلیمان اور یزید کے درمیان عمر بن عبدالعزیز خلل انداز ہوئے پس یہ سات خلفاء راشدین کے بعد ہیں اور بارھواں خلیفہ وہی ولید بن یزید عبدالملک ہے کہ لوگ اس کے چچا ہشام کے مرنے کے بعد اس پر مجتمع ہو گئے تھے پس ولید بن یزید تقریباً چار سال خلیفہ رہا پھر لوگوں نے اس کے خلاف قیام کیا اور اسے قتل کر دیا پھر اس دن سے فتنے پھیلے اور حالات بدل گئے۔ اس کے بعد لوگ کسی خلیفہ پر متفق نہیں ہوئے۔ اس تحریر کے بعد علامہ سیوطی نے اپنے دلائل پیش کئے ہیں اور یہ ثابت کیا ہے کہ ولید بن یزید بن عبدالملک کے بعد خلفائے بنی امیہ اور خلفائے بنی عباس میں سے کسی پر بھی لوگ مجتمع نہیں ہوئے۔

اس حوالے کے بعد علامہ سیوطی کا ایک مختصر حوالہ بھی بہت دلچسپ ہے جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ آج تک ایسا نہیں ہوا کہ امت نے بارہ میں سے کسی پر اتفاق کیا ہو۔ وہ تحریر فرماتے ہیں **فانه لم يقع الى الآن وجود اثنٰى عشر اجتمعت الامة على كل منهم** [۱]۔ پس یقیناً ابھی تک ایسے بارہ وقوع پذیر نہیں ہوئے جن میں سے ہر ایک پر امت کا اجتماع ہوا ہو۔ ہمیں نہیں معلوم کہ ان دونوں نظریوں میں سے کون سا نظریہ ان کے نزدیک زیادہ قابل قبول تھا۔ قول اول کے مطابق مذکورہ اشخاص پر امت مجتمع ہو چکی تھی اور قول دوم کے مطابق خود سیوطی کے زمانے تک ایسا کوئی اجتماع نہیں ہوا تھا۔

تحفۃ الاخیار

جابر بن سمرة يكون بعدى اثنا عشر اميرا قال جابر فقال كلمة لم

---

[۱] الحاوی للفتاوی جلد دوم صفحہ ۱۰۲

اسمعها فقال ابی انه قال کلهم من قریش ۔ بخاری و مسلم میں جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ہوں گے میرے بعد بارہ سردار پھر حضرت نے کوئی لفظ کہی کہ میں نے نہ سنی تو میرے باپ یعنی سمرہ نے کہا کہ حضرت نے کہا کہ حضرت نے یہ لفظ فرمائی کہ وے سب سردار قریش کی قوم سے ہوں گے۔ **فائدہ** ہر چند حضرت کے بعد بہت سردار ہوئے لیکن مراد یہ ہے کہ بارہ سردار نہایت دین دار ہوں گے سنتِ محمدی پر چلیں گے چنانچہ حضرت کے چاروں خلیفے اور امام حسن اور عمر بن عبدالعزیز اور امام مہدی باقی تفصیل خدا ہی کو خوب معلوم ہے اور یہ جو شیعہ کہتے ہیں کہ بارہ امام مراد ہیں سو بے دلیل بات ہے اس واسطے سے کہ امیر سردار حاکم کو کہتے ہیں سو سوائے علی مرتضٰی اور امام حسن کے کسی امام کو ملک کی حکومت حاصل نہیں ہوئی کمال اور بزرگی اور چیز ہے لیکن یہاں حکومت کا بیان ہے۔ [1]

اشعۃ اللمعات

قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یقول لایزال الاسلام عزیزا الٰی اثنی عشر خلیفة گفت شنیدم آن حضرت را کہ می گفت ہمیشہ باشد اسلام گرامی و ارجمند تا دوازدہ خلیفہ **کلهم من قریش** ہمہ ایشان از قریش اند۔ **وفی روایة لایزال امر الناس ماضیا ماولیهم اثنا عشر رجلا کلهم من قریش** ۔ ہمیشہ باشد کارِ مردم گزرندہ و برنسق عدل و انتظام روندہ مادام کہ والی شوند ایشان را دوازدہ مرد کہ ہمہ ایشان از قریش اند۔ **وفی روایة لایزال الدین قائما حتی تقوم الساعة** ہمیشہ می باشد دین قائم تا آنکہ قائم شود قیامت **أو یکون علیهم اثنا عشر خلیفة کلهم من قریش** یا

---

[1] تحفۃ الاخیار ترجمہ مشارق الانوار صفحہ ۳۶۷ چاپ ہند قدیم۔ مترجم و محشی کا نام مذکور نہیں ہے۔ کہا جاتا ہے کہ رضی الدین حسن ابن محمد صغانی کی اس عربی کتاب کا ترجمہ اسماعیل بریلوی کے شاگرد خرم علی نے کیا ہے۔

آنکہ باشد بر ایشان دوازدہ خلیفہ ہمہ ایشان از قریش متفق علیہ و در بعض طرق این حدیث آمدہ است کہ **و ابوبکر لا یلبث الا قلیلا** و ابوبکر درنگ نمی کند مگر اندک۔ اشکال کردہ اند درین حدیث کہ ظاہر از وے آنست کہ دوازدہ خلیفہ بعد از آنحضرت باشند در پے یکدیگر متصل کہ مستقیم شود بدیشاں امر دین و عزیز گردد بوجود ایشان اسلام و جاری گردد بعدالت ایشان احکام بآنکہ شہادت نمید ہد بآن چہ واقع است در وجود زیرا کہ ہستند در ایشان از امرائے جور و فساد از بنی مروان کہ ممدوح نیست طریقہ ایشان و محمود نیست سیرت آنہا و نیز در حدیث صحیح آمدہ کہ **الخلافة بعدی ثلثون سنة ثم یصیر ملکا عضوضا** و اتفاق کردہ اند علماء بر آنکہ بعد از سی سال خلفاء نیستند بلکہ ملوک و امراء اند و اختلاف کردہ اند در توجیہ این اشکال بر اقوال۔ شیخ عبدالحق دہلوی تحریر فرماتے ہیں کہ جابر نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ہمیشہ اسلام معزز اور ارجمند رہے گا بارہ خلفاء تک وہ سب قریش سے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ ہمیشہ لوگوں کا کام عدل و انتظام کے ساتھ چلتا رہے گا جب تک کہ ان پر بارہ والی رہیں گے وہ سب قریش سے ہیں۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ ہمیشہ یہ دین قائم رہے گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے یا ان پر بارہ خلفاء ہوں وہ سب قریش سے ہیں متفق علیہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں یہ بھی ہے کہ ابوبکر نہیں رہیں گے مگر قلیل مدت۔ اس حدیث کے سلسلہ میں یہ اشکال کیا گیا ہے کہ حدیث کے ظاہر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بارہ خلفاء آنحضرت کے بعد پے در پے اور مسلسل و متصل ہوں گے کہ ان کے ذریعے دینی امور مستقیم ہوں اور اسلام ان کے وجود سے معزز رہے اور احکام ان کے ذریعے عدالت کے ساتھ جاری ہوں جب کہ جو کچھ وقوع میں آیا ہے وہ ان باتوں کی گواہی نہیں دیتا اس لئے کہ ان خلفاء میں بنی مروان کے جور و فساد کرنے والے حکمران بھی ہیں کہ نہ ان کا طریقہ ممدوح ہے اور نہ سیرت پسندیدہ۔ پھر یہ کہ صحیح حدیث میں

ہے کہ میرے بعد خلافت تیس سال ہے اس کے بعد کاٹنے والی حکومت ہے اور اس پر بھی علماء نے اتفاق کیا ہے کہ تیس سال کے بعد خلفاء نہیں ہیں بلکہ بادشاہ اور امراء ہیں۔ اس اشکال کی توجیہ کے سلسلے میں کئی اقوال ہیں۔

اوّل آنکہ مراد دوازدہ نفس است کہ قائم شدند بعد از آن حضرت بسلطنت و امارت و انتظام پذیرفت بایشان ملک وسلطنت بے نزاع واختلاف در ظاہر امور مسلمین و رعایا اگرچہ بعض از ایشان جابر و خارج از دائرہ عدل واحسان بودند۔ پہلا قول یہ ہے کہ وہ بارہ نفوس ہیں جو آنحضرت کے بعد سلطنت و امارت پر فائز ہوئے اور ان کے ذریعے امور ملک وسلطنت منظم ہوئے اور مسلمانوں اور دیگر رعایا کے امور نزاع واختلاف سے خالی رہے۔ اگرچہ ان میں سے بعض جابر حکمران تھے اور دائرہ عدل واحسان سے خارج تھے وغیرہ۔

این چنین گفتہ است قاضی عیاض مالکی واستحسان کردہ است شیخ ابن حجر عسقلانی و گفتہ است کہ ظاہر ترین اقوال درین حدیث و راجح ترین توجیہات در روے این قول است و گفتہ است کہ مؤید این است آنچہ در بعضے طرق صحیحہ این حدیث واقع شدہ است کہ **کلھم یجتمع علیہ امر الناس** و مراد باجتماع انقیاد و اطاعت و اتفاق است بر بیعت انہا اگرچہ بکراہت ہم باشد و حدیث وارد در مدح وثنائے ایشان نیست بہ دین و عدالت و حقانیت مگر ازین جہت کہ انتظام واجتماع واتحاد کلمہ است و خلافتے کہ حکم کردہ است حدیث بانتہائے آن تا سی سال خلافتِ کبریٰ است کہ خلافتِ نبوت است واین خلافت امارت است۔ قاضی عیاض مالکی نے یہی کہا ہے کہ اور شیخ ابن حجر عسقلانی نے اسے بہت پسند کیا ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث کے سلسلہ میں سارے اقوال میں سب سے زیادہ ظاہر اور ساری توجیہات میں سب سے زیادہ قابل ترجیح یہی ہے اور یہ بھی کہا کہ اس کی تائید میں وہ روایت بھی ہے جو طریق صحیحہ سے وارد ہوئی ہے کہ لوگوں کا

امرائن (خلفاء) میں سے ہر ایک پر مجتمع ہوگا اور اجتماع سے مراد بیعت کرنے میں لوگوں کا اتفاق و انقیاد اور اطاعت کرنا ہے کہ ان کے ادوار میں انتظام و اجتماع اور اتحاد کلمہ ہوگا۔ اور وہ خلافت جس کے بارے میں حدیث ہے کہ تیس سال پر ختم ہوجائے گی وہ خلافتِ کبریٰ ہے جو خلافت نبوت ہے اور یہ خلافتِ امارت ہے۔

عبدالحق اس قول پر اپنی رائے تحریر فرماتے ہیں کہ پوشیدہ نماند کہ این قول خالی نیست از عدم ملائمت بسیاقِ حدیث کہ فرمودہ است **لایزال الاسلام عزیزا ولا یزال الدین قائما** اگرچہ ملائم است بروایت دیگر کہ **لایزال امر الناس ما ضیا** وحدیث صریح است در مدح ایشان بصلاح دین وظہور حق وقوت اسلام در زمانِ ایشان بعدالت ایشان واللہ اعلم۔ مخفی نہ رہے کہ یہ قول سیاق حدیث کے ساتھ سازگار نہیں ہے۔ رسول اکرم نے فرمایا ہے کہ ہمیشہ اسلام معزز وار جمند رہے گا اور ہمیشہ دین قائم رہے گا البتہ ایک دوسری حدیث سے سازگار ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ لوگوں کا کام چلتا رہے گا۔ حدیث اس بات کی صراحت کرتی ہے کہ یہ اُن خلفاء کی مدح میں ہے کہ ان کے زمانے میں صلاح دین، ظہور حق اور قوت اسلام کا قیام رہے گا اور ان کی عدالت پر بھی صریح ہے۔ واللہ اعلم

ثانی آنکہ مراد خلفائے عادل وامرائے اند کہ مستحق اسم خلافت اند بحقیقت ولیکن لازم نیست کہ بعد از آں حضرتؐ درپے ہم متصل باشند شاید کہ ایں عدد تمام شود تا زمانے اگرچہ تا قریب قیام ساعت باشد تورپشتی گفتہ کہ راہِ راست درین حدیث وہرچہ درین معنی ورود یافتہ ہمین است۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس روایت میں خلفاء سے مراد عادل اور صالح حکمران ہیں جو حقیقت میں لفظِ خلافت کے مستحق ہیں لیکن یہ لازم نہیں ہے کہ یہ خلفاء آنحضرت کے بعد متصل اور پے درپے ہوں شاید یہ عدد ایک طویل زمانے میں تمام ہو خواہ وہ قیام قیامت ہی کے قریب

ہو۔ تورپشتی نے کہا ہے کہ اس حدیث کے معنی میں جو کچھ بھی وارد ہوا ہے اس میں سیدھی راہ یہی قول ہے۔

مصنف نے اس کے بعد دو قول اور بھی نقل فرمائے ہیں جنہیں ہم نے خوف طوالت کے سبب نقل نہیں کیا ہے۔ وہ اقوال دیگر حوالوں میں نقل ہو جائیں گے۔ شارح نے آخر میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ این است آنچہ ذکر کردہ اند شراح این حدیث واللہ اعلم بمراد رسولہ [۱]۔ یہ ہے وہ کچھ جسے شارحین نے اس حدیث کے سلسلے میں ذکر کیا ہے اور اللہ ہی اپنے رسول کی مراد سے واقف ہے۔ ہم اس نتیجہ تک پہنچے ہیں کہ شارح اس روایت کی تشریح اپنے ذمہ نہیں لینا چاہتے۔

نزھۃ القاری

یہ بارہ اور خلیفہ کون کون ہیں یا کب ہوں گے۔ اس بارے میں شارحین کے مختلف اقوال ہیں پہلی توجیہ یہ کی گئی ہے کہ بارہ خلیفہ برحق عادل قیامت تک ہوں گے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ مسلسل لگاتار ہوں .... لیکن حدیث میں لایزال کا لفظ اس توجیہ میں حارج ہے اس کے ظاہر سے یہ متبادر ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد مسلسل بارہ خلفاء ہوں گے جن کے عہد میں دین غالب اور قائم رہے گا۔ ابوداؤد کی بعض روایتوں میں ہے **کلھم یجتمع علیه الناس** جس پر سب لوگوں کا اجتماع ہوگا۔۔۔۔۔ اس قید کو سامنے رکھ کر امام قاضی عیاض وغیرہ نے اُن خلفاء کے نام شمار کرائے ہیں جو اس حدیث کے مصداق ہو سکتے ہیں جن میں چار خلفاء راشدین ہیں اور آٹھ خلفاء بنی امیہ میں سے ہیں۔ حضرت معاویہ، یزید، عبدالملک بن مروان، ولید، سلیمان، یزید بن عبدالملک، ہشام بن عبدالملک، ولید بن یزید بن عبدالملک لیکن اس تفصیل میں دو خرابی ہے اوّل یہ کہ یزید کو ان میں شمار کیا حالانکہ یزید کسی طرح

---

[۱] اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوٰۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی جلد چہارم صفحہ ۶۱۹ سے آگے تک۔ مطبع تیج کمار لکھنؤ

اس کا اہل نہیں کہ خلفاء میں شمار کیا جائے اوّلاً وہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولی عہدی سے خلیفہ ہوا جب کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ حق حاصل نہیں تھا کہ وہ اپنے بعد کسی کو اپنا ولی عہد بنائیں جیسا کہ میں نے مقالات امجدی میں اس کو ثابت کیا ہے۔

ثانیاً حدیث میں تصریح ہے کہ دین غالب اور محفوظ رہے گا حالانکہ یزید کے عہد میں دین کو جو نقصان پہنچا ہے وہ چنگیز خاں کے دور میں بھی نہیں پہنچا ہوگا۔ واقعۂ کربلا اور واقعۂ حرہ اس کی دلیل ہے کہ یزید کے دور میں دین کو بہت زیادہ نقصان پہنچا ہے۔ ثالثاً یزید کی خلافت پر امت متفق بھی نہیں ہوئی۔ دوسری وجہ اس توجیہ کے صحیح نہ ہونے کی یہ ہے کہ ان میں سے حضرت عمر بن عبدالعزیز کو خارج رکھا گیا ہے حالانکہ وہ باتفاقِ امت خلیفۂ راشد تھے۔ رابعاً حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اس میں شمار نہیں کیا گیا ہے حالانکہ ان کی خلافت باتفاقِ اہل سنت وبنصِ حدیث حق تھی بلکہ خلافتِ راشدہ تھی۔

بہرحال اس فہرست کو تھوڑی سی ترمیم کے بعد درست کیا جاسکتا ہے مثلاً بجائے یزید کے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو داخل کیا جائے اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کو داخل کر کے ولید بن یزید بن عبدالملک کو خارج کر دیا جائے اور حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یہ عذر کر دیا جائے کہ چونکہ ان کی خلافت پر پوری امت کا اتفاق نہیں ہوسکا تھا اس لئے **کلھم یجتمع علیه الامة** کی قید سے وہ اس فہرست میں داخل نہیں کئے گئے------

اس طرح شارحین نے ایک دوسری فہرست بھی تیار کی ہے جس کی تفصیل یہ ہے خلفائے اربع امام حسن، حضرت معاویہ، یزید، عبدالملک، ولید بن عبدالملک، سلیمان بن عبدالملک، عمر بن عبدالعزیز، عبداللہ بن زبیر۔ لیکن یزید کا اس میں شمار اب بھی مجھے کھٹکتا ہے۔ اب یا تو یہ کہہ کر بات ختم کر دی جائے کہ مراد ایسے بارہ خلفاء ہیں جنہیں اکثریت نے بخوشی یا بجبر خلیفہ تسلیم کر لیا

ہو خواہ ان کی خلافت حقیقت میں صحیح ہو یا نہ ہو۔

یہ شُراح کرام کی ترجمانی تھی لیکن میرا اپنا موقف یہ ہے کہ اس حدیث میں بارہ خلفاء سے کون مراد ہیں یہ راز سربستہ رہا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تو اس پر ہمارا ایمان ہے۔ اس سے مراد کون بارہ خلفاء ہیں وہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جانیں۔ [۱]

مظاہر حق جدید

اس حدیث کے معنی و مفہوم کے تعین میں مختلف اقوال بھی ہیں اور علماء نے اشکال کا اظہار بھی کیا ہے۔ اشکال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس حدیث سے بظاہر جو بات مفہوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ آنحضرت کے بعد متصلاً یکے بعد دیگرے بارہ خلفاء ہوں گے جن کے زمانہ خلافت میں دین کا نظام مستحکم و برقرار رہے گا، ان کے وجود سے اسلام کو شان و شوکت حاصل ہوگی اور نہ صرف یہ کہ خود وہ تمام بارہ خلفاء دین و مذہب کے سچے پابند و تابعدار رہیں گے بلکہ ان کی خلافت و عدالت سے حق و انصاف کے مطابق احکام و ہدایات کا اجراء و نفاذ ہوگا۔ حالانکہ تاریخی اور واقعاتی طور پر جو کچھ پیش آیا وہ اس بات کی شہادت نہیں دیتا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد منصب خلافت و امارت پر فائز ہونے والوں میں بنی مروان میں کے وہ خلفاء و امراء بھی تھے جو نہ صرف یہ کہ اپنے سیرت اور طور طریقوں کے اعتبار سے دین و مذہب سے مناسبت نہیں رکھتے بلکہ ان کی ظالمانہ اور مفسدانہ کاروائیوں سے اسلام اور مسلمانوں کو شدید نقصانات اور مصائب برداشت کرنا پڑے۔ علاوہ ازیں وہ حدیث بھی ہے جس کے مطابق آنحضرت صلی اللہ

---

[۱] نزھۃ القاری جلد پنجم صفحہ ۹۱۶ محمد شریف الحق امجدی فرید بک اسٹال لاہور ۱۴۲۱ھ

علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میرے بعد تیس سال تک تو خلافت کا نظام قائم رہے گا اور اس کے بعد ظلم اور زیادتی پر مبنی بادشاہت آ جائے گی چنانچہ تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تیس برس کے عرصہ یعنی خلافتِ راشدہ کے بعد جو نظام حکومت ظاہر ہوا اس کو خلافت نہیں بلکہ بادشاہت و امارت کہنا چاہئے۔ یہ ایک اہم اشکال ہے اور اسی بناء پر علماء نے اس حدیث کی توجیہ و تاویل میں مختلف اقوال پیش کئے ہیں۔ ان میں سے ایک قول یہ ہے کہ بارہ خلیفوں سے مراد وہ بارہ لوگ ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سریر آرائے خلافت اور حکومت و سلطنت ہوئے اور ان کے زمانہ اقتدار و حکومت میں مسلمانوں کے ظاہری حالات و معاملات اور رعایا کے مفاد کے اعتبار سے سلطنت و حکومت کا نظام مستحکم و متوازن رہا اگرچہ اُن میں سے بعض برسر اقتدار لوگ ظلم و بے انصافی کے راستہ پر بھی چلے، باہمی اختلاف و نزاع اور خرابیوں کا بھیانک ظہور ولید بن یزید بن عبدالملک بن مروان کے عہدِ اقتدار میں ہوا جو اُن میں بارہواں شخص تھا۔ اس شخص کی امارت اس وقت قائم ہوئی جب اس کے چچا ہشام بن عبدالملک کا انتقال ہوا پہلے تو لوگوں نے ولید بن یزید کی امامت پر اتفاق کیا اور ان کا اتفاق چار برس تک قائم رہا لیکن چار برس کے بعد لوگ اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کو مار ڈالا۔ اس دن سے صورتِ حال میں تغیر پیدا ہو گیا اور فتنہ و فساد پوری طرح پھیل گیا۔

یہ قول قاضی عیاض مالکی کی طرف منسوب ہے اور علامہ ابن حجر عسقلانی نے اس قول کی تحسین کی ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث کی جتنی توجیہات کی گئی ہیں اور اس سلسلہ میں جتنے اقوال منقول ہیں ان سب میں یہی قول سب سے زیادہ مناسب اور سب سے زیادہ قابلِ ترجیح ہے اور اس کی تائید ان الفاظ سے ہوتی ہے جو اسی حدیث کے جزء کے طور پر بعض صحیح طرق میں منقول ہیں کہ **کلهم يجتمع عليه امر الناس** اور جمع سے مراد ان خلفاء کی بیعت پر لوگوں کا اتفاق و

اجتماع اور ان کی قیادت و سرداری کو قبول کرنا ہے اگر چہ کراہت کے ساتھ ہو۔ نیز اس حدیث سے ان خلفاء کی جو مدح و توصیف مفہوم ہوتی ہے وہ دین، عدالت اور حقانیت کے اعتبار سے نہیں ہے بلکہ سیاسی و انتظامی معاملات میں استحکام و استواری اور حکومت و امارت کے تئیں اتفاق واتحاد کے اعتبار سے ہے۔ رہی اس صحیح حدیث کی بات جس میں آپ نے خلافت کو تیس سال میں منحصر بیان فرمایا ہے تو وہاں خلافت سے مراد خلافتِ کبریٰ ہے جو اصل میں خلافتِ نبوت ہے جب کہ اس حدیث میں خلافتِ امارت مراد ہے چنانچہ خلفائے راشدین کے بعد جو امراء (سربراہانِ حکومت) گزرے اُن کو بھی خلیفہ ہی کہا جاتا ہے اگر چہ ان کو خلیفہ کہنا مجازی معنی کے اعتبار سے ہے۔ مذکورہ بالا پہلے قول کو اگر چہ علامہ ابن حجر نے اولیٰ اور ارجح قرار دیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ حدیث کے الفاظ **لایزال الاسلام عزیزا** اور **لایزال الدین قائما** کے ساتھ یہ قول کھلی ہوئی عدم مناسبت کا حامل ہے کیونکہ یہ الفاظ ان بارہ خلفاء کی اس مدح و تعریف کا صریح مظہر ہیں کہ ان کے زمانہ خلافت و امارت میں دین کو استحکام حاصل رہے گا حق کا بول بالا ہوگا اور ان کے عدل وانصاف کے ذریعہ اسلام کی شان و شوکت اور قوت کا اظہار ہوگا۔

دوسرا قول یہ ہے کہ خلفاء سے مراد عادل وانصاف پرور خلفاء اور نیک طینت و پاک باز امراء ہیں جو اپنے ذاتی اوصاف حمیدہ کی بنا پر خلافت کا صحیح مصداق اور منصب امارت کے اہل ہوں۔ اس صورت میں حدیث کا لازمی مطلب یہ بیان کرنا نہیں ہوگا کہ یہ بارہ خلفاء آنحضرت کے زمانے کے بعد متصلاً یکے بعد دیگرے منصب خلافت و امارت پر متمکن ہوں گے بلکہ ہوسکتا ہے کہ اصل مقصد اس طرح کے خلفاء و امراء کی محض تعداد بیان کرنا ہو خواہ ان کا ظہور کسی بھی عہد و زمانہ میں ہو اور بارہ کا عدد قیامت تک کسی وقت جا کر پورا ہو تو رپشتی کے مطابق اس حدیث اور اس بارے میں منقول دوسری احادیث کے مفہوم و معنی کے تعین میں یہی قول زیادہ بہتر و مناسب

اور قابلِ ترجیح ہے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ اس حدیث میں اس طرح کے ان بارہ خلفاء و امراء کا ذکر مراد ہے جو حضرت مہدی علیہ السلام کے زمانہ کے بعد منصب خلافت و امارت پر فائز ہوں گے۔ گویا مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش خبری فرمائی کہ آخر زمانے میں قریش سے نسبی تعلق رکھنے والے ایسے بارہ افراد مسلمانوں کی ملی و ملکی اور حکومتی قیادت کے امین بنیں گے جن کے زمانۂ اقتدار و امارت میں دین و مذہب کو عروج حاصل ہوگا اور اسلام کی شان و شوکت دوبالا ہوگی۔ ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جب مہدیؑ کا انتقال ہوگا تو قیادت و اقتدار کے مالک یکے بعد دیگرے جو پانچ آدمی ہوں گے وہ سبط اکبر یعنی حضرت امام حسن کی اولاد میں سے ہوں گے ان کے بعد قیادت و اقتدار کی باگ ڈور یکے بعد دیگرے ان پانچ آدمیوں کے ہاتھ میں آئے گی جو سبط اصغر یعنی حضرت امام حسین شہید کی اولاد میں سے ہوں گے اور اُن میں کا آخری شخص اپنا ولی عہد ایک ایسے شخص کو بنائے گا جو حضرت امام حسن کی اولاد میں سے ہوگا اور مملکت و ملت کی امامت و سربراہی کے اس سلسلہ کا گیارہواں فرد ہوگا پھر جب یہ گیارہواں شخص اپنا زمانۂ اقتدار پورا کر کے انتقال کرے گا تو اس کا جانشین اس کا بیٹا ہوگا اور مسندِ اقتدار کا مالک بنے گا اس طرح بارہ کا عدد پورا ہو جائے گا اور ان بارہ میں کا ہر شخص امام عادل اور ہادی مہدی ہوگا جس کی عدالت، انصاف پسندی، دینداری اور رعایا پروری سے اسلام اور مسلمانوں کو زبردست شان و شوکت اور سربلندی و ہردلعزیزی حاصل ہوگی۔ اگر یہ حدیث صحیح ہے تو پھر مذکورہ بالا دوسرے قول کو ایک معقول اور بہترین توجیہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ ویسے ایک روایت حضرت ابن عباس کی بھی نقل کی جاتی ہے جس میں انہوں نے حضرت امام مہدی کے اوصاف و محاسن بیان کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن (امام مہدی) کے وجود سے ہر رنج و فکر کو دور کر دے گا اور ان کے عدل

سے ہر ظلم وفتنہ کا سد باب ہو جائے گا۔ ان کے زمانے کے بعد پھر قیادت واقتدار کی باگ ڈور ان بارہ آدمیوں کے ہاتھ میں آجائے گی جو یکے بعد دیگرے ڈیڑھ سو سال تک مملکت کی زمام کار سنبھالے رہیں گے۔

اور چوتھا قول یہ ہے کہ اصل مراد ایک ہی زمانے میں بارہ خلفاء کا پایا جانا ہے جو اپنی اپنی جگہ خود مختار حیثیت کا دعویٰ کریں گے اور ان میں سے ہر ایک کی اطاعت کرنے والے لوگوں کا الگ الگ گروہ ہوگا اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے کہ (ایک موقع پر آنحضرتؐ نے فرمایا تھا) وہ وقت آنے والا ہے جب میرے بعد خلیفہ ہوں گے اور بہت ہوں گے۔ اس ارشادِ گرامی سے آنحضرت کا اصل مقصد یہ خبر دینا تھا کہ میرے بعد نت نئے فتنوں کا ظہور ہوگا اور طرح طرح کے اختلافی ونزاعی معاملات اٹھ کھڑے ہوں گے یہاں تک کہ ایک زمانے میں بارہ خلفاء اپنی الگ الگ خلافت کا دعویٰ کریں گے۔ اس آخری قول کے مطابق حدیث کی مراد گویا یہ ہوگی کہ بیک وقت بارہ خلفاء کے وجود کے زمانہ سے پہلے کے زمانہ تک تو مسلمانوں کی موثر اجتماعی وتنظیمی حیثیت برقرار رہے گی۔ دین کا نظام مستحکم واستوار رہے گا اور اسلام کی عزت وشوکت بڑھتی رہے گی لیکن اس زمانہ میں (جب کہ بیک وقت بارہ خلفاء ہوں گے) اختلاف ونزاع کا فتنہ پھوٹ پڑے گا اور مسلمانوں کی شیرازہ بندی منتشر ہونے لگے گی۔ لیکن پہلے اقوال کے مطابق حدیث کی مراد یہ معلوم ہوتی ہے کہ ان بارہ خلفاء کے زمانے تک اسلام اور مسلمانوں کا نظام ملک وملت مستحکم واستوار رہے گا۔ اس نظام میں جو خلل واضطراب پیدا ہوگا وہ اس زمانہ کے بعد ہوگا۔

شیعوں نے اس حدیث میں بارہ خلفاء کے ذکر کو اس پر محمول ومنطبق کیا ہے کہ وہ اہل بیت میں سے ہوں گے خواہ وہ منصب خلافت پر حقیقتاً فائز ہوں۔ خواہ خلافت کا استحقاق رکھنے

کے باوجود منصب خلافت پر فائز نہ ہوسکیں۔ ان شیعوں کے مطابق سب سے پہلے خلیفہ حضرت علی ہیں پھر حضرت حسن پھر حضرت حسین پھر حضرت زین العابدین پھر حضرت محمد باقر پھر حضرت جعفر صادق پھر حضرت موسیٰ کاظم پھر حضرت علی رضا پھر حضرت محمد تقی پھر حضرت علی نقی پھر حضرت حسن عسکری پھر حضرت محمد مہدی۔ [1]

وحید الزماں

میں نے اس مقام پر کتاب کے نام کی جگہ علامہ وحید الزماں کا نام اس لئے تحریر کیا ہے کہ ان کی علمی اور دل نشین تحریر کے دو رُخ قارئین کی خدمت میں پیش کرنا ہیں اثنا عشر امیر ا کی روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ -------- دوسری روایت میں ہے یہ دین برابر عزت سے رہے گا بارہ خلیفوں کے زمانے تک۔ ابوداؤد کی روایت میں یوں ہے یہ دین برابر قائم رہے گا یہاں تک کہ تم پر بارہ خلیفے ہوں گے اور سب پر امت اتفاق کرے گی۔ یہ بارہ خلیفے آنحضرت کی امت میں گزر چکے ہیں حضرت صدیق سے لے کر عمر بن عبدالعزیز تک چودہ شخص حاکم ہوئے ہیں ان میں سے دو کا زمانہ بہت قلیل رہا ایک معاویہ بن یزید دوسرے مروان کا۔ ان کو نکال ڈالو تو وہی بارہ خلیفے ہوتے ہیں جنہوں نے بہت زور و شور کے ساتھ خلافت کی۔ عمر بن عبدالعزیز کے بعد پھر زمانہ کا رنگ بدل گیا اور امام حسن علیہ السلام اور عبداللہ بن زبیر پر گو سب لوگ جمع نہیں ہوئے تھے مگر اکثر لوگ تو جمع ہو گئے پہلے اس لئے ان دونوں صاحبوں کی بھی خلافت حق اور صحیح ہے۔ امامیہ نے اس حدیث سے یہ دلیل لی ہے کہ بارہ امام مراد ہیں یعنی حضرت علی سے لے کر امام محمد بن حسن مہدی تک۔ مگر اس میں یہ شبہ ہوتا ہے کہ امام حسن کے بعد

---

[1] مظاہر حق جدید محمد قطب الدین دہلوی جلد پنجم صفحہ ۶۰۳

پھر کسی امام پر لوگ جمع نہیں ہوئے نہ ان کو شوکت اور حکومت حاصل ہوئی بلکہ اکثر جان کے ڈر سے چھپے رہے تو یہ لوگ اس حدیث سے کیسے مراد ہو سکتے ہیں؟ واللہ اعلم [۱]

کلمۂ امر کے ذیل میں حدیث اثنا عشر امیرا کے تحت تحریر فرماتے ہیں کہ...... مراد ان بارہ امیروں سے وہ امراء ہیں جو امام مہدی کے بعد امام حسن اور امام حسین کی اولاد میں سے حکومت کریں گے جیسے حضرت دانیال پیغمبر کی کتاب میں ہے اور جن لوگوں نے مصداق اس حدیث کا خلفائے بنی امیہ اور عباسیہ کو ٹھہرایا ہے انہوں نے غلطی کی ہے چونکہ بنی امیہ اکثر ظالم اور غاصب اور جابر تھے اور عباسیہ کا عدد بارہ سے زیادہ تھا۔ اہل سنت کے علماء ان میں تراش خراش کرتے ہیں اور خلفائے راشدین کے بعد کچھ لوگوں کو بنی امیہ میں سے لے لیتے ہیں کچھ عباسیہ میں سے جو ذرا اچھے اور عادل گزرے اور ہم نے ہدیۃ المہدی میں یہ لکھا ہے کہ ان بارہ امیروں سے ائمہ اثنا عشر (بارہ امام) مراد ہیں اور امارت سے دینی پیشوائی اور سرداری مراد ہے نہ کہ حکومتِ ظاہری واللہ اعلم [۲]

لایزال ھذا الامر عزیزا الی اثنیٰ عشر خلیفة اسلام کا دین بارہ خلیفوں تک عزت کے ساتھ رہے گا۔ ان خلیفوں کی تعین میں بڑا اختلاف ہے اور امامیہ نے بارہ اماموں کو مراد لیا ہے اور اہل سنت کے علماء کبھی کچھ کہتے ہیں اور کبھی کچھ۔ اللہ ہی کو معلوم ہے کہ یہ بارہ

---

[۱] تیسیر الباری ترجمہ وشرح بخاری صفحہ ۵۹۵۔ علامہ وحید الزماں سے اس غلط بیانی کی توقع نہ تھی۔ ائمہ اثنا عشر میں سے کسی امام کے حالات زندگی میں یہ نہیں ملتا کہ وہ جان کے ڈر سے چھپا رہا البتہ یہ ملتا ہے کہ بنی امیہ اور بنی عباس کے خلفاء کے زندانوں میں رہے یا ان کے مظالم کا شکار رہے۔ غیبت مہدی کا مسئلہ ایک جداگانہ بحث ہے جو فی الحال ہمارے موضوع سے خارج ہے۔

[۲] لغات الحدیث جلد اول صفحہ ۶۰/۶۱ طبع کراچی۔ انوار اللغۃ طبع احمدی لاہور پارہ یکم میں لغت اُم کے ذیل میں ملتی جلتی عبارت موجود ہے۔

خلیفہ کون کون تھے۔ بہر حال پانچ خلیفہ ابوبکر۔ اور عمر اور عثمان اور علی اور حسن بن علی تو ان بارہ میں تھے اب سات باقی رہے ممکن ہے وہ فاصلے کے ساتھ پیدا ہوں اور ان میں سے کچھ گزر گئے ہوں اور کچھ باقی ہوں امام مہدی علیہ السلام سے بارہ کی تعداد پوری ہو جائے بعضوں نے کہا ہے یہ بارہ خلیفے وہ ہیں جو امام مہدی کی اولاد میں ان کے بعد ہوں گے واللہ اعلم ۱۔ یہاں علامہ وحید الزماں کا ایک اور حوالہ نامناسب نہیں ہوگا۔ لغتِ برج کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں **قال اما السماء فانا و اما البروج فالائمة بعدی اولهم علی و آخرهم المهدی** یعنی نبی نے فرمایا میں بمنزلہ آسمان کے ہوں اور ائمہ میرے بعد پہلے علی اور آخری مہدی بمنزلہ برجوں کے ہیں ۲۔ قارئین یقیناً اس بات سے واقف ہوں گے کہ بروج بارہ ہیں۔

تبصرہ

ہمارے پاس حوالوں کا ایک بہت بڑا ذخیرہ اب بھی باقی ہے لیکن اس مختصر رسالہ میں ان سب کو نقل کرنے کی گنجائش نہیں۔ یہی سبب ہے کہ ہم اس مقام پر فتح الباری ۳ کی انتہائی اہم بحث کو بھی ترک کر رہے ہیں اور اس لئے بھی کہ اس کے بہت سے مفاہیم دیگر حوالوں میں آ چکے ہیں۔ البتہ عربی داں قاری سے ہماری گزارش ہے کہ وہ ضرور اس کا مطالعہ کرے اور عبرت حاصل کرے۔ ہم نے جو حوالے نقل کئے ہیں ان سے حاصل ہونے والے نتائج یہ ہیں کہ ابن العربی کے قول کے مطابق انہیں اس حدیث کے معنی نہیں معلوم اور انہوں نے یہ احتمال ظاہر کیا ہے کہ یہ پوری حدیث نہیں ہے بلکہ اس کا ایک حصہ ہے۔ ہمارے نزدیک ان کے احتمال میں قوت ہے اس لئے کہ حضرت جابر نے مختلف مقامات پر خود فرمایا ہے کہ یہ جملہ رسول اکرم نے

---

۱ لغات الحدیث صفحہ ۱۰۸۔ ۲ انوار اللغۃ پارہ ۲ صفحہ ۱۹ طبع احمدی لاہور

۳ فتح الباری ابن حجر عسقلانی جلد ۱۳ صفحہ ۲۶۱ سے ۲۶۶ تک۔ قدیمی کتب خانہ کراچی۔

خطبہ کے دوران فرمایا تھا یعنی یہ جملہ پورے خطبہ کا ایک حصہ ہے جس کا سیاق وسباق نہیں معلوم اور یہ بھی نہیں معلوم کہ حضرت جابر نے اس خطبہ کے دیگر اجزاء کیوں نہیں بیان فرمائے۔

مذکورہ حوالوں میں بعض دانشوروں کا خیال ہے کہ بارہ خلفاء سے مراد حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی ہیں اور باقی آٹھ قیامت تک کے عرصہ میں ظاہر ہوں گے اور یہ احتمال ظاہر کیا ہے کہ یہ خلفاء امام عادل اور حقیقی خلافت کے مستحق ہوں گے۔ خلفاء کا متصلاً اور یکے بعد دیگرے نہ ہونا بلکہ قیامت کے عرصہ تک وقفہ وقفہ سے آتے رہنا روایت کے ظاہرِ الفاظ کے خلاف ہے اس کے الفاظ میں ایسی کسی توجیہ کی گنجائش نہیں ہے۔ اور اس روایت کے بھی خلاف ہے جس میں رسول اکرم نے ارشاد فرمایا ہے کہ **من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاھلیۃ** ۔ جو شخص مرجائے اور اپنے زمانے کے امام کو نہ پہچانے اس کی موت جاہلیت کی موت ہے (شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۱۰ طبع لکھنؤ)۔ اگر خلافت میں وقفہ تسلیم کیا جائے تو وقفہ کے درمیان مرنے والا جاہلیت کی موت پر مرنے والا قرار پائے گا۔

دیگر اقوال میں وہ فہرستیں جو ان خلفاء کے اسماء پر مشتمل ہیں ان میں سے چند یہ ہیں۔

۱۔ ولی اللہ دہلوی نے تحریر کیا ہے کہ تحقیق دراین مسئلہ آنست کہ چہار خلیفۂ راشد و بعد از ایشاں معاویہ وعبدالملک و چہار پسر او وعمر ابن عبدالعزیز وولید بن یزید بن عبدالملک را اعتبار کنند۔ عبدالملک کے چار بیٹوں کے نام ولید، سلیمان، یزید اور ہشام ہیں۔ [1]

۲۔ ہم نے اس سے قبل جلال الدین سیوطی کا ایک حوالہ تاریخ الخلفاء سے نقل کیا ہے۔ اسی بحث کے آخر میں وہ یہ تحریر فرماتے ہیں کہ میری رائے میں ان کے نام یہ ہیں۔ چاروں خلفائے راشدین، امام حسن، حضرت معاویہ، ابن زبیر، عمر بن عبدالعزیز یہ

---

[1] قرۃ العینین فی تفصیل الشیخین صفحہ ۲۹۷ مطبع مجتبائی دہلی

آٹھ ہوئے انہی خلفاء میں المھدی کو بھی شامل کرنا چاہئے کیونکہ عہد عباسی میں یہ ویسے ہی انصاف شعار و عادل ہوئے جیسے بنو امیہ میں عمر بن عبدالعزیز گزرے ہیں۔ دسواں خلیفہ الطاہر کو شمار کیا جائے اس لئے کہ یہ عدل و انصاف کا پیکر تھا۔ ان دس کے بعد دو خلفاء منتظر باقی رہے۔ جس میں ایک امام مہدی ہوں گے جو اہل بیت میں سے ہوں گے۔ [1]

۳۔ پچھلے حوالوں کی رو سے ایک فہرست یہ ہے حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حسن بن علی، معاویہ، عبداللہ بن زبیر، یزید بن معاویہ، عبدالملک بن مروان، ولید بن عبدالملک، سلیمان بن عبدالملک، عمر بن عبدالعزیز بن مروان۔

۴۔ ایک فہرست اس طرح بھی مرتب ہوئی ہے حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، معاویہ، یزید بن معاویہ، عبدالملک بن مروان (اس کے چار بیٹے) ولید، سلیمان، یزید، ہشام اور عمر بن عبدالعزیز جو سلیمان کے بعد خلیفہ ہوئے اور ولید بن یزید بن عبدالملک (کُل تیرہ خلفاء)

بدایہ و نہایہ کے ترجمہ سے ہم عبارت نقل کر چکے ہیں۔ ابن کثیر نے حیرانی و پریشانی کے عالم میں جو توجیہات بیان کی ہیں اور جس طرح آراء کو مبہم اور مشکوک کیا ہے اس سے کوئی حتمی رائے حاصل کرنا ممکن نہیں ہے البتہ اس سے جو فہرست حاصل ہوگی وہ بھی اسی قبیلے سے ہوگی جسے ہم اوپر بیان کر چکے۔ ہمیں مجموعی تاثر یہ ملتا ہے ان محدثین کے اقوال کے مطابق رسول اکرم کی مراد یہ تھی کہ ان خلفاء کے زمانے میں اسلام قوی، شوکتِ اسلام استوار اور امور مسلمین میں

---

[1] تاریخ الخلفاء (عربی) صفحہ ۱۲/۱۳ مطبع مجیدی کانپور و ترجمہ تاریخ الخلفاء (اردو صفحہ ۴۸ نفیس اکیڈمی کراچی۔ اس مقام پر سیوطی نے اپنی تحقیق نامکمل چھوڑ دی ہے اور یہ بتلانے کی کوشش نہیں فرمائی کہ بارھواں کون ہے؟

استقامت ہوگی اور یہ سب باتیں حضرت ابوبکر سے ولید بن یزید بن عبدالملک بن مروان کے دورتک پائی گئی ہیں اوران کے متعلق خیال یہ ہے کہ ان پر لوگوں کا اجتماع ہوگیا تھا۔ کتب تاریخ و حدیث کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ شاید اس سے بڑا جھوٹ بولا ہی نہیں گیا۔ اس لئے کہ یہ حضرات شدید مخالفتوں کا شکار رہے۔ ان کے ادوار میں جنگیں، پریشانیاں، انتشار، اختلاف، بدعنوانیاں، ذاتی مخالفتیں، قومی مخالفتیں، نظریاتی مخالفتیں غرضکہ ہر قسم کا عدمِ اتفاق و اجتماع عروج پر تھا۔ بیشتر کے زمانے میں قتل و غارت اور خوں ریزی و فساد اپنے عروج پر تھے۔ اب رہا شوکت اسلام، قوت اسلام اور عروج مسلمین کا مسئلہ تو اسے سمجھنے کے لئے خلفاء بنی امیہ کی معاشرتی تاریخ کا مطالعہ کر لینا کافی ہوگا۔ [1]

اس نظریہ کے قائلین سے ایک طالب علمانہ سوال یہ بھی کیا جاسکتا ہے کہ خلافتِ اولیٰ سے ولید بن یزید تک بارہ سے زیادہ خلفاء ہیں۔ ان میں سے بارہ کا انتخاب رسول اکرم کے حکم سے ہوا ہے یا قائل کی پسندیدگی سے؟ اگر یہ انتخاب نبوی ہے تو نص کیا ہے؟ اور اگر قائل کی پسندیدگی سے انتخاب ہورہا ہے اوراس انتخاب کو رسول اکرم کی طرف منسوب کیا جارہا ہے تو کیا یہ عمل افتراء علی الرسول کے زمرہ میں نہیں آتا؟

کچھ محققین کا خیال یہ ہے کہ یہ بارہ خلفاء ایک ہی زمانے میں ہوں گے اور ان کے ذریعے عالم اسلام میں بارہ ریاستیں وجود میں آئیں گی اور ہر ایک کے متبعین الگ الگ ہوں گے۔ یہ قول عسقلانی کے نزدیک درست نہیں ہے اس لئے کہ اُن کے نظریہ کے مطابق روایت میں یہ ہے کہ ان خلفاء پر پوری امت کا اجتماع ہوگا جب کہ یہ بارہ اپنے پیروکاروں کے اعتبار

---

[1] مسعودی کی مروج الذھب اور خود علامہ جلال الدین سیوطی کی تاریخ الخلفاء کا مطالعہ اس موضوع کی بہترین رہنمائی کرسکتا ہے۔

سے ٹکڑیوں اور گروہوں میں بٹے ہوئے ہوں گے بلکہ ایک ہی وقت میں بارہ کا وجود اختلاف کی واضح دلیل ہے۔

بعض اکابر نے اس قول کا استحسان کیا ہے کہ امام مہدی کے بعد بارہ خلفاء حکومت کریں گے ان میں سے کچھ سبط اکبر امام حسن اور کچھ سبط اصغر امام حسین کی اولاد سے ہوں گے اور اس کی تائید میں حضرت عبداللہ بن عباس کی ایک روایت بھی نقل کی ہے (جس کی صحت یقینی نہیں ہے صحت کا احتمال ظاہر کیا گیا ہے)۔ جب ہم روایت کے مختلف متون کو دیکھتے ہیں تو ہمیں یہ جملے بار بار ملتے ہیں **یکون بعدی ،یکون من بعدی ،سیقوم بعدی ،یقوم من بعدی** [۱]۔ یعنی آپ کا ارشاد ہے کہ میرے بعد بارہ خلفاء ہوں گے، میرے بعد سے بارہ خلفاء ہوں گے، عنقریب میرے بعد بارہ خلفاء قیام کریں گے، میرے بعد سے بارہ خلفاء قیام کریں گے تو کیا ارباب عقل و دانش کے نزدیک ان جملوں کا مفہوم یہ ہوگا کہ میرے کئی ہزار سال بعد یا کئی صدی بعد یہ قیام کریں گے؟ زیر مطالعہ روایت انتہائی صراحت کے ساتھ رسول اکرم کے فوراً بعد پر دلالت کرتی ہے اسے سینکڑوں برسوں بعد پر منطبق کرنا کسی بھی منطق کی رو سے درست نہیں ہے۔ امام مہدی علیہ السلام کے بعد کیا ہوگا یہ ہمارے موضوع بحث میں داخل نہیں ہے ورنہ ہم اپنے نظریہ کا اظہار کرتے اور اس کی تائید میں روایات پیش کرتے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ بارہ خلفاء توریت کتاب پیدائش کے ایک حوالہ کے مطابق ہوں گے۔ ہم اس نظریہ پر بہت آگے چل کر بحث کریں گے۔ لیکن اس بحث کو ختم کرتے ہوئے یہ لکھنا ناگزیر ہے کہ ان بزرگوں نے اپنی بات مکمل کرنے کے بعد واللہ اعلم، واللہ اعلم بمراد رسولہ اللہ اور اس کے رسول بہتر جانیں کہ حدیث کا کیا مطلب ہے______ یہ یا ایسے ہی جملے تحریر

---

۱ معجم کبیر طبرانی

فرمائے ہیں تو کیا ہم اس سے یہ نتیجہ نکالیں کہ خلافت جو ختم نبوت کے بعد امت کا سب سے بڑا مسئلہ ہے اس کے بارے میں اللہ اور اس کے رسول اکرم کا جان لینا کافی ہے اور ہمیں جاننے کی کوئی ضرورت نہیں ہے؟ اس طرح کا نتیجہ نکالنا پورے نظام ہدایت سے انکار کرنے کے مترادف ہے۔ لہٰذا اب ہمیں از سرِ نو اس حدیث مبارک کے متون پر نگاہ ڈالنی ہوگی اور انھیں متون کے ذریعہ کسی مثبت نتیجہ تک پہنچنے کی کوشش کرنی ہوگی۔

حدیث کے خلفاء

پیغمبر اکرم کے ارشادات سے ہم اتنا تو معلوم کر چکے ہیں کہ اللہ نے ختم نبوت کے بعد بارہ خلیفہ، امیر، قیم یا رجل معین فرمائے ہیں جنھیں ان حدیثوں میں زبانِ وحی ترجمان نے بیان فرمایا ہے۔ ہم جب اس روایت کے مختلف متون پر نگاہ ڈالتے ہیں تو ہمیں حدیث کے آغاز میں یہ جملے نظر آتے ہیں۔ **لایزال هذا الامر عزیزا منیعا، لایزال هذه الامة مستقیم امرها ظاهرة علیٰ عدوّها، لایزال هذا الدین قائما، لایزال هذاالدین عزیزا، لایزال هذا الامر عزیزا ینصرون علیٰ من ناواهم، اِن هذا الدین لن یزال ظاهرا علیٰ من ناواه لاینصره مخالف ولا مفارق، لایزال هذا الامر صالحا، لایزال أمر امتی صالحا، لایزال هذا الامر قائما، لایزال هذا الدین ظاهرا علیٰ من ناواه** ہمیشہ امرِ دین باعزت اور غالب رہے گا ہمیشہ اس امت کا امر مستقیم اور سیدھا رہے گا، ہمیشہ یہ دین قائم رہے گا، ہمیشہ یہ دین باعزت رہے گا، ہمیشہ یہ امر معزز رہے گا اور دشمنوں کے خلاف امر والوں کی مدد کی جائے گی، یہ دین ہمیشہ اپنے منکر پر غالب رہے گا اور اسے کوئی مخالف یا چھوڑ کر جانے والا نقصان نہیں پہنچا سکے گا، یہ امر ہمیشہ صالح رہے گا میری امت کا امر ہمیشہ صالح رہے گا، ہمیشہ یہ امر قائم رہے گا، ہمیشہ یہ دین اپنے دشمن پر غالب رہے گا

جب تک کہ ان میں بارہ خلفاء ہوں گے۔

خلفاء جمع ہے اور اس کا واحد خلیفہ ہے۔ اس میں ت مبالغہ کی ہے۔ اس کے معنی قائم مقام، جانشین اور نائب کے ہیں (مفردات، اقرب الموارد اور دیگر لغات)۔ خلافت کسی شخص کے غیاب میں اس کی نیابت کرنے کا نام ہے خواہ وہ غیبت سفر پر جانے کی صورت میں ہو یا موت یا معذوری یا دیگر اسباب کی بناء پر ہو۔ موسیٰ علیہ السلام نے طوٗر پر جاتے وقت ہارون سے فرمایا تھا کہ **اخلفنی فی قومی**[1]۔ تم میری قوم میں میری جانشینی کرو۔ زیرِ مطالعہ روایت میں خلفاء کے لفظ کا مطلب ہے جانشین۔ اب یہ سمجھنا ہوگا کہ رسول اکرم کے اس ارشاد میں جن بارہ جانشینوں کا تذکرہ ہے یہ کس کے جانشین ہیں؟ بادی النظر میں یہ سوال نہایت مہمل اور احمقانہ ہی سہی لیکن بہر حال سوال ہے کہ رسول اکرم نے کس کے جانشینوں کا تذکرہ فرمایا ہے؟ منطقِ بدیہی اور عقلِ عام دونوں یہ جواب دیں گے کہ جب یہ فرمایا گیا ہے کہ میرے بعد بارہ جانشین ہوں گے تو **بعدی** کا لفظ خود واضح ترین ثبوت ہے کہ اس سے مراد رسولِ اکرم کے خلفاء ہیں۔ اب یہ سوال بھی انتہائی برمحل ہے کہ اگر جانشین رسول اکرم کے ہیں تو کیا انھیں رسول اکرم کے علاوہ کوئی دوسرا معین کرے گا لہٰذا تسلیم کرنا ہوگا کہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام نے اپنی غیبت میں اپنا خلیفہ خود معین فرمایا اسے امت پر نہیں چھوڑا اسی طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے خلفاء خود معین فرمائیں گے امت پر نہیں چھوڑیں گے۔

اب یہ دیکھتے چلیں کہ رسول اکرم کی یہ جانشینی کس قسم کی ہے۔ آپ منصبِ ہدایت کے افضل ترین مسند نشین بھی ہیں اور پہلی اسلامی حکومت کے سربراہ بھی۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ نے لفظِ خلفاء کو کسی شرط یا وصف کے بغیر ارشاد فرمایا ہے لہٰذا یہ لفظ جانشینی کی ساری قسموں پر محیط

---

[1] سورۂ اعراف ۱۴۲

ہوگا لیکن اگر ہم اس خلافت کو منصب ہدایت کی خلافت قرار دیں تو اس کے لئے نہ تاج وتخت کی ضرورت ہے نہ حکومت واقتدار کی۔ انبیائے پیشین اوران کے اوصیاء کی خلافت کی طرح ہے کہ کوئی انھیں تسلیم کرے یا نہ کرے وہ بہر حال خلیفہ ہیں۔ اسی طرح جو بھی رسول اکرم کے ارشاد کے مطابق رسول اکرم کی نیابت کے فریضے کو انجام دے گا وہی خلیفہ ہوگا چاہے اقتدار کسی کے بھی پاس ہو۔ اور اگر اس خلافت سے حکومت کی سربراہی مراد لی جائے تو تاریخ گواہ ہے کہ امت اسلامیہ کے طول میں ہزاروں بادشاہ گزرے ہیں اور قیامت تک نہ معلوم کتنے حکمراں گزریں گے۔ ایسا نہیں ہے کہ پوری مسلم تاریخ میں صرف بارہ گزرے ہوں۔

بعض روایات میں یہ وارد ہوا ہے کہ خلافت صرف تیس سال ہے اور اس کے بعد بادشاہت ہے۔ یہ روایت وضع اور جہل کا ایک عمدہ نمونہ ہے اس لئے کہ **من مات و لم یعرف امام زمانه مات میتة جاهلیة** کے خلاف ہے۔ اگر خلافت صرف اور صرف تیس برس ہی ہے تو کیا موت جاہلیت والی روایت کو تیس برس کے بعد منسوخ سمجھا جائے؟ ______ اور اس لئے بھی کہ زیرِ مطالعہ روایت کے ایک متن میں یہ صراحت موجود ہے کہ یہ بارہ کے بارہ ایک ہی طرح کے خلفاء ہوں گے جو دین کو قائم رکھنے والے اور ہدایت ودین حق پر عمل کرنے والے ہوں گے۔ ہم نے یہ روایت بابِ متون میں نقل کی ہے اور عمدۃ القاری کے حوالے میں بھی مذکور ہے۔ یہ روایت اپنے پورے وجود سے اس بات کی گواہ ہے کہ رسول اکرم کی زبانِ وحی ترجمان سے صادر ہوئی ہے اس لئے کہ قرآن مجید نے آپ کے سلسلے میں بیان فرمایا ہے کہ **ھو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ و دین الحق لیظهره علی الدین کله** [1]۔ جب رسول اکرم ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجے گئے ہیں تو ان کے خلفاء اور جانشین وہی لوگ ہوں گے جو

---

[1] سورۂ توبہ ۳۲

ہدایت اور دین حق کے عامل ہوں۔

اس روایت کی تائید میں یہ عبارت بھی قابل مطالعہ ہے کہ "مختار بعض از ائمہ فن شریف مثل تور پشتی و قاضی عیاض و متبعیہما کالشیخ المحقق عبدالحق الدہلوی وغیرہم من الاجلۃ قدس اللہ اسرارہم و میلِ امام نووی نیز بطرف آن معلوم می شود کہ مراد ازان خلفاء اثنا عشر مقسطین کہ مروج و مقیم دین متین و منفذ احکام شریعت غراء و صاحب بسطِ تام در اطراف غبراء و والیٔ خلافتِ نبوت باستحقاق والاتفاق لاعلیٰ سبیل التغلب والشقاق باشند مستند۔ ۱" اس کے اردو ترجمہ میں یہ عبارت ہے کہ "اورفن حدث شریف کے ائمہ مثلاً تورپشتی اور قاضی عیاض اوران کے تابعین مثلاً شیخ محقق مولانا عبدالحق صاحب محدث دہلوی وغیرہ علماء کبار رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس احتمال کو اختیار کیا ہے اور امام نووی کا بھی میلان شرح مسلم میں اسی جانب معلوم ہوتا ہے وہ احتمال یہ ہے کہ خلفاء سے مراد وہ بارہ خلیفہ منصف مزاج ہیں جن لوگوں کے ذریعہ سے ان مقامات میں کہ جہاں جہالت شائع ہو دین اسلام رواج پائے اور قائم ہو اور شریعت روشن کے احکام جاری کیے جائیں اور وہ لوگ صاحب بسطِ تام ہوں اور بہ اتفاق اسلام نبوت کی خلافت کے والی اپنے استحقاق کے ذریعہ سے ہوئے ہوں ایسا نہیں کہ بطریق تغلب باوجود اختلاف اہل اسلام کے خود اپنے کو وہ لوگ خلیفہ قرار دے لیں ۲" اگرچہ صاحب عبارت نے اپنی مجبوریوں کے سبب صاحب بسطِ تام کی قید لگائی ہے جو ایک ذاتی رائے ہے اور کتاب وسنت سے بھی متصادم ہے لیکن اس کا اظہار بہر حال کردیا ہے کہ روایت کے بیان کردہ خلفاء کو کیسا ہونا چاہیے۔ عبدالحق دہلوی کے نظریہ کی تفصیل اشعۃ اللمعات کے حوالے میں موجود ہے۔

جب بارہ کے بارہ خلفاء ہدایت اور دین حق کے عامل اور ایک ہی طرح کے ہوں گے تو

---

۱ فتاوائے عزیزی عبدالعزیز دہلوی صفحہ ۲ مطبع مجتبائی دہلی

۲ ترجمہ فتاوائے عزیزی صفحہ ۲۲۱

اب خدا ترس اور دیانت دار اذہان یہ فیصلہ کریں کہ اُن اکابر محققین کو کس نے یہ حق دیا کہ وہ اپنی مرضی سے بارہ خلفاء کی ایک فہرست مرتب کریں جس میں کچھ خلفاء کو دین کا قائم رکھنے والا قرار دیا جائے اور باقی کو عدالت اور دینداری سے عاری قرار دیا جائے کیا یہ مراد روایت کی صریحی مخالفت نہیں ہے؟ رسول اکرم کی زبانِ مطہر سے نکلنے والا لفظ **الخلفاء** ہے۔ ایک ہی لفظ کے تحت آنے والے خلفاء میں بعض اچھے اور بعض برے جمع کر دیئے جائیں، یہ کس منطق و برہان کی روشنی میں جائز ہے اس لئے کہ ایک لفظِ خلیفہ میں دو متضاد معنی فرض کرنا از روئے دین و عقل و لغت ناجائز اور نادرست ہے۔ سنن ابوداؤد کے ترجمہ میں علامہ وحید الزمان نے حدیث پر حاشیہ لکھا ہے کہ بظاہر یہ حدیث مشکل ہوگئی ہے علماء پر کیونکہ چار ہی خلیفہ ایسے گزرے ہیں جن سے دین قائم ہوا اور کل یا اکثر امت نے ان پر اتفاق کیا باقی عباسیہ اور بنی امیہ تو ظالم اور جابر تھے (مترجم)۔ انوار اللغۃ کے چوبیسویں پارے میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ انصاف کی بات کہوں تو رافضی قرار پاتا ہوں لیکن مجھ کو حق بات کے اظہار میں کوئی ڈر نہیں ہے۔ انصاف یہ ہے کہ معاویہ سے لے کر اخیر عباسی بادشاہ یعنی معتصم باللہ تک کوئی خلیفۂ راشد نہ تھا۔

اب اگر ہم ایک ساتھ روایت اور فہرست دونوں کو قبول کر لیں تو دو ایسے سوالات پیدا ہوں گے جن کے معقول جوابات قیامت تک نہیں دیئے جاسکتے۔ پہلا سوال یہ ہوگا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاسق و فاجر اور دشمنانِ دینِ اسلام کو اپنے خلفاء میں کیوں شمار کروایا؟ اور دوسرا سوال یہ ہوگا کہ ان کی تعداد بارہ میں کیوں منحصر فرمائی جب کہ حکمراں ہزاروں ہو چکے ہیں اور قیامت تک مزید ہزاروں ہو جائیں گے۔

ہم پھر روایت کی طرف واپس چلتے ہیں۔ رسول اکرم نے یہ فرمایا کہ بارہ خلفاء تک دین قائم رہے گا تو کیا یہ مطلب تھا کہ خلفاء کتنے ہی برے کیوں نہ ہوں دین بہرحال قائم رہے

گا۔ آغاز بحث کے سارے مذکورہ جملوں پر نگاہ ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ جب تک یہ بارہ خلفاء موجود رہیں گے دین قائم بھی رہے گا باعزت بھی رہے گا اور مضبوط بھی یعنی دین کا قیام ان خلفاء کے وجود کے سبب ہوگا۔ قارئین کو یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ رسول اکرم نے دین اسلام کے سلسلہ میں گفتگو فرمائی ہے مسلمان حکومتوں کے بارے میں نہیں کہ وہ قائم رہیں گی۔ لیکن یہ ہماری کوتاہ نظری ہے کہ ہم دین اسلام کو حکومت سے الگ تصور نہیں کر پاتے جب بھی اسلام کا ذکر آتا ہے تو ہمارا دماغ مسلمان حکومتوں کے استحکام اور ان کی شان وشوکت کی طرف چلا جاتا ہے۔

خلفاء کا زمانہ

ہمیں حدیث مبارک نے یہ بتلایا ہے کہ دین اسلام بارہ خلفاء کے وجود تک معزز رہے گا۔ یہ اور اس جیسے سارے جملوں کو بار بار پڑھنے سے یہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے کہ اسلام اور خلافت لازم وملزوم ہیں۔ دونوں کو ہمیشہ ساتھ ہونا چاہئے۔ آج خلافت موجود نہیں ہے لیکن اسلام اپنے پورے علمی اور برہانی جاہ وجلال کے ساتھ موجود ہے۔ اگر خلافت پہلے ختم ہونے والی تھی اور اسلام اس کے بعد بھی باقی رہنے والا تھا تو رسول اکرم کی اتنی روایتوں میں دونوں کو ایک ساتھ بیان کرنے کی مصلحت کیا تھی؟ لہٰذا اب ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ اسلام اور بارہ خلفاء کا ساتھ زمانی اعتبار سے کہاں تک ہے۔

طبرانی اور مسلم دونوں نے یہ حدیث لکھی ہے کہ **لایزال الدین قائما حتی تقوم الساعة أویکون علیکم اثنی عشر خلیفة**۔ دین ہمیشہ قائم رہے گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو اور تم پر بارہ خلیفہ ہوں گے۔ (طبرانی جلد دوم صفحہ ۱۹۹ اور صحیح مسلم جلد پنجم صفحہ ۱۱۲ طبع لاہور)۔ طبرانی میں اس سے اوپر کی روایت ہے **لایزال الدین قائما حتی یکون اثنی**

عشر خلیفہ من قریش ثم یخرج الکذابون بین یدی الساعۃ دین ہمیشہ قائم رہے گا جب تک کہ قریش سے بارہ خلیفہ ہوں گے پھر قیامت کے قریب کذاب لوگ خروج کریں گے۔ کنز العمال (جلد ششم صفحہ ۲۰۱) میں ہے **لن یزال ھذالدین قائما الیٰ اثنی عشر من قریش فاذاھلکوا ماجت الارض باھلھا** یہ دین قریش کے بارہ افراد تک مسلسل قائم رہے گا جب وہ ختم ہو جائیں گے تو زمین اپنے باشندوں کے ساتھ تہ وبالا ہو جائے گی۔ سنن ابوداؤد میں ہے **ثم یکون الھرج** بارہ کے بعد فتنہ وفساد اور قتل وغارت ہوگا اور معجم طبرانی میں ہے **ثم یکون المرج** خرابی اور فساد ہوگا۔ ان ساری روایتوں کا پیغام یہ ہے کہ اس وقت تک امرِ دین ختم نہیں ہوگا جب تک کہ یہ بارہ تمام نہ ہوں اور جب بارہ تمام ہو جائیں گے تو یہ سلسلہ بھی تمام ہو جائے گا یعنی ان بارہ خلفاء کا زمانہ خلافت بعد رسول سے قیامت تک ہے **ینقضی، حتی، الیٰ** اور ایسے ہی دیگر الفاظ کا مفاد یہ ہے کہ زمانہ رسول سے قیامت تک بارہ خلفاء ہوں گے اور اُن میں کا ایک نہ ایک ہر دور میں موجود رہے گا۔

سیرِ حدیث

اب ہم فنِ سیرِ حدیث کی روشنی میں اس روایت پر گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ اس اصطلاح [1] کا مفہوم یہ ہے کہ روایت کے داخلی شواہد کی روشنی میں اُن حقائق کو پانے کی کوشش کرنا جنھیں روایت ہم تک پہنچانا چاہتی ہے۔ یہ روایت حضرت جابر بن سمرہ کے ذریعہ ہم تک آئی ہے۔ اس روایت کا زمانِ ورود متعین کرنے کے لئے ہمیں کچھ اشارے ملتے ہیں کہ رسولِ اکرم نے یہ جملہ حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ میں ارشاد فرمایا تھا۔ یہ خطبہ عرفات یا منیٰ میں دیا گیا۔ اگر رسول کی تاریخ وفات کے مختلف اقوال کو بھی تسلیم کرلیا جائے تو اس روایت کا زمانِ ورود رسول اکرم کی وفات سے تقریباً کم وبیش اسّی سے پچانوے دن قبل ہے یعنی یہ حدیث اواخر زمانہ نبوت میں صادر ہوئی ہے اور یقیناً اس بیان کا یہ بہترین موقع تھا اس لئے کہ آپ اس دنیا سے تشریف لے جانے والے تھے لہٰذا اپنی خلافت کے بارے میں امت کو آگاہ کرنا ضروری تھا۔ گویا یہ حدیث ایک طرح سے رسول اسلام کی وصیتوں میں شامل ہے۔

ہم نے متون کے عنوان سے جو روایات پیش کی ہیں اُن پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے

---

[1] ہم نے یہ اصطلاح کسی کتاب سے اخذ نہیں کی ہے۔

معلوم ہوگا کہ پہلی، دوسری، چوتھی، ساتویں، آٹھویں، دسویں، گیارھویں، تیرھویں، پندرھویں اور بہت سی دوسری روایات میں یہ ذکر ہے کہ حضرت جابر ایک کلمہ سن نہیں پائے تھے لہٰذا انہوں نے اپنے والد سے پوچھ کردہ کلمہ معلوم کیا اور وہ تھا **کلھم من قریش** ۔ جب کہ یہی جملہ ہماری نقل کردہ اٹھارویں روایت میں جابر نے اُس شخص سے معلوم کیا جو ان کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ اب ہم طبرانی کے ذخیرہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ معجم کبیر میں کم و بیش پینتیس سے چالیس کے قریب مختلف اسانید و متون کے ساتھ یہ روایت پائی جاتی ہے۔ اختصار کے سبب ہم اُن میں سے چند کو سامنے رکھنا چاہتے ہیں۔ حدیث نشان ۱۹۶۴ میں یوں ہے **ثم قال کلمة لم افھمھا فقلت ماقال رسول الله فقال کلھم من قریش** پھر رسول اکرم نے ایک جملہ فرمایا جو میں سمجھ نہ سکا تو میں نے کہا کہ رسول اللہ نے کیا فرمایا؟ تو اس نے کہا **کلھم من قریش** اس روایت سے کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ کس سے پوچھا اور کس نے جواب دیا۔ حدیث نشان ۱۸۹۶ میں ہے **ثم قال کلمة لم افھمھا فقال القوم کلھم من قریش** پھر رسول اکرم نے ایک بات کہی جسے میں سمجھ نہ سکا تو لوگوں (قوم) نے کہا کلھم من قریش۔ اس میں جابر کے پوچھنے کا ذکر نہیں ہے صرف قوم کے جواب دینے کا ذکر ہے قرینہ یہی ہے کہ جابر نے پوچھا ہوگا اور اس کا ثبوت حدیث نشان ۱۹۲۳ میں ہے **فسألت القوم کلھم** میں نے ساری قوم سے پوچھا تو انہوں نے جواب میں **کلھم من قریش** کہا۔ ہمیں اس روایت سے اُس جملہ کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے جو حضرت جابر سن نہیں پائے تھے۔ نہ سننے اور نہ سمجھنے کے اسباب پر ہم بعد میں گفتگو کریں گے لیکن ایسی گمبھیر صورت حال تھی اور مجمع میں کوئی ایسی خاص کیفیت پیدا ہوگئی تھی جس کے سبب حضرت جابر نے ایک ایک کو پکڑ کر پوچھا ہے کہ رسول اکرم نے کیا فرمایا؟ لیکن بقول جابر سب سے یہی جواب ملا کہ **کلھم من قریش**۔

چند اہم روایات

اب ہم طبرانی کی جلد دوم سے چند حدیثیں نقل کر رہے ہیں۔ حدیث نشان ۲۰۷۳ ہے کہ **عن جابر بن سمرة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يخطب على المنبر و يقول اثنیٰ عشر قيّما من قريش لا يضرهم عداوة من عاداهم قال فالتفت خلفي فاذا انا بعمر بن الخطاب رضى الله عنه و ابى في ناس فا ثبتوا لى الحديث كما سمعت** جابر کہتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم کو منبر سے خطبہ دیتے ہوئے سنا کہ وہ فرما رہے تھے کہ بارہ قیم قریش سے ہوں گے جوان سے دشمنی کرے گا اس کی دشمنی انہیں نقصان نہیں پہنچائے گی۔ جابر کہتے ہیں کہ پھر میں پیچھے مڑا تو دیکھا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور میرے والد لوگوں میں موجود ہیں۔ ان دونوں بزرگوں سمیت لوگوں نے میرے سنے ہوئے کا اثبات کیا۔ میری نقل کردہ بعض دیگر روایات کی طرح اس روایت میں بھی جابر نے پوری بات سنی ہے (**اثنیٰ عشر قيما من قريش**) اور کسی سے کوئی سوال نہیں کیا۔ لیکن یہ راز ابھی تک سربستہ ہے کہ حضرتِ جابر نے پوری بات خود ہی سُن لی تو لوگوں کے اثبات یا توثیق کی کیا ضرورت محسوس ہوئی۔ یہاں کوئی ایسا خلا ہے جو ذہنوں میں کھٹکتا ہے۔ رسول اکرم کا بیان سن کر اچانک پیچھے مڑ کر دیکھنا اس بات کی نشان دہی کرتا ہے کہ وہ اس جملہ پر لوگوں کے تاثرات دیکھنا چاہتے تھے اور حضرتِ جابر بن سمرہ کا یہی عمل اس بات کی بھی نشان دہی کرتا ہے کہ اس خطبہ میں بارہ قیموں کے تذکرہ کے بعد کچھ ایسی تفصیل بھی تھی جس پر حضرتِ جابر کو لوگوں کے تاثرات دیکھنے کی خواہش ہوئی۔ یہاں خصوصیت سے یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ حضرت جابر نے حضرت عمر اور اپنے والد کو اچانک دیکھا ہے یعنی اس خطبہ میں جابر

اپنے والد کے ساتھ نہیں گئے تھے۔

اس روایت میں کلیدی جملہ **لایضرھم عداوۃ من عاداھم** ہے یعنی جو کوئی بھی اُن سے دشمنی کرے گا اس کی دشمنی ان قیموں کو نقصان نہیں پہنچائے گی۔ یہ جملہ بتلا رہا ہے کہ یہ بارہ قیم اور نگران و نگہبان دشمنوں کی دشمنیوں کی زد پر ہوں گے لیکن یہ دشمنیاں انھیں نقصان نہیں پہنچا سکیں گی۔ اگر یہ دشمن اہم اور کثیر تعداد میں نہ ہوتے تو اس جملہ کے فرمانے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اسی طرح کا اشارہ ہمیں حدیث نشان ۱۸۸۲ اور ۱۸۸۳ میں ملتا ہے کہ **لایزل ھذا الامر ظاھرا لایضرہ من ناواہ** یہ امر ہمیشہ غالب رہے گا اور دشمن کی دشمنی اسے نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔ **ان ھذا الامر لایزال ظاھرا لایضرہ من خالفہ حتی یقوم اثنٰی عشر امیرا کلھم من قریش** یہ امر ہمیشہ غالب رہے گا اور مخالفت کرنے والا اسے نقصان نہیں پہنچا سکے گا جب تک کہ بارہ امیر قائم رہیں گے اور وہ سب قریش سے ہوں گے۔ یہ دونوں جملے کلیدی ہیں کہ امرِ اسلام کے دشمن بھی موجود ہوں گے اور مخالف بھی لیکن اُسے نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ توجہ کرنی چاہئے کہ ان جملوں میں مسلمانوں کی حکومت اور سلطنت کے غالب ہونے کا تذکرہ نہیں ہے امرِ اسلام کے غالب ہونے کا ذکر ہے۔ یہ غلبہ دلیل و برہان اور علم و آگہی کا غلبہ ہے۔ اب قول رسول کی روشنی میں ہمیں ایسے بارہ قیم تلاش کرنے ہوں گے جنہوں نے علم و آگہی اور دلیل و برہان سے امر اسلام کو قائم رکھا ہوا ہے۔

اب ہم اپنی بحث کو مزید وسعت دے کر ایک روشن تر مرحلہ کی طرف چلتے ہیں۔

حدیث نشان ۱۷۹۴ میں ہے کہ **قال کنت مع ابی عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یکون لھذہ الامۃ اثنٰی عشر قیما لایضرھم من خذلھم ثم ھمس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکلمۃ لم اسمعھا فقلت لابی ما الکلمۃ التی ھمس**

بھا النبی قال کلھم من قریش ۔جابر نے کہا کہ میں اپنے والد کے ساتھ نبی اکرم کے پاس حاضر تھا تو آپ نے فرمایا کہ اس امت کے لئے بارہ قیم (نگران ونگہبان) ہوں گے جو ان کی مدد ترک کرے گا وہ انہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ پھر رسول اکرم نے آہستہ سے کوئی جملہ کہا جسے میں سن نہ سکا تو میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ نبی اکرم نے آہستہ سے کیا فرمایا؟ انہوں نے کہا کہ سب قریش سے ہوں گے۔ اس حدیث کی رو سے جابر اپنے والد محترم کے ساتھ رسول اکرم کی خدمت میں حاضر تھے اور کلھم من قریش نہ سننے کا سبب کچھ اور نہیں بلکہ رسول اکرم کا آہستہ فرمانا تھا۔ ہم اس حدیث میں **لھذہ الامۃ** کو **اثنٰی عشر قیما** پر مقدم دیکھ رہے ہیں یہ اس بات کی دلیل ہے کہ پوری امت کے لئے بارہ ہی قیم ہوں گے یعنی یہ سو پچاس قیموں میں سے منتخب شدہ بارہ نہیں ہیں بلکہ یہ صرف اور صرف بارہ ہیں اور ایسے بارہ ہیں کہ **لا یضرھم من خذلھم** ان کا خذلان کرنے والا ان کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ راغب کی تحقیق کے مطابق خذلان کے معنی ہیں وقتِ مدد ایسے شخص کا مدد چھوڑ کر علیحدہ ہو جانا جس سے مدد کی امید ہو۔ رسول اکرم کے اس جملہ نے بتلایا کہ یہ لوگ مدد کے لائق ہوں گے لیکن ان کا خذلان کیا جائے گا۔ اب یہ علماء و محققین کا منصب ہے کہ وہ تلاش کریں کہ رسول کے معین کردہ وہ بارہ نائب یا قیم کون ہیں جن کے لئے رسول نے یہ خواہش کی تھی کہ لوگ ان کی مدد کریں۔

اس بحث کو تمام کرتے ہوئے اب ہم فقط ایک روایت نقل کر رہے ہیں۔ نشان ۲۰۴۴

قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول یکون اثنٰی عشر امیرا ثم تکلم بشئ لم اسمعہ فزعم القوم انہ قال کلھم من قریش ۔حضرت جابر نے کہا کہ میں نے رسول اکرم کو سنا وہ فرما رہے تھے کہ بارہ امیر ہوں گے پھر کچھ فرمایا جو میں سن نہ سکا تو لوگوں (قوم) نے گمان (زعم) کیا کہ آپ نے فرمایا کہ وہ سب قریش سے ہوں گے۔ اس روایت میں

قال القوم نہیں ہے **زعم القوم** ہے صاحب مصباح المنیر نے زعم کے سلسلہ میں یہ تحریر کیا ہے کہ ازہری کا خیال ہے کہ زعم ان باتوں میں ہوتا ہے جو مشکوک ہوتی ہیں محقق اور یقینی نہیں ہوتیں اور بعض کے خیال میں زعم کا مطلب دروغ ہے۔ مرزوقی کی رائے میں لفظ زعم اکثر ایسی بات کے لئے استعمال ہوتا ہے جو باطل ہو یا جس میں شک ہو۔ ایسی بات جس کے متعلق معلوم نہ ہو کہ حق ہے یا باطل۔ قول کی جگہ زعم کا لفظ رکھ کر حضرت جابر نے یہ بتلایا ہے کہ اس موقع پر **کلھم من قریش** نہیں تھا کچھ اور تھا[1]۔ اور یہی لفظ ایک دوسری جہت سے اس بات پر بھی دلیل ہے کہ یہ روایت متعدد مواقع پر زبانِ رسالت سے وارد ہوئی ہے کبھی **کلھم من قریش** کے ساتھ کبھی کسی دوسرے اضافہ کے ساتھ، جسے ہم آگے چل کر تلاش کریں گے۔ یہ مواقع جن میں بار بار یہ حدیث بیان فرمائی گئی ہے غالباً حجۃ الوداع سے وفات تک کے درمیان ہوں گے۔ اس کی ایک دوسری مثال بھی ہمارے سامنے ہے۔ روایت نشان ۲۰۶۰ میں ہے کہ آپ نے کسی موقع پر پورے مجمع کو مخاطب فرمایا ہے **لاتبرحون بخير ماقام عليكم اثنى عشرا اميرا** اور اس کے فوراً بعد ۲۰۶۱ کے نشان کے ذیل کی روایت میں یہ ارشاد ہے **لاتزال امتى على الحق ظاهرين حتى يكون عليهم اثنى عشرا ميرا كلهم من قريش** اس میں امت کو صیغۂ غائب سے یاد فرمایا ہے۔

عدمِ سماعت کا سبب

جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی روایات کا ایک ذخیرہ وہ ہے جس میں وہ حدیث کا

---

[1] یہاں ذہنوں میں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ حضرت جابر نے وہ جملہ بیان کیوں نہ کر دیا؟ حقیقت یہ ہے کہ اس عہد کے سیاسی حالات میں ہر بات ہر جگہ یا ہر وقت برملا نہیں کہی جا سکتی تھی لہٰذا اصحابِ کرام رضوان اللہ علیہم احتیاط سے کام لیتے تھے۔ اگر سلسلۂ کلام میں یہ موضوع زیرِ بحث آ سکا تو ہم حدیث ثقلین سے اس کی مثال دیں گے۔

ایک جملہ نہ سن سکے تھے۔ ان روایات میں جملہ کے نہ سننے کے اسباب مختلف بیان ہوئے ہیں۔ کہیں یہ ہے کہ رسول اکرم نے آواز دبالی (جیسے دوسری، ساتویں، آٹھویں روایت) کسی میں مذکور ہے کہ میں سن نہ سکا اور کسی میں مذکور ہے کہ میں سمجھ نہ سکا یعنی سنا تو تھا لیکن کسی سبب سے پوری آواز اُن تک نہیں پہنچی اس لئے سمجھ نہ سکے۔ غالباً یہ لوگوں کا شور تھا اس لئے کہ ایک روایت میں ہے کہ لوگوں کے شور نے مجھے بہرا بنا دیا (ہماری بیان کردہ روایتوں میں سے پہلی، گیارہویں، پندرہویں اور تیسویں روایت دیکھی جائے) ایک روایت میں ہے کہ لوگوں نے ضجہ (شور) کیا اور ایک میں **لغط القوم** کے الفاظ ہیں۔ قاموس میں **لغط** کے معنی ہیں **اصوات مبھمة لا تفھم** ایسی مبہم آوازیں جو سمجھ میں نہ آئیں یعنی ایسا لگتا ہے کہ رسول اکرم کے اس اعلان کے بعد لوگ بلند آواز سے چہ میگوئیاں اور تبادلۂ خیال کرنے لگے تھے۔ جب کہ ضجہ مغلوب ہونے کی صورت میں چیخنا ہے۔ صاحب مصباح المنیر کے قول کے مطابق اگر انسان کسی چیز سے خوف زدہ ہو جائے اور پھر چیخے تو اس کا نام ضجہ ہے۔

اختلافِ الفاظ

بعض معتبر محققین کا یہ خیال ہے کہ اس روایت کے الفاظ میں اختلاف راویوں کے اختلاف اور خلطِ بیان کے سبب ہے۔ یہ بات یقیناً جزوی صداقت رکھتی ہے لیکن پورا سچ نہیں ہے اس لئے کہ ہمیں روایات میں صرف الفاظ کا اختلاف نظر نہیں آتا بلکہ صورت حال اور کیفیت واقعہ میں بھی اختلافات نظر آتے ہیں جو روایات کے متعدد ہونے پر دلیل ہیں۔ مثلاً ہم یہ دیکھتے چلیں کہ جب حضرت جابر وہ جملہ سن نہ سکے تو آپ نے کس سے پوچھا؟ بیشتر روایات میں ہے کہ اپنے والد ماجد سے پوچھا اور بعض روایات میں ہے کہ جو قریب یا پس پشت **(یلینی)** تھا اس

سے پوچھا۔بعض میں ہے کہ قوم سے پوچھا،بعض میں ہے کہ والد اور قوم دونوں سے پوچھا جب کہ کسی روایت میں یہ بھی ہے کہ کسی سے نہیں پوچھا لوگوں نے خود بتلایا۔اس فرق کے علاوہ ہمیں ایک دوسرا فرق یہ نظر آتا ہے کہ کہیں یہ ہے کہ میں اپنے والد کے ساتھ رسول کے پاس آیا،کہیں یہ بھی ہے کہ میں اپنے والد کے ساتھ رسول کے پاس داخل ہوا۔ان دونوں جملوں سے سر میدان مجمعِ عام میں شرکت کر کے حدیث سننے کا مفہوم نہیں نکلتا بلکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایات گھر یا مسجد یا خصوصی نشست کے موقع کی ہیں۔جب کہ دوسری روایات میں مسجد کا ذکر ملتا ہے اور میدانِ عرفات و منیٰ کا تذکرہ بھی پایا جاتا ہے جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حضرتِ جابر نے رسول اکرم سے یہ حدیث بار بار سماعت فرمائی ہے تو پھر کیا ہمیں یہ بھی تسلیم کرنا ہوگا کہ بار بار ایسی صورت حال پیش آئی کہ حضرت جابر اس کلمہ کو نہ سن سکیں؟ بظاہر تو یہی نتیجہ سامنے آتا ہے۔اب ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ بعض سامعین کے نقطۂ نظر سے اس جملہ میں ایسی کون سی بات تھی جسے وہ شور میں دبا دینا چاہتے تھے یا اس جملہ میں وہ کیا راز تھا جس کے سبب رسول اکرم اس جملہ کو بار بار آہستہ سے فرما رہے تھے کہ صرف خواص اور قریب بیٹھنے والے ہی سن سکیں۔

دوسرا ذخیرہ

روایات کا دوسرا ذخیرہ وہ ہے جس میں جابر نے پوری حدیث بیان کی ہے۔ان روایات میں کسی سوال وغیرہ کا تذکرہ نہیں ہے۔ہم ان روایات سے نتیجہ نکالنے میں حق بجانب ہیں کہ دوسرے ذخیرے میں موجود رسول اکرم کے یہ بیانات پہلے کے ہیں اور پہلے ذخیرہ کے بیانات کے بعد کے ہیں۔اس کا مطلب یہ ہے کہ چند روایات میں حضرت جابر نے پوری بات سماعت فرمائی ہے اس میں کسی شور اور ضجہ اور لغط اور قیام وقعود کا تذکرہ نہیں ہے اس لئے کہ کسی کو نہیں معلوم تھا کہ رسول اکرم کیا فرمانے والے ہیں لیکن جب ایک بار رسول اکرم نے وہ باتیں

بیان فرمادیں تو جن لوگوں نے ان باتوں کو پسند نہیں کیا وہ ان باتوں کے دوبارہ تذکرہ پر شور کرنے لگتے تھے۔ اس بات کو پوری طرح سمجھنے کے لئے ہماری نقل کردہ روایات میں سے پہلی، دوسری، آٹھویں، گیارہویں، پندرہویں اور تیئسویں روایات کا ایک بار پھر مطالعہ کیا جائے اور اس مطالعہ کے بعد چھبیسویں روایت دیکھی جائے۔

حضرت جابر نے بعض روایات میں **خطبنا** (رسول اکرم نے ہمیں خطبہ دیا) فرمایا ہے۔ خطبہ صرف ایک جملہ پر مشتمل نہیں ہوا کرتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس حدیث مبارک کے سیاق وسباق میں بہت کچھ تھا اور اس میں کچھ ایسی باتیں بھی تھیں جو بعض ذہنوں کے لئے خلافِ مزاج تھیں۔ جنہیں حضرت جابر نے بیان نہیں فرمایا۔ ہمارے اس جملہ کی تائید میں معجم کبیر ہی میں رجم اسلمی کی روایت دیکھی جاسکتی ہے کہ اس کے بعض اجزاء مستقل روایتوں کی صورت میں موجود ہیں جو مختلف موقع ومحل پر بیان ہوئے ہیں۔

قولِ فیصل

متون کے ذیل میں نقل شدہ پندرہویں روایت میں ہے کہ رسول اکرم نے فرمایا **لایزال ھذا الدین الی اثنیٰ عشر خلیفۃ قال فضبح الناس** یعنی ہمیشہ یہ دین باعزت رہے گا بارہ خلفاء تک تو اس بات پر لوگوں نے شور مچایا اور جابر اس کے بعد کا جملہ نہ سن سکے۔ اپنے والد سے پوچھا تو انہوں نے کلھم من قریش بتلایا۔ اس روایت کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ **عن جابر بن سمرۃ قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان ھذا الدین لایزال عزیزا الی اثنیٰ عشر خلیفۃ قال ثم تکلم بکلمۃ لم افھمھا و ضبح الناس فقلت لابی ماقال قال کلھم من قریش** جابر بن سمرہ نے کہا کہ رسول اکرم نے ہمیں خطبہ دیا تو پھر فرمایا کہ یہ دین ہمیشہ بارہ خلفاء تک باعزت رہے گا پھر

آپ نے کوئی جملہ فرمایا جو میں سن نہ سکا اور لوگوں نے شور کرنا شروع کیا میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ رسول اکرم نے کیا فرمایا تو انہوں نے کہا کہ کلھم من قریش فرمایا ہے۔

اس سے قبل کی روایت میں لوگوں کا شور اثنی عشر خلیفہ کے فوراً بعد ہے جب کہ اس روایت کے مطابق رسول اکرم نے اثنی عشر خلیفہ کے بعد ایک اور جملہ فرمایا اور شور اس جملہ پر ہوا! جو جابر کے والد محترم کے بیان کے مطابق کلھم من قریش تھا۔ یہ خلش ہر ذہن میں پیدا ہوگی کہ کیا کچھ لوگ ان خلفاء کے بارے میں کچھ سننا ہی نہیں چاہتے تھے اور شور مچا رہے تھے؟ لیکن ہم اس خلش سے قطع نظر کرتے ہوئے اس بات کو تلاش کرنا چاہتے ہیں جس کا ذکر سارے واقعہ میں کہیں بھی نہیں ملتا اور غالباً وہی بات بعض لوگوں کو ناگوار گزر رہی تھی۔

عجیب متون

ہم نے متون کے ذیل میں چھبیسویں حدیث میں نقل کیا ہے کہ رسول اکرم نے فرمایا **لایزال هذا الدین عزیزا منیعا ینصرون علیٰ من ناواهم علیه الی اثنی عشر خلیفة فجعل الناس یقومون ویقعدون** اس کی رو سے اثنا عشر خلیفہ تک تو لوگوں نے سن لیا لیکن یہ معلوم نہیں کرنا چاہا کہ وہ خلفاء کون ہوں گے بلکہ اتنا سن کر اٹھنا اور بیٹھنا شروع کر دیا۔ بیسویں حدیث میں ہے کہ **حتی یمضی من امتی اثنی عشر امیرا کلهم** یہاں تک کہ میری امت سے بارہ امیر گزریں گے وہ سب کے سب۔ اس حدیث کی رو سے حضرتِ جابر نے کلھم تک سنا۔ اس کی تائید تیئسویں روایت سے ہوتی ہے **حتی یملك اثنی عشر کلهم** جب تک کہ ان کے حاکم بارہ رہیں گے وہ سب کے سب۔ یہاں تک رسول اکرم نے فرمایا تھا کہ لوگوں نے شور کرنا شروع کر دیا۔ اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ لوگوں کے شور نے رسول اکرم کی آواز دبا دی اور جابر یہ نہ سن سکے کہ وہ سب کے سب لوگ کون ہیں۔ یہاں یہ

شبہ پیدا ہوسکتا ہے کہ شاید یہ استنساخ یا کتابت کی غلطی ہو لیکن ایسا نہیں ہے اس لئے کہ اسی روایت میں آگے چل کر ہے کہ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ میں کلھم کے بعد کا جملہ نہ سن سکا تو میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ بابا کلھم کے بعد رسول نے کیا فرمایا؟ اور انہوں نے جواب میں کہا کہ **کلھم من قریش** فرمایا ہے۔ لیکن اکیسویں روایت فیصلہ کن مرحلہ میں داخل ہو جاتی ہے کہ **حتی یمضی من امتی اثنیٰ عشر امیرا کلھم من قریش قال ثم خفی علیّ قول رسول اللہ** یہاں تک کہ میری امت سے بارہ امیر گزریں گے وہ سب کے سب قریش سے ہوں گے پھر رسول اکرم کا قول مجھ سے مخفی ہو گیا۔ یعنی حضرت جابر نے **کلھم من قریش** تک خود سنا اس کے بعد کا قول مخفی ہو گیا جب اپنے والد سے پوچھا کہ **کلھم من قریش** کے بعد کیا فرمایا؟ تو انہوں نے جواب میں کہا کہ **کلھم من قریش** کہا تھا۔ پھر حضرت جابر نے پر زور طریقہ سے یہ فرمایا کہ میرے والد نے مجھے یہی بتلایا تھا۔ **فاشھد علیٰ افھام ابی ایاہ** کا جملہ دلیل ہے کہ لوگوں کو یہ جملہ مشکوک نظر آ رہا تھا۔ ہمارے ان معروضات کو پوری توجہ سے پڑھنے والا اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ یقیناً کوئی ایسا جملہ اس میں تھا جو نقلِ روایت یا استنساخ میں سہو کے سبب یا کسی اور وجہ سے اس روایت سے کم ہو گیا ہے۔ اب اس جملہ کی تلاش میں چلتے ہیں۔

بنی ہاشم

ہم جن کتابوں سے روایت کو نقل کرنا چاہتے ہیں، ان کے مصنفین کا ایک مختصر تعارف ناگزیر ہے۔ سید علی ہمدانی اجلۂ مشائخ میں ہیں اور ان کا شمار صفِ اول کے عرفاء میں ہوتا ہے۔ مولانا عبدالرحمٰن جامی نے نفحات الانس من حضرات القدس میں اور محمود بن سلیمان کفوی نے الاعلام الاخیار میں اور دیگر بزرگوں نے اپنی تصانیف میں ان کے علوِ شان کا تذکرہ کیا ہے۔ سید علی ہمدانی نے اپنی کتاب مودۃ القربیٰ میں یہ روایت اس طرح نقل فرمائی ہے عن

عبدالملك بن عمير عن جابر بن سمرة رضی الله عنه قال کنت مع ابی عند رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فسمعته یقول بعدی اثنی عشر خلیفة ثم اخفیٰ صوته فقلت لابی ما الذی اخفی صوته قال قال کلهم من بنی هاشم -[۱] عبدالملک بن عمیر نے جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں اپنے والد کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا تو میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرے بعد بارہ خلیفہ ہیں۔ پھر آپ نے اپنی آواز دھیمی کر لی تو میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ آپ نے دھیمی آواز میں کیا فرمایا؟ تو انہوں نے کہا کہ فرمایا ہے کہ وہ سب کے سب بنی ہاشم سے ہیں۔ سماک بن حرب سے بھی اسی قسم کی روایت نقل کی گئی ہے۔

سلیمان بن ابراہیم حنفی قندوزی تیرہویں صدی کے علماء وعرفاء میں اہمیت کے حامل بزرگ ہیں۔ بلخ وبخارا میں تحصیل وتکمیل علوم کی منزل تک آئے اور عمر شریف مسافرتوں میں بسر کی اور قسطنطنیہ میں مدفون ہوئے۔ اپنی جلالتِ علمی کے سبب سلاطین واکابر کی نگاہ میں معزز و محترم تھے۔ آپ کا شمار بھی مشائخ طریقت کے اکابر میں ہوتا ہے۔ آپ نے اس روایت کو اپنی کتاب ینابیع المودۃ میں بعینہٖ نقل کیا ہے۔ [۲]

عدد کی حتمیت

بارہ کے عدد پر بحث کرتے ہوئے بعض دانشوروں نے یہ بھی کہا ہے کہ اگرچہ رسول اکرم کا قول ہے کہ خلفاء بارہ ہوں گے لیکن آپ نے بارہ سے زیادہ کی نفی نہیں فرمائی ہے یعنی وہ زیادہ بھی ہو سکتے ہیں۔ ہمیں اس غیر علمی اور مہمل بات پر تبصرہ کرتے ہوئے ہچکچاہٹ محسوس

۱۔ صفحہ ۴۴۵ طبع لاہور

۲۔ ینابیع المودۃ جلد دوم صفحہ ۳۱۵ طبع دارالاسوۃ

ہو رہی ہے لیکن اسے زیر بحث لانا کسی حد تک افادیت کا حامل ہے۔ ہم نے اٹھائیسویں روایت حضرت عبداللہ بن مسعود سے نقل کی ہے۔ اس روایت کی رو سے ایک شخص نے حضرت ابن مسعود سے سوال کیا کہ آپ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا کہ کتنے خلیفہ اس امت پر حاکم ہوں گے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ہاں ہم نے پوچھا تھا تو رسول اکرم نے فرمایا کہ وہ نقباء بنی اسرائیل کی تعداد کے مطابق بارہ ہوں گے۔ دوسری روایت حافظ سیوطی کی تاریخ الخلفاء میں ہے۔ **عن ابن مسعود انه سئل کم یملك هذه الامة من خلیفة فقال سألنا عنها رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال اثنی عشر کعدد نقباء بنی اسرائیل** [1]۔ حضرت ابن مسعود سے سوال کیا گیا کہ اس امت میں کتنے خلیفہ ہوں گے؟ تو کہا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا تو آپ نے فرمایا کہ نقباء بنی اسرائیل کی تعداد کے مطابق بارہ ہوں گے۔ ہم یہاں صرف دو روایات پر اکتفاء کر رہے ہیں۔ ان روایات سے حاصل ہونے والے نتائج مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ رسول اکرم کے بار بار بیان فرمانے کے باوجود آپ کی وفات کے بعد بھی یہ مسئلہ اہم تھا کہ آپ کے خلفاء کی تعداد کیا ہے اور لوگ اس بات کو صحابۂ کرام سے پوچھا کرتے تھے۔

۲۔ اٹھائیسویں روایت میں جمع کے صیغے **هل سألتم** (کیا آپ لوگوں نے پوچھا) **ولقد سألنا** (ہاں ہم لوگوں نے پوچھا) اس بات کی دلیل ہیں کہ متعدد صحابۂ کرام نے رسول اکرم سے خلفاء کی تعداد کا سوال کیا تھا۔

۳۔ یہ سوال کسی اور چیز کے متعلق نہیں ہے تعداد ہی کے متعلق ہے۔ اب اس کے جواب

---

[1] صفحہ ۱۱ طبع کانپور

میں رسول اکرم کی زبانِ مطہر سے جو بھی جملہ نکلے گا وہ حتمی ہوگا۔آپ نے جواب میں یہ نہیں فرمایا کہ خلفاء سینکڑوں ہزاروں ہوں گے ان میں بارہ اچھے ہوں گے بلکہ یہ فرمایا کہ نقباء بنی اسرائیل کی تعداد کے مطابق بارہ ہوں گے۔ مقامِ جواب میں بارہ کہنا اس تعداد کو حتمی بنا دیتا ہے کہ خلفاء صرف اور صرف بارہ ہوں گے نہ گیارہ ہوں گے نہ تیرہ یا اس سے زیادہ۔

روایت میں عدد کی یہی حتمیت تھی جس نے علامہ وحید الزماں سے یہ لکھوا دیا کہ مراد ان بارہ امیروں سے ائمہ اثنا عشر علیہم السلام ہیں اور امارت امارتِ دینی مراد ہے واللہ اعلم (انوار اللغۃ پارہ اوّل صفحہ ۳۵)۔ ہم وحید الزماں کے شکر گزار ہیں لیکن ان کی اس بات سے متفق نہیں ہیں کہ یہ امارت وخلافت صرف دینی ہے۔ رسولِ اکرم نے بارہ کو اپنا خلیفہ کہا ہے اور نہ دینی کہا ہے نہ دنیوی۔ اب ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ آپ کا منصب صرف دینی تھا یا دنیوی بھی تھا؟ اگر دونوں منصب رسول کے پاس تھے تو خلافت دونوں ہی منصبوں کی ہوگی۔ خلافت کسی سبب سے نہ ملے یہ دوسرا مسئلہ ہے لیکن اثنا عشر کا خود رسول کی طرف سے خلیفہ ہونا ثابت ہے۔

علامہ وحید الزماں کو ایک طرف تو رسول اکرم سے بارہ امیروں والی روایت ملی اور دوسری طرف انھیں تاریخ میں امیر بارہ سے زیادہ نظر آئے لہٰذا انہوں نے امارت کو دینی اور غیر دینی میں تقسیم فرما دیا حالانکہ بات آسان تھی کہ رسول اکرم کی طرف سے معیّن کردہ خلفاء یا امراء یا ائمہ بارہ ہیں اب اگر امت کسی سبب سے اپنے حکمران بنا لیتی ہے تو اس سے قولِ رسول کی صداقت بھی مجروح نہیں ہوتی اور کسی تاویل کی ضرورت بھی باقی نہیں رہتی۔ ملا علی قاری نے شرح مشکوٰۃ میں یہی فرمایا ہے جسے ہم نقل کر رہے ہیں۔ **وقد حمل الشيعة الاثنا عشرية علٰى أنهم من اهل بيت النبوة متوالية اعمّ من ان لهم خلافة حقيقة**

أو استحقاقا فأولهم عليٌّ فالحسن فالحسين فزين العابدين فمحمدن الباقر فجعفر الصادق فموسىٰ الكاظم فعلی ن الرضا فمحمد ن التقی فعلی النقی فحسن العسکری فمحمد ن المهدی رضوان الله علیهم اجمعین علی ماذکرهم زبدة الاولیاء خواجه محمد پارسا فی کتاب فصل الخطاب و تبعه مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی فی اواخر شواهد النبوة و ذکر فضائلهم و مناقبهم وکراماتهم ومقاماتهم مجملة وفیه ردّ علی الروافض حیث یظنون باهل السنة انهم یبغضون اهل البیت علیهم السلام باعتقادهم الفاسد وزعمهم الکاسد ۔اس حدیث اثنا عشر سے شیعوں نے ائمہ اہل بیت کو مراد لیا ہے جو متصلاً یکے بعد دیگرے ہیں، خواہ ان کو خلافت عملاً حاصل ہوئی ہو یا استحقاقاً خلیفہ ہوں جن میں سے پہلے علی پھر حسن پھر حسین پھر زین العابدین پھر محمد باقر پھر جعفر صادق پھر موسیٰ کاظم پھر علی رضا پھر محمد تقی پھر علی نقی پھر حسن عسکری پھر محمد مہدی رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔جیسا کہ ان کا ذکر زبدۃ الاولیاء خواجہ محمد پارسا نے فصل الخطاب میں کیا ہے اور مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی نے شواہد النبوۃ کے آخر میں ان کی پیروی کی ہے اور ان حضرات کے فضائل و مناقب اور کرامات ومقامات کا بالاجمال تذکرہ کیا ہے۔اس میں ان روافض کی تردید ہے جو اہل سنت کے بارے میں یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ لوگ اہل بیت علیہم السلام سے بغض رکھتے ہیں حالانکہ ان کا یہ گمان فاسد اور یہ زعم کاسد ہے۔

نقباء بنی اسرائیل

قرآن مجید میں ارشاد ہے ولقد اخذ الله میثاق بنی اسرائیل وبعثنا منهم اثنی عشر نقیبا (مائدہ ۱۲) اور اللہ نے بنی اسرائیل سے عہد لیا اور ہم نے انہیں میں

سے بارہ نقیب اٹھائے۔ یہ بنی اسرائیل کے وہ بارہ سردار ہیں جو شریعتِ توریت کی ترویج و تبلیغ پر مامور تھے۔ بعثنا بتلاتا ہے کہ ان کی ماموریت اللہ کی طرف سے تھی۔ رسول اکرم نے اپنے خلفاء کی صرف تعداد ہی نہیں بتلائی ہے بلکہ یہ فرمایا ہے کہ وہ بنی اسرائیل کے نقباء کی طرح بارہ ہوں گے۔ جواب میں بنی اسرائیل کے نقباء کا حوالہ دینا اس بات کی نشان دہی کرتا ہے کہ آپ کے بارہ خلفاء کی خلافت بھی من عند اللہ ہوگی ورنہ نقباء بنی اسرائیل کے اس حوالے میں مقصدیت باقی نہیں رہے گی۔ قرآن مجید اور احادیث کی روشنی میں رسول اکرم کی مشابہت حضرت موسیٰ سے اور آپ کی امت کی مشابہت امتِ موسیٰ سے کئی مقامات پر بیان ہوئی ہے۔ جس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے لیکن ہم اتنی بات تو کہہ سکتے ہیں کہ اگر نقبائے بنی اسرائیل مامور من اللہ ہیں تو اسلامی خلفاء کی فہرست میں ایسے حکمران کیسے داخل ہو جائیں گے جن کا فسق و فجور مسلمانوں کی تاریخ میں ضرب المثل ہے۔

اجماعِ اُمت

خلفائے اثنا عشر کی روایات میں سے سنن ابوداؤد کی ایک روایت میں یہ جملہ موجود ہے کہ **کلھم تجتمع علیه الامة** ان میں سے ہر ایک پر امت کا اجماع ہوگا۔ ہمیں اس جملہ کو سمجھنے کے لئے ایک روایت سے مدد ملتی ہے۔ **عن ابن ابی خالد عن ابیه عن جابر بن سمرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لایزال هذا الدین قائما حتی یقوم اثنی عشر خلیفة قال اسماعیل أظن ان ابی قال کلھم تجتمع علیه الامة** [1] اسماعیل بن ابی خالد نے اپنے والد سے اور انہوں نے جابر بن سمرہ سے روایت

---

[1] معجم کبیر جلد دوم صفحہ ۲۰۸ حدیث ۱۸۴۹ طبع موصل

کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اکرم نے فرمایا کہ یہ دین ہمیشہ قائم رہے گا جب تک کہ بارہ خلیفہ رہیں گے۔ اسماعیل نے کہا کہ میرا گمان یہ ہے کہ میرے والد نے کہا تھا کہ ان سب پر امت مجتمع ہوگی۔ اس روایت کے مطابق زیرِ بحث جملہ ظنّی ہے یقینی نہیں ہے۔ حوالۂ مذکورہ کے صفحہ ۲۰۷ پر یہ جملہ ہے **ولم یتابع ابا خالد احد فیما علمنا فی قوله فی آخر الحدیث کلهم تجتمع علیه الامة** حدیث کے آخر میں جو جملہ ہے **کلهم تجتمع علیه الامة** ہمارے علم کے مطابق ابوخالد کے اس قول کا کسی نے بھی اتباع نہیں کیا ہے۔ اس کے آگے یہ بھی ہے کہ **وهذه الزیادة منکرة** یہ اضافہ اربابِ حدیث کی نگاہ میں منکر ہے۔

تحفۂ اثناعشریہ میں عبدالعزیز نے یہ حدیث نقل کی ہے **یا علی لا تجتمع الامة علیك بعدی و انك تقاتل الناکثین والقاسطین والمارقین** [1] اے علی جمع نخواہد شد امت بر ریاستِ تو بعد از من و ہر آئینہ جنگ خواہی کرد با عہد شکناں و بے انصافان و از دین بیرون شوندگاں۔ اگر اجماع امت کی شرط کو تسلیم کیا جائے تو امیر المومنین علی علیہ السلام اس روایت کی روشنی میں فہرست خلافت سے خارج ہو جاتے ہیں۔ غالباً یہ شرط روایت میں خطۂ شام سے درآمد ہوئی ہے تاکہ امیر المومنین کو خلفاء راشدین کی فہرست سے باہر کیا جاسکے۔ لیکن دوسرا پہلو یہ بھی ہے کہ اگر آپ کی خلافت کو تسلیم کیا جائے تو آپ کے مخالفین کو امت سے باہر قرار دینا پڑے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ اس جملہ سے جعل و وضع کے آثار نمایاں ہیں۔ اسے وضع کرنے والا وضع کرتے وقت خود اپنے عقیدے سے غافل تھا کہ اس کی ضرب خلافت راشدہ پر پڑ رہی ہے ابتدائی تین خلفاء سے بنی ہاشم اور دیگر قبائل و امصار راضی نہیں تھے اور خلافت رابعہ سے اہل

---

[1] تحفۂ اثناعشریہ صفحہ ۵۰۸

دمشق اور دیگر قاسطین و مارقین راضی نہیں تھے۔ سیوطی نے العرف الوردی کے آخر میں حدیث کو نقل کرنے کے بعد تحریر کیا ہے کہ **لم یقع الی الآن وجود اثنٰی عشر اجتمعت الامۃ علیٰ کل منهم** ابھی تک ایسے بارہ کا وجود وقوع پذیر نہیں ہوا ہے کہ جن میں سے ہر ایک پر امت کا اجتماع ہو۔ ہم اس مقام پر یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اگر بفرضِ محال اس جملہ کی صحت کو تسلیم کر لیا جائے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ خلفاء ایسے ہوں گے جن کی صلاحیتِ ہدایت اور اہلیتِ خلافت و امارت اور فضل و شرف کے بارے میں رسول اکرم نے حدیثیں بیان فرمائی ہوں اور ان حدیثوں کی صحت پر پوری امت مجتمع ہے۔ یا بیشتر افراد مجتمع ہوں اس لئے کہ اکثر کے لئے حکم کُل کا ہوتا ہے۔ [1]

قریش کے دو سلسلے

کتب حدیث میں کتاب الامارہ کا غائر مطالعہ ہمیں اس نتیجہ تک پہنچاتا ہے کہ امت میں دو قسم کے امیر ہوں گے جن میں سے امیروں کی ایک قسم یہ ہے **عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنهما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لکعب بن عجرۃ اعاذک اللہ یا کعب من امارۃ السفهاء قال وما امارۃ السفهاء یا رسول اللہ قال امراء یکونون بعدی لایهدون بهدیی ولا یستنّون بسنتی** (بقدر الحاجۃ) جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن عجرہ سے ارشاد فرمایا کہ اے کعب اللہ تمہیں سفیہوں کی حکومت سے پناہ میں رکھے کعب نے پوچھا کہ یا رسول اللہ سفیہوں کی حکومت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میرے بعد ایسے حکمران ہوں گے جو نہ تو میرے طریقے سے آشنا ہوں گے اور نہ میری سنت پر عمل کریں گے۔ اس روایت کو ابو عبداللہ حاکم

---

[1] فتاوائے عزیزی کا ترجمہ صفحہ ۲۲۸

نیشا پوری نے مستدرک میں کتاب الایمان میں نقل کیا ہے۔ ۱؎ اور نسائی و ترمذی نے اپنی اپنی سنن میں بالترتیب کتاب البیعۃ اور کتاب الصلوٰۃ میں نقل کیا ہے۔ ۲؎ یہ امراء کون ہوں گے؟ اس سلسلہ میں فقط دو روایات پیش کی جارہی ہیں۔

۱۔ **عن مالك بن ظالم قال سمعت اباهريرة يحدث مروان بن الحكم قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم ابا القاسم الصادق المصدوق يقول فساد أمتي علىٰ يدا غيلمة امراء سفهاء من قريش** ۳؎۔ مالک بن ظالم نے کہا کہ میں نے ابو ہریرہ کو مروان بن حکم سے کہتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو ابوالقاسم اور سچ کہنے والے اور سچ قرار دیئے جانے والے تھے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت کا فاسد ہونا قریش کے ان لڑکوں کے ہاتھوں سے ہے جو بے عقل حکمران ہوں گے۔

۲۔ **عن سعيد بن عمرو بن سعيد بن العاص قال اخبرني جدي قال كنت مع مروان و ابي هريرة في مسجد النبي صلى الله عليه وسلم فسمعت اباهريرة يقول سمعت الصادق المصدوق يقول هلكة امتي علىٰ يدي غلمة من قريش** (بقدر الحاجۃ) سعید بن عمرو بن سعید بن عاص نے کہا کہ میرے جد نے مجھے خبر دی اور کہا کہ میں مروان اور ابو ہریرہ کے ساتھ مسجد النبی میں

۱؎ جلد اول صفحہ ۷۹ طبع محمد امین درج بیروت، جلد سوم کتاب معرفۃ الصحابہ میں صفحہ ۴۸۰ پر ہم معنی روایت موجود ہے۔

۲؎ سنن نسائی جلد سوم کتاب البیعۃ صفحہ ۱۶۵ طبع دارالاشاعت کراچی میں ہم معنی دو روایات ہیں اور سنن ترمذی جلد اول صفحہ ۲۷۹ کتاب الصلوٰۃ کے آخر میں ہم معنی روایت موجود ہے۔

۳؎ مستدرک حاکم کتاب الفتن جلد صفحہ ۴۷۰۔ اس کے علاوہ مسند احمد بن حنبل اور کنز العمال میں بھی روایات ہیں۔

تھا تو میں نے ابو ہریرہ کو کہتے سنا کہ میں نے سچ کہنے والے اور سچ قرار دیئے جانے والے سے سنا ہے کہ میری امت کی ہلاکت قریش کے لڑکوں کے ہاتھوں ہے۔ [۱]

ان روایتوں میں ایسے حکمرانوں کا تذکرہ ہے جو قریش سے ہوں گے اور امت اسلامیہ کی ہلاکت کا سبب ہوں گے لیکن ان کی تعداد نہیں بتلائی گئی ہے جب کہ ہماری نقل کردہ روایات کے مطابق وہ خلفاء بارہ ہوں گے جو امت کے لئے ہلاکت سے محفوظ رہنے کا سبب ہوں گے۔ آخری روایت میں ہے کہ **لاتهلك هذه الامة حتى يكون منها اثنى عشر خليفة** یہ امت ہلاک نہیں ہوگی یہاں تک کہ اس میں بارہ خلیفہ ہوں گے اور وہ ہدایت اور دین حق پر عامل ہوں گے۔

ہمارا موضوع صرف یہ ہے کہ احادیث رسول کی تعلیمات کے مطابق امت میں دو قیادتیں ہوں گی۔ ایک ہدایت اور دین حق والی قیادت جن کے قائدین کی تعداد بارہ ہے اور ایک وہ قیادت جو ہدایت اور دین حق کی حامل نہیں ہے اور اس کی تعداد بھی غیر معین ہے۔ ہم اسی بحث کو آگے بڑھاتے ہوئے چند اور روایات پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اس عنوان کے ذیل میں درج شدہ پہلی روایت سے ملتی جلتی ایک روایت یہ ہے۔ **عن حذيفة بن اليمان رضى الله تعالىٰ عنه قلت يا رسول الله انا كنا بشر فجاء نا الله بخير فنحن فيه فهل من وراء هذا الخير شر قال نعم قلت هل وراء ذلك الشر خير قال نعم قلت هل وراء ذلك الخير شر قال نعم قلت كيف قال تكون بعدى ائمة لايهتدون بهداى ولا يستنون بسنتى و سيقوم فيهم رجال قلوبهم قلوب الشياطين فى جثمان انس قال قلت كيف اصنع يارسول الله ان ادركت ذلك قال تسمع و تطيع للامير و ان ضرب ظهرك واخذ مالك فاسمع واطع**۔ [۲] -

---

[۱] صحیح بخاری ترجم جلد سوم کتاب الفتن صفحہ ۱۰۷ طبع حذیفہ اکیڈمی لاہور

[۲] صحیح مسلم جلد ۵ صفحہ ۱۳۸ کتاب الامارہ طبع لاہور (مترجم علامہ وحید الزماں)

حذیفہ یمان سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ہم برائی میں تھے پھر اللہ نے بھلائی دی اب اس کے بعد بھی کوئی برائی ہے آپ نے فرمایا ہاں میں نے کہا پھر اس کے بعد بھی بھلائی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں میں کہا پھر اس کے بعد برائی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں، میں نے پوچھا کہ کیسے؟ آپ نے فرمایا میرے بعد وہ لوگ حاکم ہوں گے جو میری راہ پر نہیں چلیں گے اور میری سنت پر عمل نہیں کریں گے اور ان میں ایسے لوگ ہوں گے جن کے دل شیطان کے جیسے اور بدن آدمیوں کے جیسے ہوں گے میں نے پوچھا اگر میں اس وقت موجود ہوں تو کیا کروں؟ فرمایا امیر کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو اگرچہ تمہاری پشت پر ضرب لگائی جائے اور تمہارا مال چھین لیا جائے پھر بھی سنو اور اطاعت کرو۔

حدیث کی عبارت **قلت کیف اصنع یا رسول اللہ اِن اَدرکت ذلک قال تسمع وتطیع للامیر** کا ترجمہ علامہ وحید الزماں نے یوں فرمایا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اُس وقت میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا اگر تو ایسے زمانے میں ہو تو سن اور مان حاکم کی بات کو۔ **اِن ادرکتُ ذٰلک** قول حذیفہ ہے اسے ترجمہ میں قول رسول میں شامل کر دیا ہے۔

اردو ترجمے

ہم یہاں وقتی طور پر اس بحث کو روک کر ایک ضمنی مسئلہ پر بحث کرنا چاہتے ہیں۔ علامہ وحید الزماں نے ترجمۂ صحیح مسلم میں اثنیٰ عشر کی روایات کا ترجمہ کرتے ہوئے ایک مخصوص جملہ کا ترجمہ اپنی مرضی سے فرمایا ہے۔ [۱] **ثم تکلم بِکَلام خَفِیَ عَلَیَّ** پھر آپ نے آہستہ سے کچھ فرمایا دوسری حدیث **ثم تکلم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بکلمۃ خَفِیَت عَلَیَّ** پھر آپ نے ایک بات کہی چپکے سے جو میں نے نہیں سنی تیسری حدیث **ثم قال کلمۃ لم افھمھا**

---

[۱] حوالہ مذکورہ صفحہ ۱۱۱/۱۱۲

پھر آپ نے ایک بات فرمائی جس کو میں نہ سمجھا چوتھی حدیث **ثم تکلم بشی، لم افهمه** ترجمہ سابق پانچویں حدیث **فقال کلمة صنميها الناس** پھر آپ نے کچھ ارشاد فرمایا جو لوگوں نے مجھے سننے نہ دیا (یعنی ان کی باتوں نے مجھے سننے نہ دیا بہرا کر دیا اس کے سننے سے)۔ چھٹیں حدیث اس میں پوری روایت ہے مگر مذکورہ جملہ نہیں ہے۔ اگرچہ ایک روایت میں کلمة خفیة (حافظ طبرانی) کے الفاظ موجود ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے کہ پھر آپ نے ایک مخفی (پوشیدہ) جملہ فرمایا۔ لیکن صحیح مسلم کی کسی روایت میں یہ جملہ نہیں ہے بلکہ یہ ہے کہ آپ نے ایک بات فرمائی جو مجھ سے مخفی رہی۔ دوسری روایت کے جملہ کا بھی ترجمہ یہی ہے کہ نبی اکرم نے ایک بات فرمائی جو مجھ سے مخفی رہی۔ ان دونوں جملوں سے یہ واضح ہوتا ہے کہ رسول اکرم نے وہ بات پوشیدہ نہیں فرمائی تھی بلکہ علی الاعلان فرمائی تھی لیکن حضرت جابر کسی سبب سے اسے سن نہیں پائے تھے اور وہ سبب پانچویں روایت میں موجود ہے۔ وحید الزماں نے ان روایات کے ترجمہ میں صحت کا خیال کیوں نہیں رکھا یہ راز ہے۔

اب ہم سنن ترمذی کی ایک روایت کا ترجمہ پیش کرتے ہیں **من اهان سلطان الله فی الارض اهانه الله** جو شخص اللہ کی زمین میں حاکم کی اہانت کرے گا اللہ اسے ذلیل کریں گے [۱]۔ اس ترجمہ سے فاسق و فاجر حکمرانوں کے فسق و فجور کا جواز پیدا ہوتا ہے ورنہ حقیقت میں اس کا ترجمہ یہ ہے کہ جو شخص بھی زمین میں سلطان اللہ یعنی اللہ کے معین کردہ حاکم کی اہانت کرے گا اللہ اسے ذلیل کرے گا۔ رسول اکرم کی اس روایت سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ اللہ اپنے حاکم معین کرتا ہے اب یہ دوسری بات ہے کہ عوام اس کی حاکمیت کو تسلیم نہ کریں اور اپنے حاکم بنا کر اللہ کے حاکم کو ترک کردیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حدیث سے عقیدہ کی اصلاح نہیں کی

---

[۱] جامع ترمذی (مترجم) جلد اول صفحہ ۸۰۰ (ابواب الفتن) دارالاشاعت کراچی۔

جاتی بلکہ طے شدہ عقیدہ کے مطابق حدیث کے ترجمہ میں ترمیم کردی جاتی ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ کتب حدیث کے ترجموں پر ذمہ دار افراد کو نظر ثانی کرنی چاہئے۔ یہ چند مثالیں بطور نمونہ تحریر کی گئی ہیں۔

ہم پھر قریش کی دو امارتوں کی طرف واپس چلتے ہیں۔ ایک روایت میں دونوں طرح کے قائدین کا تذکرہ یوں ہے **عن ثوبان قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انما اخاف علی امتی ائمة مضلین قال وقال رسول الله صلی الله علیه وسلم لاتزال طائفة من امتی علی الحق ظاهرین لایضرهم من خذلهم حتی یاتی امر الله** ۔حضرت ثوبان کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنی امت کے گمراہ حکمرانوں سے ڈرتا ہوں نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی اور وہ اپنے اعداء پر غالب ہوں گے انہیں کسی کی اعانت ترک کر دینے سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔ [1]

یہ ائمہ مضلین بارہ قریشی خلفاء کے غیر ہیں اس لئے کہ ان کے لئے مضلین کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے معنی گمراہ کرنے والے ہیں اور بارہ خلفاء ہدایت اور دین حق پر عامل افراد ہیں جن کا تذکرہ فوراً بعد کیا گیا ہے اس میں ایک کلیدی لفظ ظاہرین (غالب ہوں گے) ہے اور ایک کلیدی جملہ **لایضرهم من خذلهم** ہے۔ یہ دونوں الفاظ حدیث خلفاء اثناعشر کے متون میں کئی بار آئے ہیں۔ حدیث نے یہ بھی بتلایا ہے کہ ان بارہ خلفاء کی مدد و معاونت نہیں کی جائے گی انہیں مخذول و مظلوم کیا جائے گا۔ یہ جملہ بھی اجتماع امت کے مفہوم کے خلاف ہے اس لئے کہ ایک شخص پر امت کا اجتماع بھی ہو اور امت اسی کا خذلان بھی کرے یہ خلاف عقل ہے۔

---

[1] حوالۂ سابق ، متن و ترجمہ ، صفحہ ۸۰۲

صاحب ازالۃ الخفاء نے صحیح مسلم کے حوالے سے مختلف اکابر رُوات سے روایت کرتے ہوئے یہ حدیث تحریر کی ہے **لاتزال طائفة من امتی قائمة بامر الله لایضرهم من خذلهم أوخالفهم حتی یاتی امر الله وهم ظاهرون علی الناس** ۔میری امت سے ایک گروہ ہمیشہ موجود رہے گا جو قائم بامر اللہ یعنی حق پر قائم ہوگا اور اس گروہ کو ان کی معاونت ترک کرنے والا نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور مخالف بھی نقصان نہ پہنچا سکے گا یہاں تک کہ امرِ الٰہی آ جائے گا اور وہی قائم بامر اللہ گروہ پوری انسانیت پر غالب آ جائے گا۔صاحب ازالۃ الخفاء کی ذاتی رائے سے قطع نظر کرتے ہوئے صرف ظاہر روایت پر نگاہ ڈالی جائے تو یہ بات واضح ہوگی کہ امت اسلامیہ میں ہمیشہ ایک گروہ قائم بامر اللہ ہوگا۔وہ گروہ اس لئے کمزور رہے گا کہ لوگ اس کی مدد نہیں کریں گے اسے مخذول کریں گے اور اس کی مخالفت کرتے رہیں گے (یہاں آل محمدؐ کے ساتھ قتل و زہر و زندان کا جو سلوک تاریخ نے روا رکھا ہے اسے ذہن میں تازہ کیا جائے) پھر یہی گروہ آخر میں غالب آ جائے گا یہ ظہور مہدی کی طرف اشارہ ہے۔روایت کی اس توجیہ کو اس آیۂ مبارکہ سے ملا کر سمجھنے کی کوشش کی جائے **ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض نجعلهم ائمة ونجعلهم الوارثین** [1] اس آیۂ مبارکہ سے مستفاد ہوتا ہے کہ کچھ لوگوں کو اس زمین میں ضعیف و کمزور (مخذول) کر دیا جائے گا اور یہ عام لوگ نہیں ہوں گے یہ امامت کی اہلیت اور اس کے استحقاق کے حامل افراد ہوں گے۔پھر اللہ انہیں کی امامت کا اعلان کرے گا اور انہیں وارث بنائے گا۔انہیں لوگوں کا تذکرہ سورۂ انبیاء میں ہے **ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثها عبادی الصالحون** [2] ۔ زمین کے وارث بننے والے بندے صالحین ہوں گے۔اب ان متون پر نگاہ ڈالیں جن

---

[1] سورۂ قصص آیت ۵ [2] سورۂ انبیاء آیت ۱۰۵

میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ امر ہمیشہ صالح رہے گا اور میری امت کا امر ہمیشہ صالح رہے گا جب تک کہ بارہ خلفاء رہیں گے۔ یہاں حافظ سیوطی کی الحاوی للفتاوی سے ایک روایت دیکھتے چلیں کہ ظہور مہدی کے موقع پر **ینادی منادٍ من السماء ان الحق فی آل محمد** ایک منادی آسمان سے ندا دے گا کہ حق آل محمدؐ میں ہے۔ اس روایت کو ازالۃ الخفاء کی روایت سے ملا کر دیکھیں تو بات منکشف ہو جائے گی کہ وہ ہمیشہ حق پر رہنے والا گروہ جو مخذول و مظلوم ہوگا اور آخر میں غالب آئے گا وہ آل محمدؐ کا گروہ ہے۔ اس دن سب کو پتہ چل جائے گا حق آل محمدؐ کے ساتھ ہے۔

آخرِ بحث میں ہم ایک مشہور روایت سے استدلال کرنا چاہ رہے ہیں جسے حافظ ابو نعیم نے، ابن اثیر جزری نے، ملا متقی ہندی نے، ابن حجر ہیثمی نے، حافظ سیوطی نے اور دیگر محدثین نے مختصر فرق کے ساتھ تحریر کیا ہے۔ **ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ستکون بعدی خلفاء و من بعد الخلفاء امراء و من بعد الامراء ملوك جبابرة ثم یخرج رجل من اهل بیتی یملاء الارض عدلا کما ملئت جورا** ۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب میرے بعد خلفاء ہوں گے اور خلفاء کے بعد امراء ہوں گے اور امراء کے بعد جابر بادشاہ ہوں گے پھر میرے اہل بیت سے ایک مرد خروج کرے گا جو زمین کو عدل سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ جور سے بھری ہوگی۔

اس روایت میں بعدِ رسول سے ظہور مہدی تک جو ترتیب بتلائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ پہلے خلفاء ہوں گے (جو امراء نہیں ہوں گے) پھر امراء ہوں گے (جو ملوکِ جبابرہ نہیں ہوں گے) پھر ملوک جبابرہ ہوں گے۔ پھر مہدی ان سب کے ظلم و جور کو ختم کرنے کے لئے خروج کریں گے۔ ان سارے لوگوں کی تعداد بھی نہیں بتلائی گئی ہے جب کہ اثنا عشر کی روایت میں تعداد بھی ہے اور ان سب کا خلیفہ، قیم اور امیر ہونا بھی مذکور ہے اور یہ بھی ہے کہ یہ مسلسل قیامت

تک جائیں گے اور انہیں کے سلسلہ کی آخری فرد مہدی علیہ السلام ہیں۔ لہٰذا روایات کے بیان کردہ دو الگ سلسلوں کو ہمیشہ ملحوظ رکھنا چاہیے۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ابو داؤد نے خلفاء اثنا عشر کی روایات کتاب المہدی کے آغاز میں درج کی ہیں اس سے ان کا نظریہ معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ مہدی کو اثنا عشر کا آخری مانتے ہیں اس لئے کہ مہدی کے متعلق روایات میں موجود ہے کہ وہ انقطاع من الزمان کے وقت خروج کریں گے (الحاوی للفتاوی)۔ حافظ سیوطی نے بھی العرف الوردی میں اسی رائے کے مطابق حدیث اثنا عشر کو تحریر فرمایا ہے۔

حدیثِ خلیفتین

خلفاء اثنا عشر کی بعض روایات میں حضرت جابر کا یہ جملہ پایا جاتا ہے کہ میرے والد میری نسبت رسول سے زیادہ قریب تھے (وکان اقرب الیہ منی) یعنی جابر کے والد جابر سے آگے تھے اور رسول اکرم سے اتنے قریب تھے کہ جابر نے مخفی کلمہ اُن سے پوچھا جب کہ بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ حجۃ الوداع کے خطبہ کے وقت میرے والد میری نسبت رسول کے راحلہ سے زیادہ قریب تھے (کان ابی اقرب الی راحلۃ رسول اللہ) یعنی رسول اکرم نے یہ خطبہ منبر سے نہیں بلکہ راحلہ سے دیا تھا۔ اب ہم اُس روایت کی طرف چلتے ہیں جس میں رسول اکرم منبر سے خطبہ دے رہے تھے (وھو یخطب علی المنبر) کہ اچانک جابر نے پیچھے پلٹ کر دیکھا تو والد نظر آئے۔ اس خطبہ میں جابر اپنے والد کے ساتھ نہیں آئے تھے اور اپنے والد سے آگے ہونے کی وجہ سے والد کی نسبت رسول سے زیادہ قریب تھے اور رسول اکرم نے یہ خطبہ راحلہ سے نہیں بلکہ منبر سے ارشاد فرمایا تھا۔ راحلہ اور منبر کے فرق کے علاوہ ایک دوسرا فرق یہ بھی ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر راحلہ والے خطبہ میں جابر کوئی جملہ نہ سن سکے تھے جب کہ منبر والے خطبہ میں انہوں نے پورا جملہ سنا ہے۔ اس صورت حال کے مطالعہ سے ہمارا ظن

توی یقین سے بدل جاتا ہے کہ منبر والا خطبہ غدیر خم والا خطبہ ہے اور خطبۂ حجۃ الوداع کی طرح اس میں بھی آپ نے خلفاء اثنا عشر کا تذکرہ فرمایا تھا۔ ہمارے اس دعوے کو حیرت سے نہیں دیکھنا چاہئے اس لئے کہ اس کی ایک مثال ہمارے سامنے موجود ہے کہ حج کے موقع پر عرفہ کے دن آپ نے اپنے ناقہ پر سوار ہونے کی حالت میں جو خطبہ ارشاد فرمایا تھا اس میں حدیث ثقلین بھی بیان فرمائی تھی اور پھر چند دنوں بعد غدیر خم میں منبر سے جو خطبہ ارشاد فرمایا ہے اس میں بھی حدیث ثقلین بیان فرمائی ہے۔ لہٰذا اثنا عشر قیما کی روایت غدیر کے دن کی ہے۔ البتہ حدیث ثقلین کے ایک متن میں یہ بھی ملتا ہے کہ رسول اکرم نے یہ روایت اپنے مرض کی حالت میں مسجد نبوی کے منبر سے بیان فرمائی تھی لہٰذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ روایت بھی اسی دن منبر سے بیان فرمائی ہو لیکن یہ احتمال اس لئے کمزور ہے کہ اس روایت میں رسول اکرم کے مرض کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔

اس بحث کا نتیجہ یہ ہے کہ خطبۂ غدیر میں تین ایسی اہم ترین باتیں ارشاد فرمائی گئیں جن کا معنوی اور مقصدی ربط پوشیدہ نہیں ہے یعنی کتاب وعترت کا خلیفہ ہونا، خلفاء کا تعداد میں بارہ ہونا اور علی کی مولائیت۔ خلفاء اثنا عشر کی روایت سے کتاب وعترت کی روایت کا ربط اس صورت میں اور بھی واضح ہو جاتا ہے جب ہم روایت ثقلین میں ثقلین کی جگہ خلیفتین دیکھتے ہیں۔ اس وقت ہمارے سامنے ملا متقی ہندی کی معرکۃ الآراء تدوین کنز العمال کی پہلی جلد ہے۔ اس کے صفحہ ۱۵۳ پر ایک باب اس عنوان سے ہے الباب الثانی فی الاعتصام بالکتاب والسنۃ اس میں پہلی، دوسری، تیسری اور چوتھی روایت کتاب وعترت سے متعلق ہے پھر کچھ روایات کتاب وسنت کے بارے میں اور ان کے بعد دوبارہ وہ روایات ہیں جن میں کتاب وعترت سے تمسک کا حکم ہے۔ اس سے ہم یہ نتیجہ نکالنے میں حق بجانب ہیں کہ متقی ہندی کی نگاہ میں سنتِ رسول اور عترتِ رسول ہم معنی اصطلاحات ہیں۔

اس باب کی تیسری روایت مسند احمد بن حنبل اور معجم کبیر طبرانی کے حوالہ سے حضرت زید بن ثابت سے منقول ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ **انی تارك فیکم خلیفتین کتاب الله حبل ممدود بین السماء والارض و عترتی اهل بیتی و انهما لن یتفرقا حتی یرد اعلی الحوض** [۱]۔ میں تم میں دو خلیفہ چھوڑ رہا ہوں اللہ کی کتاب جو آسمان و زمین کے درمیان کھنچی ہوئی رسی ہے اور میری عترت جو میرے اہلِ بیت ہیں اور یہ دونوں ہرگز جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوضِ کوثر پر پہنچیں گے۔ دوبارہ یہی روایت مسند احمد بن حنبل [۲]، معجم کبیر اور سنن سعید بن منصور کے حوالے سے حضرت زید بن ثابت سے اور معجم کبیر طبرانی کے حوالے سے حضرت زید بن ارقم سے نقل ہوئی ہے [۳]۔ اسی کنز العمال میں دوسرے مقام پر یہی باب پھر عنوان کیا گیا ہے جس کا آغاز صفحہ ۳۳۲ سے ہے۔ اس باب میں یہ روایت اس طرح درج ہے **(ومن مسند زید بن ثابت) عن زید بن ثابت عن رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم انه قال قد ترکت فیکم خلیفتین کتاب الله واهل بیتی یردان علی الحوض جمیعا (ابن جریر)** میں نے تم میں دو خلیفہ چھوڑے ہیں اللہ کی کتاب اور میرے اہل بیت یہ دونوں ایک ساتھ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے۔ حضرت زید بن ثابت سے یہ روایت حافظ سیوطی کی احیاء المیت (برحاشیۂ الاتحاف) صفحہ ۱۱۶ طبع مصطفیٰ حلبی مصر میں اور ایک پاکستانی محدث کی کتاب نظام مقصود شرح سلامِ محمود صفحہ ۴۷۴ پر مذکور ہے۔

---

۱ کنز العمال جلد اول صفحہ ۱۵۴ طبع حیدر آباد دکن

۲ مسند احمد بن حنبل جلد پنجم صفحہ ۱۸۲/۱۸۱ پر او **مابین السماء الی الارض** کے اضافہ کے ساتھ ہے اور اسی جلد کے صفحہ ۱۸۹ پر **حبل ممدود مابین السماء و لارض** کی کمی کے ساتھ ہے اور الحوض کے بعد جمیعا کا اضافہ ہے۔ یہ روایت جامع صغیر سیوطی جلد اول صفحہ ۵۷ پر بھی پائی جاتی ہے۔ ۳ صفحہ ۱۶۶

صاحب ینابیع المودۃ نے اپنی کتاب کے چوتھے باب میں ابن عقدہ کی کتاب الموالاۃ سے اور طبرانی کی معجم کبیر سے خلیفتین کے لفظ کے ساتھ یہ روایت نقل کی ہے اور معجم کبیر کی روایت کے سلسلہ میں یہ بھی ذکر ہے کہ اس کے رجال ثقہ ہیں۔ ینابیع المودۃ ہی میں دولابی کی الذریۃ الطاہرۃ اور حافظ جعابی کے حوالے سے یہ جملہ ہے کہ **انی مخلّف فیکم** میں تم میں جانشین اور خلیفہ بنا رہا ہوں۔ ابراہیم جوینی نے بھی اس روایت کو حضرت زید بن ثابت کے حوالے سے اس متن کے ساتھ نقل کیا ہے **قال النبی صلی اللہ علیه وسلم انی تارك فیکم الثقلین کتاب اللہ عزوجل و عترتی اهل بیتی الا وهما الخلیفتان من بعدی ولن یتفرقا حتی یردا علیّ الحوض** [1] میں تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑ رہا ہوں خدائے عزوجل کی کتاب اور اپنی عترت جو کہ اہل بیت ہیں آگاہ ہو جاؤ کہ یہی دو میرے بعد میرے دو خلیفہ ہیں اور یہ ہرگز جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے۔

بہت سی کتابوں میں چند حوالے دیکھنے کا اتفاق ہوا جن میں بعض روایات خلیفتین کے ساتھ ہیں اور بعض میں ثقلین اور خلیفتین دونوں ہیں مثلاً مرقات شرح مشکوٰۃ اور طبقات الحفاظ میں **انی تارك فیکم خلیفتین** کی روایت موجود ہے۔ ابن ابی عاصم کی کتاب السنۃ کے حوالے سے **انی تارك فیکم الثقلین الخلیفتین من بعدی** کے الفاظ ہیں۔ محمد بن ابی الفوارس کی الاربعین کے حوالہ سے **انی تارك فیکم کتاب اللہ و عترتی اهل بیتی فهما خلیفتان بعدی** کے الفاظ میں روایت موجود ہے۔ یہ کثیر حوالوں کا ایک قلیل خلاصہ ہے۔ ہم ان روایات سے اس نتیجہ تک پہنچتے ہیں کہ وہ بارہ خلفاء جو قریش سے ہوں گے وہ رسول اکرم کے عترت و اہل بیت ہیں یہی قرآن مجید کے ساتھ ہیں اور قیامت تک ساتھ رہیں گے۔

---

[1] فرائد السمطین جلد دوم صفحہ ۱۴۴

متونِ حدیثِ ثقلین

یہ روایت جس کا ہم مطالعہ کر رہے ہیں حدیث ثقلین کے نام سے یاد کی جاتی ہے اسے بیس سے زیادہ صحابہ کرام نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل فرمایا ہے۔ اس کے متون بہت زیادہ ہیں ہم ان میں سے چند متن بدونِ ترجمہ یہاں نقل کر رہے ہیں جن سے اس حدیث کی جلالت قدر اور اہمیت کا اندازہ ہوگا۔ ہمیں امید ہے کہ غیر عربی داں حضرات بھی الفاظ سے مانوس ہونے کے سبب سمجھ لیں گے۔

۱۔ عن عطية عن ابی سعيد الخدری قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم انی ترکت فيکم الثقلين احدهما اکبر من الآخر کتاب الله عزوجل حبل ممدود من السماء الی الارض و عترتی اهل بيتی الا انهما لن يفترقا حتی يردا علی الحوض (مسند ابن حنبل)

۲۔ عن حبيب بن ثابت عن زيد بن ارقم قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم انی تارك فيکم ما ان تمسکتم به لن تضلوا بعدی احدهما اعظم من الآخر کتاب الله حبل ممدود من السماء الی

الارض وعترتی اهل بیتی ولن یتفرقا حتی یردا علیّ الحوض فانظروا کیف تخلفو نی فیهما (سنن ترمذی)

۳۔ عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ایها الناس انی تارک فیکم ما ان اخذتم به لن تضلوا بعدی امرین احدهما اکبر من الآخر کتاب الله حبل الله ممدود مابین السماء والارض وعترتی اهل بیتی وانهما لن یتفرقا حتی یردا علیّ الحوض (تفسیر در منثور جلال الدین سیوطی)

۴۔ وفی حدیث زید بن ثابت قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله انی تارک فیکم الثقلین خلفی کتاب الله وعترتی فانهما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض (لسان العرب ابن منظور افریقی)

۵۔ وفی حدیث النبی صلی الله علیه وسلم اوصیکم بکتاب الله وعترتی احدهما اعظم من الآخر کتاب الله حبل ممدود من السماء الی الارض (لسان العرب)

۶۔ ایها الناس انی قد ترکت فیکم ما ان اخذتم به لن تضلوا کتاب الله وعترتی اهل بیتی (ت عن جابر) (کنز العمال جلد اول)

۷۔ عن حذیفة بن الیمان رضی الله عنه قال صلّٰی بنا رسول الله صلی الله علیه وسلم الظهر ثم اقبل بوجهه الکریم الینا فقال معاشر اصحابی اوصیکم بتقوی الله والعمل بطاعته وانی اُدعٰی فاجیب وانی تارک فیکم الثقلین کتاب الله وعترتی اهل بیتی ان

تمسكتم بهما لن تضلوا وانهما لن يفترقا حتى يردا على الحوض فتعلموا منهم ولا تعلموهم فانهم اعلم منكم (ینابیع المودۃ، نظامِ مقصود محدث ہزاروی)

ہم نے کثیر متون میں سے یہاں صرف سات متن لکھے ہیں اور کچھ متون کا مطالعہ آئندہ صفحات میں کریں گے۔ ان سارے متون کا مجموعی مفہوم یہ ہے کہ رسول اکرم نے دو انتہائی اہم اور گراں قدر چیزوں کو اپنا خلیفہ بنایا ہے کہ جب تک امت ان دونوں سے متمسک رہے گی گمراہی سے محفوظ رہے گی ان میں سے ایک اللہ کی کتاب ہے جو آسمان و زمین کے درمیان اللہ کا عہد ہے اور دوسرے رسول اکرم کی عترت ہے۔ یہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم رہیں گے ان میں ہرگز ہرگز جدائی نہیں ہوگی یہاں تک کہ دونوں ساتھ ساتھ رسول اکرم کی خدمت میں حوضِ کوثر پر وارد ہوں۔ رسول اکرم کے یہ اہل بیت علم میں امت کی ہر فرد سے زیادہ ہوں گے اور امت پر لازم ہے کہ وہ ان سے علم حاصل کرے۔

حدیثِ زید

ان مختصر سے متون کے مطالعہ کے بعد ہم حضرتِ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی بعض متون پر نگاہ ڈالنا چاہتے ہیں۔

(۱) **یزید بن حیان قال انطلقت انا وحصین بن سبرة و عمر بن مسلم الٰی زید بن ارقم فلما جلسنا الیه قال له حصین لقد لقیت یازید خیرا کثیرا رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم وسمعت حدیثه وغزوت معه وصلّیت خلفه ولقد لقیت یازید خیرا کثیرا حدثنا یازید ماسمعت من**

رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يابن اخى و الله لقد كبرت سنى وقدم عهدى ونسيت بعض الذى كنت اعى من رسول الله صلى الله عليه وسلم فماحدثتكم فاقبلوه ومالا فلاتكلفونيه ثم قال قام رسول الله صلى الله عليه وسلم يوماً فينا خطيبا بماء يدعىٰ خما بين مكة والمدينة فحمدالله واثنیٰ عليه ووعظ وذكر ثم قال اما بعد الا ايها الناس فانما انا بشر يوشك ان ياتينى رسول ربى فاجيب وانا تارك فيكم ثقلين اولهما كتاب الله فيه الهدیٰ والنور فخذوا بكتاب الله واستمسكوا به فحث علیٰ كتاب الله ورغب فيه ثم قال واهل بيتى اذكر كم الله فى اهل بيتى اذركم الله فى اهل بيتى ۱؎ فقال له حصين و من اهل بيته أليس نساء ه من اهل بيته قال نساء ه من اهل بيته ولكن اهل بيته من حرم الصدقة بعده قال من هم قال هم آل على و آل عقيل و آل جعفر و آل عباس قال كل هولاء حرم الصدقة قال نعم ۲؎ ۔ یزید بن حیان کا بیان ہے کہ میں اور حصین بن سبرہ اور عمر بن مسلم (تینوں) زید بن ارقم کے پاس گئے۔ جب ہم ان کے پاس بیٹھ گئے تو حصین نے ان سے کہا کہ اے زید آپ نے خیر کثیر پایا ہے۔ آپ نے رسول اکرم کی زیارت کی ہے، ان کی حدیثیں سماعت کی ہیں، ان

۱؎ صحیح مسلم کے نسخوں میں اختلاف ہے۔ بعض نسخوں میں **اذکرکم الله فى اهل بيتى** دو ہی بار نقل ہوا ہے جیسا کہ زیرِ نظر کتاب میں ہے۔ صاحب جامع الاصول نے بھی یہ جملہ دو ہی بار نقل کیا ہے اور حاشیہ پر اختلاف نسخ کی بنیاد پر تیسری بار نقل کیا ہے لیکن مسلم کے اکثر نسخوں میں یہ جملہ تین ہی بار ہے۔ ابن حجر نے صواعق میں انھیں نسخوں سے روایت نقل کی ہے اور یہی صحیح ہے اس لئے کہ دوسری کتابوں سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ سنن دارمی میں یہ جملہ ہے کہ **اذكركم الله فى اهل بيتى ثلاث مرّات**۔ فرائد السمطین میں ابراہیم جوینی حموئی نے بھی زید بن ارقم سے یہی جملہ نقل کیا ہے۔

۲؎ صحیح مسلم جلد ششم صفحہ ۱۰۲ کتاب الفضائل طبع لاہور

کی معیت میں جنگوں میں شرکت کی ہے، ان کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں۔ اے زید آپ نے خیر کثیر پایا ہے۔ تو جو کچھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے سنا ہے وہ ہم سے بیان فرمایئے۔ انھوں نے جواب میں کہا بھتیجے! خدا کی قسم میری عمر بہت ہوگئی ہے اور میرا عہد پرانا ہوگیا ہے اور بعض باتیں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مجھے یاد تھیں انہیں بھول گیا ہوں۔ لہذا جو بھی تم لوگوں سے بیان کروں اُسے قبول کرلو اور جو بیان نہ کرسکوں اس کی مجھے تکلیف مت دو۔ پھر زید نے کہا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان خُم نامی تالاب کے پاس جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے کھڑے ہوئے اور خطبہ دیا۔ سو آپ نے حمد وثنائے الٰہی بیان فرمائی اور وعظ ونصیحت کی پھر اس کے بعد فرمایا کہ اے لوگو میں بھی انسان ہوں عنقریب اللہ کی طرف سے موت کا قاصد میرے پاس آئے گا اور میں قبول کرلوں گا اور میں تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں پہلی چیز اللہ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے۔ پس اللہ کی کتاب کو پکڑو اور اس کے ساتھ تمسک کرو پھر آپ نے کتاب اللہ پر عمل کرنے پر آمادہ کیا اور ترغیب دلائی پھر اس کے بعد فرمایا اور میرے اہل بیت۔ تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں خدا کو یاد دلاتا ہوں۔ تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں خدا کو یاد دلاتا ہوں۔ پھر حصین نے پوچھا کہ اے زید رسول اکرم کے اہل بیت کون ہیں کیا ان کی ازواج ان کے اہل بیت میں سے نہیں ہیں؟ زید نے کہا ازواج اہل بیت ہیں لیکن ان کے اہل بیت وہ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔ حصین نے پوچھا وہ کون ہیں تو کہا کہ وہ آل علی آل عقیل آل جعفر اور آل عباس ہیں پھر پوچھا کہ ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ تو زید نے کہا ہاں۔

۲۔ عن یزید بن حیان عن زید بن ارقم قال دخلنا علیه فقلنا له لقد رأیت خیرا کثیرا لقد صاحبت رسول الله صلی الله علیه وسلم وصلیت

خلفه وساق الحديث بنحو حديث ابی حيان غير انه قال الا وانی تارك فيكم الثقلين احدهما كتاب الله هو حبل الله من اتبعه كان على الهدىٰ ومن تركه كان على الضلالة وفيه فقلنا من اهل بيته نساء ه قال وايم الله ان المرأة تكون مع الرجل العصر من الدهر ثم يطلقها فترجع الى ابيها وقومها اهل بيته اصله وعصبته الذين حرموا الصدقة بعده [۱] (ترجمہ وحید الزماں)

یزید بن حیان سے روایت ہے انہوں نے کہا ہم زید بن ارقم کے پاس گئے اور ہم نے کہا تم نے بہت ثواب کمایا تم نے صحبت اٹھائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی، آپ کے پیچھے نماز پڑھی...... اور بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری اس میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ جاتا ہوں ایک تو اللہ کی کتاب وہ اللہ کی رسی ہے جو اس کی پیروی کرے گا ہدایت پر ہوگا اور جو اس کو چھوڑ دے گا گمراہ ہو جائے گا۔ اس روایت میں ہے کہ ہم نے کہا اہل بیت کون لوگ ہیں بی بیاں اُن کی۔ زید نے کہا نہیں قسم خدا کی عورت ایک مدت تک مرد کے ساتھ رہتی ہے پھر وہ اس کو طلاق دے دیتا ہے تو اپنے باپ اور قوم کی طرف چلی جاتی ہے۔ اہل بیت آپ کے ددھیال کے لوگ اور عصبہ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے آپ کے بعد۔

۳۔ حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ **انی تارك فيكم ما ان تمسكتم به لن تضلوا بعدی احدهما اعظم من الآخر كتاب الله حبل ممدود من السماء الى الارض وعترتی اهل بيتی ولن يتفرقا حتى يردا على الحوض فانظرو كيف تخلفونی فيهما** [۲] میں تم لوگوں کے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر

---

[۱] صحیح مسلم جلد ششم صفحہ ۱۰۳ کتاب الفضائل طبع لاہور

[۲] صحیح ترمذی جلد پنجم صفحہ ۶۲۲ حدیث نشان ۳۷۸۸

جا رہا ہوں کہ اگر اُن کو تھامے رہو گے تو ہرگز گمراہ نہیں ہو گے۔ ان میں ایک زیادہ عظیم ہے۔ اللہ کی کتاب جو آسمان سے زمین تک ایک کھنچی ہوئی رسی ہے اور دوسری چیز میری عترت ہے جو میرے اہل بیت ہیں یہ دونوں کبھی جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر ایک ساتھ وارد ہوں گے تو توجہ رکھنا کہ تم میری جگہ کتاب وعترت کے ساتھ کیا سلوک کرو گے۔

۴۔ محمد بن المثنى قال حدثنا يحيى بن حماد قال اخبرنا ابو عوانه عن سليمان قال حدثنا حبيب بن ابى ثابت عن ابى الطفيل عن زيد بن ارقم قال لمارجع النبى صلى الله عليه وآله وسلم من حجة الوداع فنزل غدير خم امر بدوحات فقمن ثم قام فقال كانى قد دعيت فاجبت انى قد تركت فيكم الثقلين احدهما اكبر من الآخر كتاب الله حبل ممدود من السماء الى الارض وعترتى اهل بيتى فانظروا كيف تخلفونى فيهما فانهما لن يفترقا حتى يردا الحوض ثم قال ان الله مولاى وانا ولى كل مومن ثم اخذ بيد على فقال من كنت وليه فهذا على وليه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه فقلت لزيد سمعته من رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال نعم وانه ماكان فى الدرجات احد الارآه بعينيه وسمعه باذنيه [۱]۔

ابوالطفیل نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع سے چلے اور غدیر خم میں آ کر ٹھہرے اور منبر رکھنے کا حکم دیا پھر اس پر کپڑا ڈالا

---

[۱] خصائص نسائی صفحہ ۹۵ (انوار علم شرح خصائص نسائی محمد امیر شاہ قادری گیلانی) طبع پشاور۔ خصائص نسائی کے دیگر نسخوں میں جو متن روایت ہے وہ اس سے کچھ مختلف ہے۔ ہمارے خیال میں زیر نظر روایت استنساخ کی غلطیوں کا شکار ہوئی ہے۔ ہم نے یہاں خصائص کے دوسرے متن کو اس لئے نقل نہیں کیا کہ کنز العمال کی روایت بہت حد تک اس کے مطابق ہے جسے ہم نقل کرنے والے ہیں۔

گیا پھر آپ نے فرمایا کہ اللہ میرا مولا ہے اور میں ہر مومن کا ولی ہوں پھر آپ نے علی کا ہاتھ پکڑ کے فرمایا جس کا میں ولی ہوں اس کا یہ علی ولی ہے۔ بارالہا تو اس شخص کو دوست رکھ جو اسے دوست رکھے اور اس شخص کو دشمن رکھ جو اس سے دشمنی کرے۔ ابوالطفیل نے پوچھا کہ آپ نے یہ رسول اللہ سے خود سنا ہے انھوں نے کہا کہ ہاں اور کوئی شخص میرے اور منبر کے درمیان ایسا نہیں تھا جس نے اپنی آنکھوں سے نہ دیکھا ہو اور اپنے کانوں سے نہ سنا ہو۔

۵۔ عن ابی الطفیل عامر بن واثله عن زید بن ارقم قال لما رجع رسول الله صلی الله علیه وسلم من حجة الوداع فنزل غدیر خم امر بدوحات فقممن ثم قام فقال کانی قددعیت فاجبت انی قد ترکت فیکم الثقلین احدهما اکبر من الآخر کتاب الله حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اهل بیتی فانظروا کیف تخلفونی فیهما فانهما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض ثم قال ان الله مولای و اناولی کل مومن ثم اخذ بید علی فقال من کنت فلیه فعلی ولیه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه فقلت لزید انت سمعته من رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال ماکان فی الدوحات احد الا قد رآه بعینیه وسمعه باذنیه [1] ابوالطفیل عامر بن واثلہ نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حجۃ الوداع سے پلٹے تو آپ نے غدیر خم میں نزول فرمایا۔ آپ نے حکم دیا تو درختوں کی صفائی کی گئی پھر آپ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ گویا میں بلایا گیا ہوں تو میں نے قبول کرلیا ہے۔ میں نے تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑی ہیں جن میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے۔ اللہ کی کتاب جو ایک

---

[1] کنز العمال جلد ششم کتاب الفضائل صفحہ ۳۹۰ حیدرآباد دکن۔

کھنچی ہوئی رسی ہے آسمان سے زمین تک اور (دوسری) میری عترت جو کہ میرے اہل بیت ہیں پس دیکھو کہ تم لوگ میرے بعد ان دونوں کے حق میں کیا کرو گے پس یہ ہرگز جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوضِ کوثر پر وارد ہوں۔ پھر ارشاد فرمایا کہ یقیناً اللہ میرا مولا ہے اور میں ہر مومن کا ولی ہوں پھر علی کا ہاتھ پکڑا اور کہا جس کا میں ولی ہوں پس علی اس کا ولی ہے بار الہا دوست رکھ اس شخص کو جو اُسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اس شخص کو جو اسے دشمن رکھے۔ ابوالطفیل کہتے ہیں کہ میں نے زید سے کہا کیا آپ نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا انہوں نے کہا کہ ان درختوں میں کوئی شخص ایسا نہیں تھا جس نے اپنی آنکھوں سے نہ دیکھا ہو اور اپنے کانوں سے نہ سنا ہو۔

۶۔ عن ابی الطفیل عن زید بن ارقم رضی الله عنه قال لما رجع رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم من حجة الوداع ونزل غدیر خم امر بدوحات فقممن قال کانی دعیت فاجبت انی قد ترکت فیکم الثقلین احدهما اکبر من الآخر کتاب الله تعالیٰ وعترتی فانظروا کیف تخلفونی فیهما فانهما لن یتفرقا حتی یردا علیّ الحوض ثم قال ان الله عزوجل مولای وانا مولیٰ کل مومن ثم اخذ بید علی رضی الله عنه فقال من کنت مولیٰه فهذا ولیه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه وذکر الحدیث بطوله هذا حدیث صحیح علیٰ شرط الشیخین ولم یخرجاه بطوله شاهده حدیث سلمة بن کهیل عن ابی الطفیل ایضا صحیح علیٰ شرطهما حدثناه ابوبکر بن اسحاق ودعلج بن احمد السنجری (قالا) انباء محمد بن ایوب ثنا الازرق بن علی ثنا حسان بن ابراهیم الکرمانی ثنا محمد بن سلمة بن

كهيل عن ابيه عن ابى الطفيل عن ابن واثلة انه سمع زيد بن ارقم رضى الله عنه يقول نزل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بين مكة والمدينة عند شجرات خمس دوحات عظام فكنس الناس ماتحت الشجرات ثم راح رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عشية فصلّٰى ثم قام خطيبا فحمد الله واثنٰى عليه وذكر و وعظ فقال ماشاء الله ان يقول ثم قال ايها الناس انى تارك فيكم امرين لن تضلوا ان اتبعتموهما وهما كتاب الله واهل بيتى عترتى ثم قال أتعلمون انى اولٰى بالمومنين من انفسهم ثلاث مرات قالوا نعم فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من كنت مولاه فعلى مولاه

[1] زید بن ارقم سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ نے حجۃ الوداع سے مراجعت فرمائی اور غدیر خم میں ٹھہرے تو حکم دیا پس درختوں کے نیچے صاف کیا گیا آپ نے فرمایا گویا کہ میں بلایا گیا ہوں تو میں نے قبول کر لیا ہے۔ میں نے تم لوگوں میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑی ہیں ان میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے اللہ کی کتاب اور میری عترت پس دیکھو کہ تم لوگ میرے بعد ان دونوں کے حق میں کیا کرو گے پس یہ دونوں جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے پھر فرمایا کہ اللہ عز و جل میرا مولا ہے اور میں ہر مومن کا مولا ہوں پھر علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ (علی) ولی ہے بار الہا اسے دوست رکھ جو اسے دوست رکھے اور اسے دشمن رکھ جو اسے دشمن رکھے ____ اور راوی نے اس حدیث کو اس کے پورے طول کے ساتھ بیان کیا۔ (حاکم لکھتے ہیں کہ) یہ حدیث شرط شیخین (بخاری و مسلم) کے مطابق صحیح ہے لیکن ان دونوں بزرگوں نے اس حدیث کو اس کے طول کے ساتھ روایت نہیں کیا

---

[1] مستدرک حاکم نیشاپوری جلد سوم صفحہ ۱۰۹ طبع محمد امین دمج بیروت

ہے۔ اس حدیث کی شاہد سلمہ بن کھیل کی حدیث ہے جسے انہوں نے بھی ابوالطفیل سے روایت کیا ہے اور یہ روایت بھی شرط شیخین کے مطابق صحیح ہے۔ سلسلۂ سند کے بیان کے بعد لکھا کہ ابوالطفیل عامر بن واثلہ نے زید بن ارقم سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ اور مدینہ کے درمیان کیلیے کے درختوں کے پاس جو پانچ بڑے بڑے درخت تھے ٹھہرے۔ پھر لوگوں نے درختوں کے نیچے صفائی کی پھر رسول اللہ نے اس جگہ قیام فرمایا اور نماز پڑھی۔ پھر آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ حمد وثنائے الٰہی بیان کی اور وعظ ونصیحت فرمائی اور وہ کچھ فرمایا جو خدا نے چاہا کہ آپ فرمائیں پھر فرمایا اے لوگو میں تم میں دو امر چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر ان دونوں کی پیروی کرو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے اور وہ دونوں اللہ کی کتاب اور میرے اھل بیت ہیں کہ جو میری عترت ہیں پھر فرمایا کیا تم لوگ جانتے ہو کہ میں مومنوں کے نفسوں سے اولیٰ ہوں۔ یہ جملہ تین بار فرمایا سب نے کہا ہاں ہم جانتے ہیں تو رسول اللہ نے فرمایا کہ جس کا میں مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں۔

احادیث کا مطالعہ

پہلی روایت سے سب سے پہلے جو بات سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت زید بن ارقم نے یہ روایت اس وقت بیان فرمائی جب ان کا سن بہت زیادہ ہو چکا تھا اور خود اپنے قول کے مطابق وہ بہت سی باتیں فراموش کر چکے تھے۔ دوسری بات یہ ہے کہ حضرت زید سے رسول اکرم کی کسی بھی حدیث کے سننے کی خواہش کی گئی تھی۔ موضوع معین نہیں تھا لیکن آپ نے وہ حدیث بیان کی جس میں غدیر خم کا تذکرہ ہے رسول اکرم کے تفصیلی خطبہ کا اور ثقلین کا تذکرہ ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ فضائل اہل بیت کے بیان میں حد درجہ کوشاں رہتے تھے۔ تیسری بات

یہ ہے کہ اس روایت میں اہل بیت کے سلسلہ میں ان کی رائے بھی درج ہے کہ اس لفظ سے کون سے اشخاص مراد ہیں۔ اس روایت میں **بلیٰ ان نساء ہ من اھل بیتہ** کا جملہ موجود ہے۔ ہمارا خیال یہ ہے کہ اسے یا تو حضرتِ زید نے تقیتہً کہا ہے یا پھر یہ جملہ الحاقی ہے کسی نے بعد میں اضافہ کردیا ہے۔ اس لئے کہ حضرت زید بن ارقم سے یہ روایت مختلف طرق واسانید سے کتبِ حدیث میں درج ہے لیکن اس روایت کے علاوہ یہ جملہ کسی بھی دوسری روایت میں نہیں ملتا اور یہ جملہ حضرت زید کی اُس دوسری روایت سے معارض ہے جس میں پوچھا گیا کہ ازواج اھل بیت ہیں یا نہیں اور زید نے انکار کیا ہے۔ ہمیں نہیں معلوم کہ حافظ مسلم نے ایسی دو روایات کیوں منتخب کیں جن میں تضاد ہے جب کہ یہ ضبطِ حدیث کے خلاف ہے۔

دوسری روایت میں اگر چہ کتاب اللہ کے ذکر کے بعد اھل بیتی نہیں ہے لیکن دو قرینوں سے اس کا تذکرہ ثابت ہے۔ پہلا قرینہ **ساق الحدیث بنحو حدیث ابی حیان** ہے اور دوسرا قرینہ یزید بن حیان کا اہل بیت کے بارے میں سوال ہے۔ اس روایت کی رو سے ازواجِ مکرمات اہل بیت میں نہیں ہیں لیکن پہلی روایت میں زید نے آل علی آل عقیل آل جعفر و آلِ عباس کو اہل بیت قرار دیا ہے۔ لفظِ اہل بیت کا مطالعہ ہم بعد میں کریں گے اور اس کا مصداق معلوم کرنے کی کوشش کریں گے۔

ان دونوں روایتوں میں فقط اہل بیتی ہے عترتی نہیں ہے اور **انھما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض** کا جملہ بھی نہیں ہے۔ ان میں اگر چہ ثقلین کے ساتھ چھوڑنے کا تذکرہ ہے۔ لیکن فقط قرآن کے اتباع اور تمسک کا حکم دیا گیا ہے جس سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ اگر چہ رسول اکرم نے دو چیزیں چھوڑی ہیں لیکن ان میں واجب الاتباع اور لازم التمسک فقط قرآن ہے۔ یہ نتیجہ اس لئے درست نہیں ہے کہ رسول اکرم کا کتاب و اہل بیت کو ایک ساتھ لفظ

ثقلین کے ساتھ بیان فرمانا ہی اس بات کی صراحت ہے کہ دونوں واجب الاتباع اور لازم التمسک ہیں۔مختلف متون کے ہوتے ہوئے حافظ مسلم بن حجاج قشیری نے ان دو متنوں کو کیوں اختیار کیا یہ ان کی مصلحت اور احتیاط کا مسئلہ ہے جس پر تبصرہ ہمارے موضوع بحث سے خارج ہے۔

اگر ہم اس حدیث کے دوسرے متون کو سرِ دست نظر انداز کر کے صرف صحیح مسلم کی پہلی روایت پر غور کریں تو اس سے بھی وہی کچھ حاصل ہوتا ہے جو دوسرے متون کا ماحصل ہے۔ واھل بیتی کا عطف اگر اولھما پر تسلیم کیا جائے تو لفظ ثانیھما کو مقدر مان کر ترجمہ یہ ہوگا کہ ثقلین کے دوسرے اہل بیت ہیں۔ علامہ وحید الزماں نے اپنے ترجمہ میں اہل بیت کے لئے قوسین میں "دوسری" کا لفظ اسی بنیاد پر اضافہ فرمایا ہے۔ اگرچہ اس تقدیر کی چنداں ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ لفظِ ثقلین اور اولھما کے بعد واھل بیتی کا ظاہر اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ ثقلین کے دوسرے ہیں۔ رسول اکرم نے ثقلین کہہ کر اہل بیت کو قرآنِ مجید کا قرین قرار دیا ہے یعنی یہ لوگ قرآن کی ساری صفات میں اس کے قرین ہیں اور قرآن کی ایک صفت لازم الاتباع ہونا بھی ہے لہٰذا اہل بیت بھی قرآن ہی کی طرح لازم الاتباع ہوں گے۔ اور اگر واھل بیتی کا عطف بکتاب اللہ پر ہو تو اس کا ترجمہ یہ ہوگا کہ کتابِ خدا سے تمسک کرو اور اہل بیت سے بھی اور انہیں دونوں سے معارف و احکام اخذ کرو۔ ان دو صورتوں کے علاوہ عطف کی تیسری کوئی معقول صورت نظر نہیں آتی۔

تیسری روایت میں ایک ساتھ کتاب وعترت سے تمسک کا حکم ہے کہ اگر امت ان دونوں سے متمسک رہے گی تو گمراہی سے محفوظ رہے گی جس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر ان دونوں میں سے ایک سے بھی تمسک چھوڑا تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ اس روایت میں بعدی کا لفظ بھی ہے جو ہمیں

یکون بعدی اثنا عشر خلیفہ کی حدیث کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ اس روایت میں قرآنِ مجید کو حبلِ ممدود (تنی ہوئی رسی) کہا گیا ہے۔ زبانِ رسالت نے اہل بیت کو بھی حبل ممدود فرمایا ہے۔ قال **رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فاطمة مهجة قلبي وابناها ثمرة فوادي وبعلها نور بصري والائمة من ولدها امناء ربي وحبله الممدود بينه وبين خلقه من اعتصم بهم نجى ومن تخلف عنهم هلك والى جهنم سلك**[1]

فاطمہ میری روحِ دل ہے اور اس کے بیٹے میرا میوۂ دل ہیں اور اس کا شوہر میرا نورِ نگاہ ہے اور اس کی اولاد میں جو ائمہ ہیں وہ میرے رب کے امانتدار ہیں اور خدا و خلقِ خدا کے درمیان حبلِ ممدود ہیں۔ جس نے حبل کو تھام لیا وہ نجات یافتہ ہے اور جو اس رسّی سے روگرداں ہوا وہ ہلاک ہوا اور جہنم میں گیا۔

چوتھی اور پانچویں روایت میں حدیث ثقلین اور حدیثِ غدیر کو ایک ساتھ بیان کیا گیا ہے اور کتاب و عترت کے لئے ایک ساتھ وصیت فرمائی گئی ہے۔ حضرت زید کے بیان کے مطابق رسول اکرم نے یہ روایت حجۃ الوداع سے واپسی میں بیان فرمائی یعنی اس کے سننے والے ہزار ہا ہزار صحابۂ کرام ہیں۔

چھٹیں روایت جو مستدرک حاکم سے نقل ہوئی ہے وہی ہے جو خصائص نسائی کے نسخوں میں ہے اور اس کے روات بھی ایک ہیں۔ یہی روایت مختصری تبدیلی کے ساتھ کنز العمال میں بھی ہے۔ یہ حوالے ایک دوسرے کی تائید و تقویت کا سبب ہیں۔ حاکم نیشاپوری نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے اور ان شرطوں پر پوری اترتی ہے جو شیخین نے استخراج حدیث کے لئے

---

[1] فرائد السمطین جلد دوم باب ۱۵ حدیث ۳۹۰۔ اس کے علاوہ ینابیع اور مقتل خوارزمی میں بھی یہ روایت موجود ہے۔

معین فرمائی ہیں [۱]۔ حاکم کو اس حدیث کی صحت پر اتنا اعتماد ہے کہ انہوں نے اس کی تائید میں سلمہ بن کہیل سے ایک حدیث نقل کی ہے اور اسے بھی شرط شیخین پر صحیح قرار دیا ہے۔ مستدرک کی پہلی روایت میں **ذکر الحدیث بطوله** اور دوسری روایت میں **فقال ماشاء الله ان یقول** بہت کلیدی جملے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ غدیر خم میں رسول اکرم نے بہت تفصیلی خطبہ دیا تھا اور حضرت زید بن ارقم نے اس کے تفصیلات بھی بیان فرمائے تھے جو آج ہمارے پاس نہیں ہیں۔ ہمارے پچھلے بیان کی روشنی میں یہ خیال مزید تقویت پاتا ہے کہ اس میں خلفاء اثنا عشر کا بھی ذکر تھا جو دست برد سے نہ بچ سکا۔

روایات کا اختلاف

ہم نے حضرت زید بن ارقم کی روایت کردہ حدیث ثقلین کے مختلف متون کے مطالعہ سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ آپ نے تقیہ اور سیاسی حالات کی ناہمواری کے سبب غدیر خم، ولایت علی اور فضائل اہل بیت کے بیان کرنے میں یہ احتیاط برتی ہے کہ اسے مختلف طریقوں سے مختلف موقعوں پر بیان فرمایا ہے۔ ہمارے اس دعوے کی دلیل یہ حدیث بھی ہے **عن عطية العوفی قال سئلت زيد بن ارقم فقلت له ان ختنالی حدثنی عنك بحديث فی شان علی رضی الله تعالٰی عنه يوم غدير خم فانا احب ان اسمعه منك فقال انكم معشر اهل العراق فيكم مافيكم فقلت له ليس عليك منی باس قال نعم كنا**

---

[۱] اس روایت میں اھل بیت کا ذکر پہلے اور عترت کا بعد میں ہے اور دوسری روایتوں میں عترت پہلے اور اھل بیت بعد میں ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ زبانِ رسالت ہمیں یہ بتلانا چاہتی ہے کہ عترت اور اہل بیت مخصوص اصطلاح کے طور پر مترادف اور ہم معنی ہیں۔ رسول اکرم کا اولی بالمومنین من انفسہم فرما کر علی کی مولائیت کا اعلان کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ جن معنوں میں رسول اکرم اولی ہیں انہیں معنوں میں علی مولا ہیں۔

بالجحفة فخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم الينا ظهرا وهو آخذ بعضد علي رضى الله تعالىٰ عنه فقال ايها الناس ألستم تعلمون انی اولیٰ بالمومنين من انفسهم قالوا بلیٰ قال فمن كنت مولاه فعلی مولاه قال فقلت له هل قال اللهم وال من والاه وعاد من عاداه قال انما اخبرك كما سمعت

۱ عطیہ عوفی سے منقول ہے کہ میں نے زید بن ارقم سے پوچھا کہ میرا ایک داماد ہے اس نے آپ کے حوالے سے علی رضی اللہ عنہ کی شان میں غدیر خم کی ایک حدیث بیان کی ہے میں اسے آپ کی زبان سے سننا چاہتا ہوں زید نے کہا کہ اے عراق والو تم میں جو (علی کی دشمنی) ہے وہ میں خوب جانتا ہوں اس پر میں نے کہا کہ آپ مجھ سے خوف زدہ نہ ہوں۔ زید نے کہا کہ اچھا، ہم جحفہ میں تھے کہ رسول اکرم ظہر کے وقت ہماری طرف تشریف لائے اور وہ علی رضی اللہ عنہ کا بازو پکڑے ہوئے تھے پس فرمایا کہ اے لوگو کیا تم نہیں جانتے ہو کہ میں مومنین کے نفسوں پر اولیٰ بالتصرف ہوں سب نے کہا کہ ہاں درست ہے آپ نے فرمایا جس کا میں مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں۔ میں نے زید سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ **اللهم وال من والاه وعاد من عاداه** زید نے کہا بس میں نے جو کچھ سنا تھا وہ تمہیں بتلا رہا ہوں۔

یہ روایت بخوبی اس بات کو واضح کرتی ہے کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فضائل علی واہل بیت کے بیان کرنے میں دشمنانِ علی سے خائف رہتے تھے لہٰذا بہت احتیاط سے کام لیتے تھے۔ اس کا دوسرا ثبوت بھی اسی روایت میں موجود ہے کہ آپ نے **اللهم وال من والاه وعاد من عاداه** کو پوچھنے پر بھی بیان نہیں فرمایا جب کہ ہماری درج کردہ چوتھی اور پانچویں روایت میں کسی سوال کے بغیر ہی یہ جملہ بیان فرما دیا ہے۔

---

۱ مسند احمد بن حنبل جلد چہارم صفحہ ۳۶۸ مطبع میمنیہ مصر

فہمِ حدیث کے رُخ

حدیث ثقلین کے مبارک اور پاکیزہ الفاظ اور متون سے استفادہ کرنے کے بعد ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ ہمارے لائق اور ذی علم حدیث شناسوں نے اس روایت کو کس طرح سمجھنے اور برتنے کی کوشش کی ہے۔ اختصار کے سبب صرف چند حوالوں کا تذکرہ کیا جائے گا۔

صواعقِ محرقہ

ابن حجر کی تحریر کا مفہوم حسب ذیل ہے۔ رسول اکرم نے قرآن اور اپنی عترت کو کہ جو اہل ونسل ورہط کے معنی میں ہے ثقلین فرمایا ہے اس لئے کہ ثقل ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو نفیس، عظیم الشان اور محفوظ ہو اور یہ دونوں ایسے ہی ہیں اس لئے کہ ان میں سے ہر ایک علوم لدنیہ اور علمی اسرار وحکم اور احکام شرعیہ کا معدن ہیں لہٰذا آپ نے ان دونوں کی اقتداء کی ترغیب دی ہے ان سے تمسک اور علم حاصل کرنے کی ترغیب دی ہے اور فرمایا ہے کہ حمد ہے اس اللہ کی جس نے ہم اہل بیت میں حکمت کو قرار دیا ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ انہیں اس لئے بھی ثقلین کہا گیا ہے کہ ان کے حقوق کی رعایت واجب ہے اور اہل بیت میں سے جن لوگوں کے لئے یہ ترغیب دی گئی ہے یہ وہ ہیں جو کتاب اللہ اور سنت رسول کے عالم اور عارف ہیں اور یہ وہی مخصوص لوگ ہیں جو

حوض پر وارد ہونے تک کتاب اللہ سے جدا نہیں ہوں گے اور حدیثِ سابق میں آپ نے فرمایا ہے کہ انہیں تعلیم مت دو کہ وہ تم سب سے اعلم ہیں ہمارے اس قول کی تائید ہے اور یہ لوگ اس صفت کی وجہ سے باقی علماء سے ممتاز ہیں اس لئے کہ خداوند عالم نے رجس اور گناہ کو ان سے دور رکھا ہے اور انہیں پاک رکھا ہے اور انہیں کراماتِ باہرہ اور فضائلِ کثیرہ سے شرف یاب کیا ہے جیسا کہ بعض باتیں ذکر ہو چکی ہیں۔ یہ حدیث آگے آئے گی کہ رسول اکرم نے فرمایا کہ قریش سے علم حاصل کرو اس لئے کہ وہ تم سے اعلم ہیں جب قریش کے لئے یہ عموم ثابت ہے تو اہل بیت تو قریش سے بہت زیادہ اولیٰ ہیں اس لئے کہ ان میں ایسی خصوصیات ہیں جس میں دیگر قریش شریک نہیں ہیں۔ وہ حدیثیں جن میں اہل بیت سے تمسک کی ترغیب دی گئی ہے اُن میں یہ اشارہ بھی ہے کہ اہل بیت میں ایسا فرد قیامت تک رہے گا جس میں اہلیت ہو کہ لوگ اس سے متمسک ہوں جیسا کہ قرآن بھی منقطع نہیں ہوگا اور قیامت تک رہے گا۔ یہی سبب ہے کہ حدیث میں ارشاد ہے کہ میرے اہل بیت زمین کے لئے امان ہیں جیسا کہ یہ روایت آگے آئے گی اور سابق میں یہ حدیث گزر چکی ہے کہ میری امت کے ہر زمانے میں میرے اہل بیت سے ایک عادل موجود ہوگا الخ یہ بھی اسی بات کی دلیل ہے۔ پس اہل بیت میں اہل ترین شخص جس سے تمسک کیا جاسکتا ہے اہل بیت کے امام اور عالم علی ابن ابیطالب ہیں اور اس کا سبب ان کا کثیر علم اور دقیق استنباط ہے جیسا کہ گزر چکا۔ اسی سبب سے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ علی عترتِ رسول ہیں یعنی وہ شخص ہیں جس کے لئے رسول نے فرمایا کہ اس سے تمسک کرو اسی لئے ابوبکر نے ان کو عترت کے ساتھ مخصوص کیا ہے اور رسول نے غدیر خم میں بھی علی کو مخصوص کیا تھا جیسا کہ بیان ہو چکا۔ [1]

---

[1] صواعق محرقہ (عربی) صفحہ ۱۳۳ حسب ضرورت اردو ترجمہ

تحفۂ اثنا عشریہ

باید دانست کہ باتفاق شیعہ وسنی ایں حدیث ثابت است کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمودانی تارك فيكم الثقلين تمسكتم بهما لن تضلوا بعدی احدهما اعظم من الآخر كتاب الله وعترتى اهل بيتى ہر آئینہ می گزاشتیم درشادو چیز گرانقدر آنچہ اگر گرفتید بآن ہرگز گمراہ نشوید بعد من یکی ازان ہر دو بزرگ تر است از دیگر قرآن شریف واولاد از اہل بیت من پس معلوم شد کہ در مقدماتِ دینی واحکامِ شرعی مارا پیغمبر حوالہ باین دو چیز عظیم القدر فرمودہ است پس مذہبی کہ مخالفِ این دو باشد در امورِ شرعیہ عقیدۃً وعملاً باطل ونامعتبر است وہر کہ انکار این دو بزرگ نماید گمراہ وخارج از دین [1]۔

تحفۃ الاخیار

عربی متنِ حدیث اور ترجمہ کے بعد فائدہ کے عنوان سے یہ عبارت ہے۔ روایت ہے کہ ہجری نویں سال جب حضرت حجۃ الوداع کرکے پھرے اور مکے مدینہ کے درمیان اس مقام پر پہونچے جس کا غدیر خم نام ہے تو حضرت نے خطبہ پڑھا۔ خدا کا حمد کیا اور نصیحت کی اور یہ حدیث فرمائی۔ تمام عرب کے گروہ حجۃ الوداع میں حضرت کے ساتھ تھے اور غدیر خم تک حضرت کے ساتھ آئے یہاں سے ہر ایک کی راہیں بٹ تھیں وہاں حضرت نے سب عرب کو قرآن اور اہل بیت کی تعظیم جتادی اس واسطے کہ حضرت کو معلوم تھا کہ امت میں اختلاف پڑے گا۔ قرآن کے مضمون سے لوگ غفلت کریں گے اور اہل بیت کی تعظیم اور محبت میں بعضے لوگ قصور کریں گے بلکہ محبت کہاں عداوت پر کمر باندھیں گے جیسے کہ خارجی اور ناصبی سو فرمایا کہ میری موت قریب ہے میں ہمیشہ زندہ نہیں رہ سکتا کہ مجھ سے ہر چیز کی دریافت کرتے رہو میرے بعد ہدایت کی

---

[1] تحفۂ اثنا عشریہ عبدالعزیز دہلوی تتمہ باب چہارم صفحہ ۲۰۱

صورت یہی ہے کہ قرآن پر عمل کیجو کہ اس میں سراسر نور اور ہدایت ہے ہر ایک چیز مجمل اور مفصل اس میں موجود ہے اور اہل بیت کی تعظیم اور محبت کرنا کہ وے قرآن کی تفسیر ہیں اہل بیت کہتے ہیں گھر والوں کو سو حضرت کی بی بیاں اور حضرت کی اولاد سب اہل بیت میں داخل ہیں ہندوستان میں بھی بی بی کو گھر کے لوگ بولتے ہیں۔ بی بی کو اہل بیت میں داخل نہ کرنا یا تو جہالت ہے یا تعصب۔ بارے الحمدللہ کہ اس حدیث پر پورا عمل اہل سنت کو نصیب ہوا اس واسطے کہ ان کا عقیدہ اور عمل قرآن کے موافق ہے قرآن کے ہوتے کسی چیز پر عمل نہیں کرتے اور تمام اہل بیت کی محبت اور تعظیم واجب جانتے ہیں بخلاف خارجیوں اور ناصبیوں کے کہ اکثر اہل بیت سے عداوت وے رکھتے ہیں اور شیعہ کا تو عجب حال ہے کہ ہر چند آپ کو اہل بیت کا دوست کہتے ہیں لیکن حضرت کی بی بیوں کو اہل بیت میں نہیں داخل کرتے صرف حضرت فاطمہ کی اولاد کو اہل بیت میں گنتے ہیں سو اون میں بھی بہت امام زادوں کو بد کہتے ہیں تو حقیقت میں وے سب اہل بیت کے دوست نہ ٹھہرے ایسی واہی محبت کا دین میں کچھ اعتبار نہیں جیسے قرآن کی بعضے سورت کو ماننا اور بعضے سورت کا انکار کرنا درست نہیں اور قرآن کو تو شیعہ نے صاف جواب دیا ہے کہتے ہیں کہ سوائے اماموں کے قرآن کا مطلب کوئی نہیں بوجھتا تو گویا ان کے نزدیک قرآن مجید توریت و انجیل کی طرح منسوخ العمل ہے تو صاف ظاہر ہوا کہ اہل سنت کے سوائے اس حدیث پر عمل کسی کو نصیب نہیں۔ ؎[1]

تفسیر مظہری

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ صوفیہ کے طریقے پر چلنا اور فقراء کے دامن سے وابستہ ہونا ایسا ہی فرض ہے جیسے کتاب اللہ کی تلاوت اور اس کے احکام کو سیکھنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

؎[1] تحفۃ الاخیار ترجمہ مشارق الانوار رضی الدین بن حسن صغانی صفحہ ۳۳۵ (ترجمہ) طبع قدیم ہندوستان

وسلم نے فرمایا تھا میں نے تم میں دو عظیم الشان چیزیں چھوڑی ہیں (ایک) کتاب اللہ (دوسری) اپنی آل۔ پس اللہ کی کتاب کو استنباط احکام، درستیٔ اعمال، نصیحت پذیری اور مدارج قرب کی ترقی کے لئے پکڑنا ضروری ہے اور مرضیٔ خدا کے مطابق باطن کی صفائی اور نفس کے تزکیہ کے لئے آل رسول کے دامن سے وابستہ ہونا بھی لازم ہے۔ [۱]

میں کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعد قیامت تک ہونے والے اپنے جانشینوں کی طرف ہماری رہنمائی فرمادی ہے۔ حضرت زید بن ارقم کی روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے مجمع میں کھڑے ہوکر خطبہ دیا اور اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا لوگو میں محض ایک آدمی ہوں عنقریب میرے رب کا قاصد میرے پاس آئے گا اور میں اس کی دعوت قبول کروں گا۔ میں تمہارے اندر دو بڑی عظمت والی چیزیں چھوڑ رہا ہوں پہلی کتاب اللہ ہے جس کے اندر ہدایت اور نور ہے تم اللہ کی کتاب کو پکڑلو اور مضبوطی کے ساتھ تھامے رہو (دوسری چیز) میرے اہل بیت ہیں میں اپنے اہل بیت کے متعلق تم کو اللہ (کے احکام اور خوف) کی یاد دلاتا ہوں۔ دوسری روایت میں آیا ہے کہ اللہ کی کتاب ہی اللہ تک پہنچنے کا ذریعہ ہے جو اس کے حکم پر چلے گا ہدایت پر ہوگا اور جو اس کو چھوڑ دے گا گمراہ ہوگا۔ ترمذی کی روایت کے یہ الفاظ ہیں کہ میں تمہارے اندر ایسی چیز چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم اس کو تھامے رہو گے تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہوگے (یہ دو چیزیں ہیں جن میں سے) ایک دوسری سے مرتبہ میں زائد ہے۔ ایک اللہ کی کتاب ہے جو آسمان سے زمین تک ایک آویختہ رسّی ہے (اس کو پکڑ کر آسمان تک پہنچا جاسکتا ہے) (دوسری چیز) میری عترت یعنی میرے اہل بیت ہیں حوض پر اترنے کے وقت تک یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے اس لئے تم کو دیکھنا چاہئے کہ ان دونوں کے معاملہ

---

[۱] تفسیر مظہری اردو ترجمہ جلد دوم صفحہ ۱۶۱

میں تم میری نیابت کس طرح کرتے ہو۔ ترمذی کی روایت ہے کہ حضرت جابر نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے حج میں عرفہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی اونٹنی قصواء پر سوار ہونے کی حالت میں خطبہ دیتے دیکھا آپ فرمارہے تھے لوگو میں نے تمہارے اندر ایسی چیز چھوڑی ہے کہ اگر اس کو پکڑ لوگے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے اللہ کی کتاب اور اپنی عترت یعنی اہل بیت۔ میں کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل بیت کو پکڑے رہنے کا اس لئے مشورہ دیا کہ اہل بیت ہی ولایت کے سلسلے میں راہنمائی کے قطب ہیں۔ اگلے اور پچھلوں میں کوئی بھی ان کے وسیلہ کے بغیر درجۂ ولایت تک نہیں پہنچ سکتا۔ نمبر اول حضرت علی کا ہے پھر آپ کے صاحب زادگان ہیں حسن عسکری تک یہ سلسلہ آتا ہے اور آخری نمبر غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر جیلانی کا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح بیان کیا ہے۔ ان کے بعد دوسرے اولیاء اور علماء امت کا مرتبہ ہے جو بطور وارث اہل بیت کے حکم میں داخل ہیں کیونکہ سب کے سب اہل بیت ہی کے تابع ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ [1]

ابن ابی حاتم طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس کا بیان نقل کیا ہے کہ حضور سے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ آپ کے قرابت داروں سے کون لوگ مراد ہیں فرمایا علی اور فاطمہ اور ان کے دونوں بیٹے [2] اسی لئے میرے نزدیک آیت مذکورہ میں مودت فی القربیٰ کی یہی تفسیر زیادہ صحیح ہے کہ میں تم سے بس یہ چاہتا ہوں کہ میرے اقرباء میرے اہل بیت اور میری اولاد سے محبت کرو۔ رسول اللہ تو آخری نبی تھے آپ کے بعد اور کوئی نبی ہونے والا نہ تھا۔ آپ

---

[1] تفسیر مظہری جلد دوم صفحہ ۳۱۵
[2] تفسیر مظہری جلد دوم صفحہ ۳۱۵

کے بعد فرضِ تبلیغ کو ادا کرنے والے علماء امت ہی ہیں۔ علماء ظاہر ہوں یا علماء باطن (یعنی فقہاء و محدثین ہوں یا ائمہ تصوف)۔ اللہ نے اپنے نبی کو اسی لئے حکم دیا ہے کہ آپ امت کو اپنے اہل بیت سے محبت رکھنے کی تبلیغ کریں کیونکہ امام المسلمین حضرت علی اور ائمہ اہل بیت جو آپ کی نسل میں سے ہوئے کمالاتِ ولایت کے قطب تھے۔ اسی وجہ سے رسول اللہ نے ارشاد فرمایا تھا کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس شہر (میں داخل ہونے) کا دروازہ ہیں رواہ البزار والطبرانی عن جابر۔ اس روایت کی تائیدی شواہد وہ حدیثیں بھی ہیں جن کے راوی حضرت ابن عمر حضرت ابن عباس اور حضرت علی ہیں۔ حاکم نے بھی اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ یہی باعث ہے کہ اکثر مشائخ کے سلسلے ائمہ اہل بیت تک پہنچ کر ختم ہو جاتے ہیں۔ سادات عظام میں بہت کثرت سے اولیاء ہوئے ہیں جیسے غوث الثقلین محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی حسنی حسینی اور شیخ بہاء الدین نقشبند اور سید مودود چشتی اور سید معین الدین چشتی اور سید ابوالحسن شاذلی وغیرہ۔ یہی مراد ہے حدیث مبارک **انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی** کی۔ [۱]

لغات الحدیث

خلفت فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی میں تم میں دو بھاری گراں قدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک تو اللہ کی کتاب قرآن دوسرے میری عترت (یعنی خاص الخاص قریب کے رشتے دار وہ عبدالمطلب کی اولاد ہیں بعضوں نے کہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد اور حضرت علی کی اولاد۔ بعضوں نے کہا آپ کے سب عزیز و اقارب عترت میں داخل ہیں)۔

پھر ایک طویل فاصلے کے بعد امامیہ کی ایک روایت نقل کی ہے۔ اس کے بعد پھر ایک

---

[۱] تفسیر مظہری جلد دوم صفحہ ۳۱۷

روایت نقل کی ہے **سئل من عترة النبی صلی الله علیه وسلم فقال اصحاب العباء** حضرت علی سے پوچھا گیا عترت سے کون لوگ مراد ہیں؟ فرمایا وہ لوگ ہیں جن کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کملی میں داخل کیا تھا (مباہلہ کے موقع پر یعنی حضرت فاطمہ اور حضرت علی اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام۔ [۱]

یہ کثیر حوالوں میں سے صرف چند ہیں اور انہیں نقل کرنے کی غرض صرف یہ ہے کہ یہ معلوم ہو جائے کہ صاحبانِ فہم وفکر نے حدیث ثقلین کو کس طرح سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ ابن حجر ہیثمی کا کہنا ہے کہ کتاب وعترت میں سے دونوں ہی علوم لدنیہ اور علمی اسرار وحکم اور احکام شرعیہ کا معدن ہیں اور یہ کہ ------ وہ حدیثیں جن میں اہل بیت سے تمسک کی ترغیب دی گئی ہے ان میں یہ اشارہ بھی ہے کہ اہل بیت میں ایسا فرد قیامت تک رہے گا جس میں یہ اہلیت ہے کہ لوگ اس سے متمسک ہوں۔ عبدالعزیز دہلوی کا بیان ہے کہ رسول اکرم نے پوری امت کو مقدمات دینی اور احکام شرعی میں کتاب وعترت کے حوالے کیا ہے لہٰذا وہ مسلک جو اُمورِ شرعیہ میں ان دونوں کا مخالف ہو وہ عقیدۃً وعملاً باطل اور نامعتبر ہے اور ان دونوں کا منکر گمراہ اور دین سے خارج ہے۔ صاحب تحفۃ الاخیار کے قول کے مطابق اہل بیت قرآن کی تفسیر ہیں۔ صاحبِ تفسیرِ مظہری کی نگاہ میں رسول اکرم نے اپنے بعد قیامت تک کے جانشینوں کی رہنمائی فرمادی ہے اور وہ ہیں کتاب وعترت۔ علامہ وحید الزماں کی روایت کے مطابق عترت سے مراد علی، فاطمہ، حسن اور حسین ہیں۔

ان بیانات کے ساتھ ہی ذہنی تحفظات بھی قابلِ ملاحظہ ہیں کہ صاحب تحفۃ الاخیار تحریر فرماتے ہیں کہ اہل بیت قرآن کی تفسیر ہیں لہٰذا اہل بیت کی تعظیم اور محبت کرنا۔ اب کس سے اس

---

[۱] لغات الحدیث جلد سوم کتاب ع صفحہ ۱۶

سوال کا جواب پوچھا جائے کہ جو لوگ قرآن کی تفسیر ہوں اُن سے صرف محبت و تعظیم کا سلوک کرنا ہے یا قرآن کے علوم و معارف بھی حاصل کرنے ہیں؟ آگے تحریر فرماتے ہیں کہ شیعوں کے خیال کے مطابق سوائے اماموں کے قرآن کا مطلب کوئی نہیں بوجھتا اب یہ کون پوچھے اور کس سے پوچھے کہ جب وہ قرآن کی تفسیر ہیں تو اب امت میں کون ہے جو اُن سے ہٹ کر قرآن کا مطلب بتا سکے؟۔ صاحب تفسیر مظہری نے اہل بیت کی پوری افادیت کو باطن کی صفائی اور نفس کے تزکیہ میں منحصر کر دیا ہے اور انہیں رسول اکرم کے دوسرے امور کی جانشینی سے بے تعلق قرار دیا ہے جب کہ ایسی کوئی روایت کسی کتاب میں تلاش کے باوجود نہیں ملتی۔ بلکہ اسی بحث میں صاحب تفسیر نے یہ حدیث بھی نقل کی ہے کہ میں نے تمہارے اندر ایسی چیز چھوڑی ہے کہ اگر اس کو پکڑ لو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے اللہ کی کتاب اور اپنی عترت یعنی اہل بیت۔ اس روایت کی صراحت یہ ہے کہ جن جن چیزوں میں قرآن کو پکڑنا ہے انہیں میں اہل بیت کو بھی پکڑنا ہے۔ اتنی صریح نص کے ہوتے ہوئے اپنے قیاس سے اسے محدود کرنا دین کے ساتھ سنجیدہ نہ ہونے کی دلیل ہے۔ شامی نے تحریر کیا ہے کہ **والتعليل فى مقابلة النص مردود**۔ اسی طرح حافظ ابن حجر عسقلانی نے ایک مقام پر یہ تحریر کیا ہے کہ **وانكر ابن تيمية فى كتاب الرد على ابن المطهر الرافضى** [۱] **المواخاة بين المهاجرين وخصوصاً مواخاة النبى صلى الله عليه وسلم لعلىّ قال لان المواخاة شرعت لارفاق بعضهم بعضا وليتالف قلوب بعضهم بعضا فلا معنى مواخاة النبى لاحد منهم ولالمواخاة مهاجرى لمهاجرى وهذارد النص بالقياس** [۲]۔ ابن تیمیہ نے ابن مطہر رافضی کی رد میں جو

۱۔ ابن مطہر رافضی سے مراد علامہ حلی ہیں۔ ہم شائستگی تحریر پر کوئی تبصرہ نہیں کرنا چاہتے۔
۲۔ فتح الباری جلد ہفتم صفحہ ۱۹۲

کتاب (منہاج السنۃ) لکھی ہے اس میں مہاجرین کی مواخات کا اور خصوصاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو جو اپنا بھائی قرار دیا تھا اس کا انکار کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ شریعت میں مواخات اس لئے تھی کہ لوگ ایک دوسرے سے تعاون حاصل کریں اور ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے اُلفت رہے لہٰذا یہ بے معنی بات ہے کہ نبی اکرم کسی کو اپنا بھائی بنائیں اور یہ بھی بے معنی ہے کہ کوئی مہاجر کسی مہاجر کا بھائی بنایا جائے۔ ابن تیمیہ کی یہ بات نص کو قیاس سے رد کرنا ہے------ ہم نے یہ حوالہ صرف بطورِ نمونہ نقل کیا ہے کہ فضائلِ اہل بیت کی روایات میں محققین و محدثین کس جرأت کے ساتھ نص کے مقابلہ میں قیاس سے کام لیتے ہیں ------ ورنہ اگر حوالے نقل[۱] کئے جائیں تو ہزار صفحات بھی ناکافی ہوں گے۔

صاحب تفسیر مظہری اسی حوالہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ اہل بیت کے بعد دوسرے اولیاء اور علماء امت کا مرتبہ ہے جو بطورِ وارث اہل بیت کے حکم میں داخل ہیں کیونکہ سب کے سب اہل بیت ہی کے تابع ہیں۔ اس جملہ کی رکاکت اور سخافت اگرچہ تشریح کی محتاج نہیں ہے لیکن ایک سوال ضروری ہے کہ جن اہل بیت میں بہ نصِ رسول جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا[۱] داخل نہ ہوسکیں اُن میں امت کے علماء کو داخل کرنے کا اختیار کیسے حاصل ہوگیا؟ آگے کی سطر میں رسول اکرم کی یہ روایت نقل کی ہے کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں تو کیا صاحبِ تفسیرِ مظہری کے فتوے کی رو سے ان علماء کو بطورِ وارث انبیاء کے حکم میں داخل سمجھا جائے؟ تفو برتو اے چرخ گردان تفو

اسی قسم کی ایک تحریر ہمیں یہ بھی ملتی ہے کہ ائمہ اہل بیت علیہم السلام کا اکثر اہتمام افاداتِ باطنی میں زائد رہا **وهو المفهوم من حديث انی تارك فيكم الثقلين كتاب الله و عترتی** [۲]۔ یہ بھی تفسیر مظہری کی طرح دعوائے بے دلیل ہے اور دوسرا دعویٰ کہ حدیث سے

۱۔ جامع ترمذی ترجمہ جلد دوم صفحہ ۵۸۸ طبع کراچی

۲۔ فتاوائے اشرفیہ اشرف علی تھانوی جلد چہارم صفحہ ۱۳۴

یہی مطالب سمجھ میں آتا ہے، بے دلیل تر ہے۔ ان اکابرِ محققین نے روایات کی قوت کو دیکھ کر ایک مصالحانہ تاویل کی کوشش کی ہے کہ ان کے طے کردہ مسلّمات پر بھی آنچ نہ آئے اور قول رسول پر عمل کی بھی کوئی صورت نکل آئے ورنہ درحقیقت رسول اکرم کے اس حکم عام کو صرف افادات باطن میں منحصر کرنا نص کے مقابل اجتہاد کرنا ہے۔

نظامِ مقصود

صوبۂ سرحد کے ایک محدث کی ایک کتاب بعنوانِ نظامِ مقصود ہمارے سامنے ہے ہم اس کتاب سے حدیثِ ثقلین کے سلسلہ میں کچھ اقتباسات یہاں نقل کر رہے ہیں۔

۱۔ امام احمد کی کتاب المناقب میں حذیفہ بن یمان کا بیان ہے کہ ہادیٔ عالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے ساتھ نماز ظہر ادا کر کے ہماری جانب منہ کر کے فرمایا معاشر .

اصحابی اوصیکم بتقوی اللہ والعمل بطاعته وانی اُدعٰی فاجیب وانی تارك فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اهل بیتی ان تمسکتم بهما لن تضلوا وانهما لن یفترقا حتیّٰ یردا علی الحوض فتعلموا منهم ولاتعلموهم فانهم اعلم منکم ۔اے میرے صحابہ کے گروہ میں تمہیں اللہ کے تقوے کی وصیت کرتا ہوں اور اس کی فرماں برداری کے ساتھ عمل کرنے کی اور مجھے بلایا جاتا ہے تو میں قبول کروں گا اور بے شک میں چھوڑنے والا ہوں تم میں ثقلین (دو عظیم الشان چیزیں) اللہ کی کتاب اور اپنی اولاد اہل بیت۔ اگر تم ان ہر دو سے پنجہ مارے رہو گے (ان کی معیت واطاعت میں) ہرگز کبھی گمراہ نہ ہو گے اور بے شک وہ دونوں آپس میں بھی ہرگز کبھی جدا نہ ہوں گی حتیٰ کہ حوض پر پہونچ جاویں تو ان سے سیکھو ان کے استاد نہ بنو کہ وہ تم سے بہتر علم والے ہیں [1]۔

---

[1] نظام مقصود شرح سلام محمود ابو مسعود خواجہ سید محمود شاہ محدث ہزاروی (حویلیاں ضلع ہزارہ) صفحہ ۴۷۰/۴۷۱

۲۔ کتاب المناقب میں ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ دیا تو یوں خطاب فرمایا **یا معشر المومنین ان اللہ عزوجل اوحیٰ الیّ انّی مقبوض اقول لکم قولا ان عملتم به نجوتم وان ترکتموه هلکتم ان اهل بیتی وعترتی هم خاصّتی وحامتی وانکم مسئولون عن الثقلین کتاب اللہ وعترتی ان تمسکتم بهما لن تضلوا فانظروا کیف تخلفونی فیهما۔** اے اہل ایمان لوگوں کے گروہو بے شک اللہ عزوجل نے مجھے وحی فرمائی ہے کہ قبض کیا جانے والا ہوں۔ میں تمہارے لئے ایک ایسی بات کہتا ہوں کہ اگر تم نے اس کے ساتھ عمل کیا تو تم نے نجات پائی اور اگر اسے تم نے چھوڑ دیا تو تم ہلاک ہوئے بے شک میری اہل بیت اور میری اولاد کے لوگ میرے خصوصی چیدہ و برگزیدہ لوگ ہیں اور میری نگہداشت وحمایت والے ہیں اور بے شک تم سب سے ثقلین کے متعلق سوال ہوتا ہے جو کتاب خدا اور میری اولاد (پر مشتمل) ہے اگر تم نے ان دونوں سے تمسک کیا ان کے دامن گیر رہے ہرگز گمراہ نہ ہوگے تو دیکھو تم میرے بعد ان کے حق میں کیسے رہتے ہو۔ [1]

۳۔ کتاب المناقب شریف میں ابی ذر سے مروی ہے کہ علی نے طلحہ، عبدالرحمٰن بن عوف اور سعید بن ابی وقاص کو فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ **انی تارك فیكم الثقلین كتاب الله وعترتی اهل بیتی وانهما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض وانكم لن تضلوا ان اتبعتم واستمسكتم بهما** قالوا نعم کہ میں تم میں ثقلین چھوڑنے والا ہوں اللہ کی کتاب اور اپنی اولاد اپنی اہلبیت کے لوگ اور بے شک ان دونوں کی ہرگز جدائی بھی نہ ہوگی یہاں تک کہ حوض پر وارد ہوں گے اور بے شک تم لوگ

---

[1] نظام مقصود شرح سلام محمود ابو مسعود خواجہ سید محمود شاہ محدث ہزاروی (حویلیاں ضلع ہزارہ) صفحہ ۲۷۱

ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہوگے اگر تم نے ان کی تابعداری کی ان کے دامن گیر رہے سب نے کہا ہاں ایسا ہی ہے۔[۱]

۴۔ ینابیع اور مودۃ قربیٰ وغیرہ میں جُبیر بن مطعم سے یہ الفاظ مبارکہ مروی ہیں کہ پیغمبر عالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا **انی اوشك ان ادعیٰ فاجیب وانی تارك فیكم الثقلین كتاب ربنا و عترتی اهل بیتی فانظروا كیف تحفظونی فیهما** بے شک امید ہے کہ کہ مجھے بلا وادیا جائے گا تو میں اُسے قبول کروں گا اور بے شک میں چھوڑنے والا ہوں تم میں دو عظیم چیزیں، اپنے رب کی کتاب اور اپنی اولاد اہل بیت کے لوگ تو دیکھو تم اُن میں مجھے کیسے محفوظ رکھتے ہو۔[۲]

۵۔ امام ترمذی جامع ترمذی شریف میں حضرت ابی ذر غفاری سے راوی ہیں کہ کعبہ شریف کے دروازے کی کنڈی پکڑ کر انہوں نے فرمایا بے شک میں نے خود سنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے **انی تارك فیكم الثقلین كتاب الله وعترتی فانهما لن یفترقا حتی یردا علیّ الحوض فانظروا كیف تخلفونی فیهما**[۳]

مطالعہ

پہلی روایت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "معاشر اصحابی" کہہ کر خطاب فرمایا ہے۔ اگر خطاب میں یہ الفاظ نہ بھی ہوتے تو سارے قرائن عقلیہ ونقلیہ اس بات کے گواہ ہیں کہ حدیثِ ثقلین کے مخاطب اوّل یہی بزرگ افراد ہیں۔ انہیں رسول اکرم نے اللہ کے

۱۔ نظام مقصود صفحہ ۴۷۲
۲۔ نظام مقصود صفحہ ۴۷۳/۴۷۲
۳۔ حوالہ مذکورہ صفحہ ۴۷۵

تقوے کی اور اس کی اطاعت پر عمل کرنے کی وصیت فرمائی ہے اور پھر انہیں کتاب وعترت سے تمسک کا حکم دیا ہے۔ اگر عترتِ رسول کے کسی بھی عمل یا کسی بھی قول کے خلافِ تقوی یا خلافِ اطاعت الٰہی ہونے کا امکان ہوتا تو آپ ان سے تمسک کا حکم نہ فرماتے۔ اس حکم کے ساتھ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم کو یہ ضمانت بھی دی گئی ہے کہ وہ لوگ جب تک ان دونوں سے متمسک رہیں گے گمراہی سے محفوظ رہیں گے۔ اس روایت کی روشنی میں کتاب وعترت اور صحابۂ کرام میں دو رشتے ہیں ایک حکم اور اطاعت کا اور دوسرا استادی اور شاگردی کا ہے۔ اور اس میں یہ بھی فرمائی گئی ہے کہ انہیں تعلیم دینے کی کوشش نہ کرنا اس لئے کہ وہ تم سے اعلم (زیادہ علم رکھنے والے) ہیں۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ علم رکھنے کا مطلب ہی یہ ہے کہ عترتِ رسول قیامت تک آنے والی مسلم امّہ کے ہر فرد سے زیادہ علم رکھنے والے لوگ ہیں۔ ہمارے اخذ کردہ نتائج اس بات کی دلیل ہیں کہ عترت واہل بیت سے بنی ہاشم یا عام سادات مراد نہیں ہیں بلکہ یہ اصطلاح ائمہ اثنا عشر کے ساتھ مخصوص ہے۔

دوسری روایت میں کتاب وعترت سے تمسک کو ذریعۂ نجات اور ترکِ تمسک کو ہلاکت کا سبب فرمایا گیا ہے اس روایت میں اہل بیت کے لئے خاصّتی وحامّتی کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جو کسی اور گروہ کے لئے استعمال نہیں ہوئے۔ تیسری روایت میں اتباع اور استمساک کا لفظ ایک ساتھ استعمال ہوا ہے۔ چوتھی روایت میں **فانظروا کیف تحفظونی فیھما** بہت قابلِ غور ہے یعنی اگر تم نے ان دونوں سے تمسک رکھا تو گویا تم نے اپنے درمیان مجھے محفوظ رکھا۔ ان دونوں کی صورت میں میری رسالت تمہارے درمیان محفوظ رہے گی۔ دوسرا مفہوم یہ بھی ہے کہ میں نے تمہیں جو وصیت کی ہے اب دیکھو کہ تم ان دونوں کے بارے میں میری وصیت کو کس طرح محفوظ رکھتے ہو۔ اس جملہ میں تشویق اور ترہیب دونوں ہیں۔ پانچویں روایت میں

فانظروا کیف تخلفونی فیهما قابل توجہ ہے جو دوسری روایت میں بھی گزرا ہے۔ اس جملہ کو سمجھنے کے لئے اسی کتاب نظام مقصود کی ایک روایت مفید مطلب ہے وہ لکھتے ہیں کہ صواعق محرقہ و جواہر العقدین وغیرہ میں طبرانی کی معجم اوسط سے ابن عمر سے مروی ہے **آخر ماتکلم به النبی صلی الله علیه وآله وسلم اخلفونی فی اهل بیتی خیرا** آخری نبی علیہ وآلہ وسلم نے جو کلام فرمایا وہ یہ ہے مجھے بعد میں میری اہل بیت میں یاد رکھنا بھلائی کے ساتھ یا میرے بعد میری اہل بیت کے معاملہ میں مجھے یاد رکھنا۔ [۱]

قبلِ وفات کی روایت

بعض روایات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی رحلت کے قریبی لحات میں بھی یہ حدیثِ مبارک ارشاد فرمائی ہے۔

۱۔ **وفی المناقب فی کتاب سلیم بن قیس قال علی علیه السلام ان الذی قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یوم عرفة علیٰ ناقته القصویٰ وفی مسجد خیف ویوم الغدیر ویوم قبض فی خطبته علیٰ المنبر ایها الناس انی ترکت فیکم الثقلین لن تضلوا ماتمسکتم بهما الاکبر منهما کتاب الله والاصغر عترتی اهل بیتی وان اللطیف الخبیر عهد الیّ انهما لن یفترقا حتّی یردا علیّ الحوض کهاتین، اشار بالسبابتین و لا ان احدهما اقدم من الآخر فتمسکوا بهما لن تضلوا ولا تقدموا منهم ولاتخلفوا عنهم ولاتعلموهم فانهم اعلم منکم** [۲] علی علیہ السلام نے کہا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے روز

---

[۱] نظام مقصود صفحہ ۴۷۸۔ صاحب دراسات اللبیب نے بھی طبرانی کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے صفحہ ۲۳۱/۲۶۷

[۲] ینابیع المودۃ جلد اول باب ۴ صفحہ ۱۰۹

عرفہ اپنے ناقۂ قصویٰ سے اور مسجد خیف میں اور روز غدیر اور روز ارتحال منبر سے اپنے خطبہ میں جو فرمایا تھا وہ یہ ہے کہ اے لوگو میں نے تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑی ہیں جب تک ان دونوں سے متمسک رہو گے گمراہ نہیں ہوگے۔ ان میں سے اکبر اللہ کی کتاب ہے اور اصغر میری عترت ہے جو میرے اہل بیت ہیں اور خدائے لطیف وخبیر نے مجھ سے عہد فرمایا ہے کہ یہ دونوں ہرگز ہرگز جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ اس طرح میرے پاس حوضِ کوثر پر وارد ہوں گے۔ آپ نے کلمہ کی دونوں انگلیوں کو ملا کر اشارہ فرمایا تھا اور ان میں سے ایک دوسرے پر مقدم نہیں ہے پس تم ان دونوں سے تمسک اختیار کرو ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ نہ ان پر تقدم اختیار کرو اور نہ ان سے روگردانی کرو اور انہیں تعلیم دینے کی کوشش نہ کرنا اس لئے کہ وہ تم سے اعلم (زیادہ علم والے) ہیں۔

۲۔ **عن سليم بن قيس عن علی عليه السلام وفی آخر خطبته يوم قبضه الله عزوجل اليه انی تركت فيكم امرين لن تضلوا بعدی ان تمسكتم بهما كتاب الله عزوجل وعترتی اهل بيتی فان اللطيف الخبير قد عهد الیّ انهما لن يفترقا حتی يردا علیّ الحوض كهاتين وجمع مسبحتيه ولا اقول كهاتين وجمع مسبحته والوسطیٰ فتمسكوا بهما ولا تقدموهم فتضلوا** [1]۔

علی علیہ السلام نے کہا کہ جس دن اللہ نے رسول اللہ کو اپنے پاس واپس بلایا اس دن آپ نے اپنے آخری خطبہ میں یہ ارشاد فرمایا کہ میں نے تم میں دو امر چھوڑے ہیں خدائے عزوجل کی کتاب اور اپنی عترت جو میرے اہل بیت ہیں۔ مجھ سے خدائے لطیف وخبیر نے عہد فرمایا ہے کہ یہ دونوں ہرگز جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ اس طرح میرے پاس حوضِ کوثر پر وارد ہوں گے

---

[1] ینابیع المودۃ جلد اول باب ۳۸ صفحہ ۳۵۱

اس موقع پر آپ نے شہادت کی دونوں انگلیوں کو جمع فرمایا (پھر فرمایا) سوتم ان دونوں سے تمسک رکھنا اور ان پر تقدم اختیار نہ کرنا ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔

۳۔ عن جابر بن عبدالله قال اخذ النبی صلی الله علیه وسلم بید علی والفضل بن عباس فی مرض وفاته فیعتمد علیهما حتی جلس علی المنبر فقال ایهاالناس قد ترکت فیکم ما ان تمسکتم به لن تضلوا کتاب الله وعترتی اهل بیتی فلاتنا فسوا ولا تحاسدوا ولا تباغضوا وکونوا اخوانا کما امرکم الله ثم اوصیکم بعترتی و اهل بیتی ثم اوصیکم بهذا الحی من الانصار [1] حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مرض وفات میں علی اور فضل بن عباس کا ہاتھ تھام کر تکیہ کیا اور پھر منبر پر تشریف لائے اور فرمایا کہ اے لوگو میں نے تم میں وہ کچھ چھوڑا ہے کہ اگر اس سے متمسک رہو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے اللہ کی کتاب اور اپنی عترت جو میرے اہل بیت ہیں۔ پس تم رشک وتنافس نہ کرنا حسد نہ کرنا دشمنیاں نہ کرنا اور امر الٰہی کے مطابق بھائی بن کر رہنا۔ میں پھر تمہیں اپنی عترت واہل بیت کے لئے وصیت کرتا ہوں اور پھر انصار کے اس قبیلے کے لئے بھی وصیت کرتا ہوں۔

۴۔ عن علی علیه السلام قال لما ثقل رسول الله صلی الله علیه وسلم فی مرضه والبیت غاصّ بمن فیه قال ادعوا لی الحسن والحسین فجاؤا فجعل یلثمهما حتی اغمی علیه فجعل علی یرفعهما عن وجه رسول الله ففتح عینیه وقال دعهما یتمتعا منی واتمتع منهما فستصیبهما بعدی اثرة ثم قال ایها الناس قد خلفت فیکم کتاب الله وسنتی وعترتی اهل بیتی

---

[1] ینابیع المودۃ جلد اول باب ۴ صفحہ ۱۲۵

فالمضيع لكتاب الله تعالى كالمضيع لسنتي والمضيع لسنتي كالمضيع لعترتي اما ان ذلك لن يفترق حتى اللقاء على الحوض [۱] ۔ علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب رسول اکرم کے مرض کی شدت میں اضافہ ہوا تو آپ کا گھر لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ حسن و حسین کو میرے پاس لاؤ جب وہ دونوں آئے تو آپ نے انہیں چومنا شروع کیا یہاں تک کہ آپ پر غشی طاری ہوگئی۔ علی نے دونوں بچوں کو رسول کے چہرے پر سے اٹھانا چاہا تو آپ نے آنکھیں کھولیں اور ارشاد فرمایا کہ انہیں چھوڑ دو تا کہ یہ دونوں میری محبت کا لطف اٹھائیں اور میں ان کی محبت کا لطف اٹھاؤں اس لئے کہ ان دونوں پر میرے بعد پریشانی آئے گی پھر فرمایا اے لوگو میں نے تم میں اللہ کی کتاب کو اور اپنی سنت کو اور اپنی عترت اہل بیت کو جانشین بنایا ہے لہٰذا جو کتاب اللہ کو ضائع کرے گویا وہ میری سنت کو ضائع کرنے والا ہے اور جو میری سنت کو ضائع کرے وہ گویا میری عترت کو ضائع کرنے والا ہے یہ امر ہرگز جدا نہیں ہوگا یہاں تک کہ حوض پر ملاقات ہو۔

مطالعہ

پہلی روایت کے مطابق امیر المومنین نے رسول اکرم کے چار خطبوں کو جمع کر کے ارشاد فرمایا ہے، جو آپ نے یوم عرفہ پر، مسجد خیف میں اور یوم غدیر و یوم وفات پر ارشاد فرمائے تھے لیکن امیر المومنین نے یہ حصر نہیں فرمایا ہے کہ رسول اکرم نے یہ حدیث فقط چار ہی جگہوں پر فرمائی ہے اس لئے کہ چوتھی روایت میں ایک بیان گھر کے اندر کا بھی موجود ہے کہ گھر بھرا ہوا تھا رسول اکرم نے حسنین کو طلب فرمایا اور اس کے بعد یہ حدیث ارشاد فرمائی۔ دوسری روایت میں ایک

---

[۱] مقتل الحسین خوارزمی صفحہ ۱۱۴ طبع غری

منفرد عبارت ہے کہ **ولا تقدموھم فتضلوا** عترت پر تقدم اختیار نہ کرنا ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے یہ جملہ ہمیں سورۂ حجرات کی پہلی آیت کی یاد دلاتا ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ خدا اور رسول پر تقدم اختیار نہ کرنا۔ تیسری روایت اس وقت کی ہے جب آپ مرضِ وفات میں تھے لیکن اس قابل تھے کہ گھر سے باہر تشریف لا کر منبر پر بیٹھ کر خطبہ ارشاد فرما سکیں۔ اس حدیث کے تین اجزاء ہیں کتاب و عترت سے تمسک کا حکم، صحابۂ کرام کو بعض اخلاقی تعلیمات جن میں یہ بھی اشارہ ہے کہ عترت کے ساتھ تنافس و حسد اور بغض نہ رکھنا پھر عترت کے لئے وصیت ہے۔ چوتھی روایت میں کتاب اور عترت کے ساتھ سنت کا بھی تذکرہ ہے۔ اکثر روایات میں کتاب و عترت ہے بعض شاذ روایات میں کتاب و سنت بھی ہے اور زیرِ مطالعہ روایت میں کتاب، سنت اور عترت ہے۔ یہ روایات متعارض نہیں ہیں بلکہ ایک دوسرے کی تشریح و تفصیل ہیں۔ رسول اکرم کے دنیا سے تشریف لے جاتے وقت کتاب اللہ مدوّن صورت میں موجود تھی لیکن سنت رسول برسہا برس بعد مدوّن ہوئی۔ تو پھر وہ سنت کیا تھی جسے رسول نے جاتے وقت چھوڑا تھا یہ وہی عترت ہے جو سنتِ رسول کی تجسیم ہے یعنی کتاب کی تشریح سنتِ رسول ہے اور سنت رسول کی تجسیم عترت ہیں۔ اسی لئے رسول اکرم نے عترت کے لئے بار بار ایسی روایت ارشاد فرمائی ہیں جن سے اس بات کی وضاحت ہو سکے مثلاً **انھم رزقوا علمی وفھمی، انا حرب لمن حاربھم، لحمھم لحمی ودمھم دمی** وغیرہ۔

سنت کے سلسلہ میں رسول اکرم نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ **السنة سنتان من نبی أو من امام عادل** [۱]۔ سنتیں دو ہیں ایک نبی کی سنت ہے اور ایک امامِ عادل کی سنت ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اہل بیت کی سنت بھی رسولِ اکرم کی سنت ہے۔ اس کی مزید تشریح

---

[۱] کنز العمال جلد اول صفحہ ۱۶۰

اس روایت سے ہوتی ہے کہ رسول اکرم نے اشارہ فرمایا ہے کہ **فانه من يعيش منكم بعدی فسیری اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين تمسكوا بها** [۱]۔ (بقدر الحاجۃ) تم میں سے جو میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت اختلافات دیکھے گا تو تم لوگوں پر میری اور خلفاءِ راشدینِ مہدیین کی سنت کا التزام واجب ہے۔ تم سب اس سے متمسک رہنا۔ ہم روایات اثنا عشر میں مطالعہ کر چکے ہیں کہ اچھے اور ہدایت یافتہ خلفاء بارہ ہیں اُن بارہ کے علاوہ کسی خلیفہ کے اچھے ہونے کی ضمانت نہیں دی گئی ہے لہٰذا اس روایت میں خلفاء راشدین کی سنت سے مراد انہیں بارہ کی سنت ہے۔ ان خلفاء کی دوسری صفت مہدیین ہے۔ حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ **قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان تستخلفوا عليّا وما اراكم فاعلين تجدوه هاديا مهديا** [۲]۔ رسول اکرم نے ارشاد فرمایا کہ اگر علی کو خلیفہ مان لو اور میں جان رہا ہوں کہ ایسا نہیں کرو گے تو تم علی کو ہادی اور مہدی پاؤ گے۔ اس حدیث کی رو سے علی مہدی ہیں جو ائمہ اثنا عشر کے پہلے ہیں اور انہیں میں کے بارہویں اور آخری امام کا لقب خاص بھی مہدی ہے یعنی یہی بارہ راشدین اور مہدیین ہیں۔ تمسکوا بہا کا جملہ ہمیں حدیث ثقلین کے اس جملہ کی طرف متوجہ کرتا ہے **ما ان تمسكتم بهما لن تضلوا بعدی**۔ ہم نے سنت والی روایات کی صحت فرض کر کے یہ توجیہ پیش کی ہے ورنہ اسناد و متون میں بحث کی بہت گنجائشیں ہیں۔

ثقلین کا سوال

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ

۱۔ سنن ابوداؤد وغیرہ

۲۔ حلیۃ الاولیاء ابونعیم اصفہانی جلد اول صفحہ ۱۰۴

الوداع کے دن خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ **فأسئلکم عن ثقلی** میں تم سے قیامت کے دن اپنے ثقلین کے بارے میں سوال کروں گا **فقام رجل من المهاجرين فقال ما الثقلان** [۱] اس موقع پر مہاجرین میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور سوال کیا کہ یہ ثقلین کیا ہیں؟ رسول اکرم نے اس سوال کا جواب عطا فرمایا جس کی تفصیل کتب حدیث میں ہے۔ ہمارا موضوع بحث صرف یہ ہے کہ یہ سوال حجۃ الوداع پر ہوا تھا جب کہ دوسری روایات میں یہ سوال غدیر خم میں ہوا ہے کہ ثقلین کیا ہیں۔ تفسیر درمنثور (زیر آیہ واعتصموا بحبل اللہ) مناقب ابن مغازلی، کنز العمال اور دیگر کتب حدیث میں ایسی روایات پائی جاتی ہیں کہ یہ سوال غدیر خم میں ہوا تھا کہ **قيل وما الثقلان يارسول الله، حتى قام رجل من المهاجرين فقال بابي انت وامّي يانبيّ الله ما الثقلان، قالوا وما الثقلان يارسول الله، قلنا يارسول الله وما الثقلان**۔ اگر رسول اکرم حجۃ الوداع کے خطبہ میں ثقلین کا تذکرہ فرما چکے تھے تو پھر غدیر خم میں اس سوال کا کوئی محل نہیں تھا۔ کیا لوگوں نے ثقلین کی اصطلاح اور اس کی تشریح حجۃ الوداع کے موقع پر نہیں سنی تھی؟ اس میں پہلا احتمال تو یہ ہے کہ یہ جملے حجۃ الوداع کے ہی ہوں اور بعد کے راویوں نے انہیں غلطی سے غدیر خم کی طرف منسوب کر دیا ہو۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ دونوں مرتبہ سوال ہوا ہے اس لئے کہ مجمع بہت بڑا تھا ممکن ہے کہ پیچھے تک آواز نہ پہونچی۔ تیسرا احتمال یہ ہے کہ جو لوگ خطبہ میں موجود نہ ہوں انہوں نے غدیر خم میں سوال کر لیا ہو۔ چوتھا احتمال یہ بھی ہے کہ حجۃ الوداع میں رسول اکرم نے ثقلین کی جگہ خلیفتین ارشاد فرمایا ہو اور ہمارے پچھلے استدلال کی روشنی میں ہوسکتا ہے کہ اس کے بعد آپ نے خلفاء اثنا عشر کی روایت بھی بیان فرمائی ہو۔

۱؎ نظم درر السمطین جمال الدین محمد بن یوسف زرندی صفحہ ۲۳۳ مطبعۃ القضاء

مفہوم حدیث

اس حدیثِ مبارک کے متون میں ثقلین بھی ہے اور خلیفتین بھی کہیں دونوں لفظ الثقلین الخلیفتین بھی ہیں۔ دیگر مقامات پر امرین اور شیئین بھی وارد ہوئے ہیں اس سے ہمیں کتاب وعترت کی مکمل اور دائمی اتحاد اور عدم افتراق کی شدت معلوم ہوجاتی ہے کہ انسانوں کو ان دونوں ہی کے احکام کی پیروی کرنی ہے۔ عترت کی وضاحت کے لئے عترتی، اھل بیتی، قرابتی اور نسبی کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ پیروی کے لئے تمسک استمساک، اخذ، اعتصام اور اتباع کے الفاظ فرمائے گئے ہیں۔ یہ صریح ترین بیانات اس بات کا اعلان ہیں کہ انسان اپنی پوری زندگی کو صرف ان دو کا تابع رکھے گا کسی اور طرف نہیں جائے گا اور یہی اعلان اس بات کا بھی فیصلہ کرتا ہے کہ اگر قرآنِ مجید تنہا کافی ہوتا تو عترت کو ساتھ چھوڑنے کی ضرورت نہیں تھی البتہ یہ سوال اہم ہے کہ امت کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے صرف قرآن کیوں کافی نہیں ہے؟ اسے ہم ایک مختصری تمہید کے ذریعے سمجھنا چاہ رہے ہیں۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ **ولوشاء ربك لجعل الناس امة واحدة ولایزالون مختلفین الامن رحم ربك ولذالك خلقهم وتمت كلمة ربك لاملئن جهنم من الجنة والناس اجمعین** [۱]۔ اور اگر اللہ چاہتا تو سب انسانوں کو ایک ہی طریقہ پر قرار دیتا یہ لوگ ہمیشہ ہی اختلاف کرتے رہیں گے مگر جس پر تمہارے رب کی رحمت ہو اور اللہ نے انہیں اسی لئے پیدا کیا ہے اور تمہارے رب کا یہ بول پورا ہے کہ میں جہنم کو جن وانس دونوں سے بھردوں گا۔ اس آیۂ مبارکہ کی روشنی میں انسان کے مزاج میں اختلاف شامل ہے اور

۱۔ سورۂ ہود صفحہ ۱۱۹/۱۲۰

اگر شامل نہ ہوتا تو مقصد تخلیق ہی فوت ہو جاتا۔ رنگ و نسل، قد و قامت، شکل و صورت اور زبان و لہجہ وغیرہ کا فطری اختلاف انسان کی مختلف تہذیبوں اور مختلف نظریات کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے لہٰذا مختلف معاشروں میں لباس و طعام سے لے کر طرز زندگی اور طرز فکر تک مختلف ہو جاتے ہیں۔ یہی سارے اختلافات آگے چل کر نظریاتی اور معاشرتی تصادم کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ انہیں اختلافات کو قابو میں رکھنے کے لئے انبیاء و مرسلین تشریف لاتے رہے اور امتوں کے اختلاف کو رفع کرتے رہے۔

آج ہماری نگاہوں کے سامنے مختلف علوم کی کتابیں ہیں۔ اگر کسی ایک علم کی چند کتابیں دیکھی جائیں تو پتہ چلے گا کہ اس علم کے ماہرین میں علم کی تعریف سے لے کر مسائل کی تفصیلات تک ہر مسئلہ میں اختلاف ہے۔ دور کیوں جائیں علم منطق جو خطائے فکر سے بچنے کے لئے ایجاد کیا گیا تھا خود اس علم میں اتنے اختلافات ہیں کہ انسان انہیں پڑھ کر اس علم کی افادیت سے انکار کر دیتا ہے۔ سطح ذہنی کے اختلاف اور مذکورہ دیگر عوامل کے سبب فہم قرآن میں اختلاف فطری ہے لہٰذا ایسے معلمین کی ضرورت ہے جو اس اختلاف کو رفع کر سکیں۔ یہ فطری ضرورت اس لئے ثابت ہے کہ جب انسانوں کی لکھی ہوئی مختلف علوم و فنون کی کتابیں مدرسین کے بغیر نہیں سمجھی جا سکتیں تو خدا کی کتاب بغیر معلم کے کیسے سمجھ لی جائے گی۔

اسے ہم دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ سکتے ہیں کہ قرآن مجید کی پوری اطاعت اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک کہ انسان کو یہ نہ معلوم ہو کہ ان آیتوں سے مراد الٰہی کیا ہے۔ اگر انسان کو مراد الٰہی معلوم ہوتی تو آیتوں ہی کی بنیاد پر اسلام میں فرقے نہ بن جاتے۔ لہٰذا یہ طے شدہ امر ہے کہ ہم مراد الٰہی کو کما حقہ سمجھنے سے قاصر ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ جو مراد الٰہی ہم سمجھے ہوں وہ اصل مراد الٰہی کے عین خلاف ہو۔ اب ہماری سمجھ میں یہ بات آ جاتی ہے کہ اہل بیت کو اس لئے

قرآن کے ساتھ رکھا گیا ہے کہ وہ مراد الٰہی کو سمجھانے کا ذریعہ ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں کتاب کے ساتھ رکھ کر ہدایت کو ان دونوں میں منحصر فرمادیا اور یہ بھی جتلا دیا کہ ان دونوں سے ایک ساتھ تمسک کرنا ہوگا۔ ان میں سے کسی ایک کا اتباع ہدایت کے لئے کافی نہیں ہوگا اس لئے کہ عدمِ گمراہی کی ضمانت اس صورت میں دی گئی ہے جب ایک ساتھ دونوں سے تمسک ہو۔ چونکہ کتاب وعترت لازم وملزوم ہیں لہٰذا اگر پورے قرآن سے تمسک لازم ہے تو پھر عترت کے بھی پورے اعمال واقوال سے تمسک لازم ہوگا جب کہ پوری امت اسلامیہ میں عترت کے علاوہ ایک فرد بھی ایسا نہیں ملے گا جس کے سارے اعمال واقوال تمسک کے لائق ہوں اور امت کا گمراہ نہ ہونا اس کے تمسک کے ساتھ وابستہ ہو۔ عترت سے غیر مشروط تمسک کا حکم اس بات کا واضح ترین ثبوت ہے کہ عترتِ رسول معصوم ہے۔ یہیں سے ہم پر یہ بات بھی منکشف ہوتی ہے کہ پوری نسل سادات عترت واہل بیت نہیں ہے بلکہ اہل بیت اور عترت رسول اکرم کی ایک مخصوص اصطلاح ہے جس میں بارہ امام اور ایک جناب فاطمہ زہراء ہیں۔ ان کے علاوہ کسی اور کے لئے عصمت کا دعویٰ بھی نہیں ملتا۔

عترت واہل بیت

مرقات شرح مشکوٰۃ [1] میں ہے کہ والعترة الاقارب القريبة وهم اولاد فاطمة وذراريهم عترت انتہائی قریبی رشتہ دار کو کہتے ہیں اور عترتِ رسول فاطمہ زہرا کی اولاد اور اولاد کی اولاد ہیں۔ عربی کے مشہور لغت لسان العرب میں ہے کہ "وقال الازهری رحمه الله وفی حديث زيد بن ثابت قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انى تارك فيكم الثقلين خلفى كتاب الله وعترتى فانهما لن يفترقا حتى يردا على الحوض وقال محمد بن اسحق هذا حديث صحيح ورفعه نحوه زيد بن ارقم و ابوسعيد الخدرى وفى بعضها انى تارك فيكم الثقلين كتاب الله وعترتى اهل بيتى فجعل العترة اهل البيت وقال ابوعبيدة وغيره عترة الرجل واسرته وفصيلة رهطه الادنون قال ابن الاثير عترة الرجل اخص اقاربه وقال ابن الاعرابى العترة ولد الرجل وذريته وعقبه من صلبه قال فعترة النبى صلى الله عليه وسلم ولد فاطمة البتول عليها السلام۔ ازہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم میں اپنے پیچھے دو گراں قدر

---

[1] جلد اول صفحہ ۱۵۰

چیزیں چھوڑ رہا ہوں اللہ کی کتاب اور اپنی عترت اور وہ یقیناً ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے۔ محمد بن اسحاق نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اسی طرح کی حدیث زید بن ارقم اور ابوسعید خدری نے بھی روایت کی ہے اور بعض روایتوں میں یوں ہے کہ میں تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑ رہا ہوں اللہ کی کتاب اور اپنی عترت جو کہ اہل بیت ہیں۔ آپ نے عترت ہی کو اہل بیت قرار دیا ہے۔ ابوعبیدہ وغیرہ کا قول ہے کہ انسان کی عترت اس کا خاندان، اس کا فصیلہ اور اس کے بہت قریبی رشتے دار ہیں۔ ابن اثیر کا قول ہے کہ کسی شخص کی عترت اس کے قریب ترین رشتہ دار ہیں۔ ابن الاعرابی کا قول ہے کہ عترت اولاد اور ذریت کو اور صلب سے آنے والی نسل کو کہتے ہیں لہٰذا نبی اکرم کی عترت جناب فاطمہؑ بتول سلام اللہ علیہا کی اولاد ہے۔ [1]

اگرچہ لسان العرب کے اس حوالے سے عترت اور اہل بیت کا ایک ہی معنی میں وارد ہونا بہت واضح ہے لیکن ہم مزید اطمینان کے لئے چند احادیث درج کرتے ہیں۔ **عن عائشة قالت خرج النبی صلی الله علیه وسلم غداة وعلیه مرط مرحّل من شعر اسود فجاء الحسن بن علی فادخله ثم جاء الحسین فدخل معه ثم جاءت فاطمة فادخلها ثم جاء علی فادخله ثم قال انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا** [2]۔ حضرت عائشہ بیان فرماتی ہیں کہ ایک دن صبح کے وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں نکلے کہ آپ سیاہ بالوں کی ایک منقش چادر اوڑھے ہوئے تھے اتنے میں حسن بن علی آئے تو آپ نے ان کو چادر میں داخل کیا پھر حسین

---

[1] جلد نہم صفحہ ۳۴
[2] صحیح مسلم ترجمہ وحید الزماں جلد ششم صفحہ ۱۱۲ طبع لاہور

آئے اور وہ ان کے ساتھ داخل ہوئے پھر فاطمہ آئیں آپ نے انھیں چادر میں لے لیا پھر علی آئے اور آپ نے انہیں بھی داخل کیا اور پھر آیۂ تطہیر تلاوت فرمائی۔ دوسری روایت جو عمر بن ابی سلمہ سے مروی ہے وہ یہ ہے کہ **لما نزلت هذه الآية على النبي انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت ويطهركم تطهيرا في بيت ام سلمة فدعى النبي فاطمة وحسنا و حسينا فجللهم بكساء وعليّ خلف ظهره ثم قال اللهم هؤلاء اهل بيتي فاذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهيرا قالت ام سلمة وانا معهم يارسول الله قال انت علىٰ مكانك وانت علىٰ خير** [1]۔ جب ام سلمہ کے گھر میں رسول اکرم پر آیۂ تطہیر نازل ہوئی تو آپ نے فاطمہ، حسن اور حسین کو بلایا اور علی آپ کی پشت پر تھے تو آپ نے فرمایا کہ پروردگار یہ ہیں میرے اہل بیت ان سے رجس کو دور رکھ اور انہیں پاک رکھ جو پاک رکھنے کا حق ہے۔ ام سلمہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ کیا میں بھی ان لوگوں کے ساتھ ہوں؟ آپ نے فرمایا تم اپنی جگہ پر رہو اور تم خیر پر قائم ہو۔ ایک روایت حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ **ان رسول الله كان يمر بباب فاطمة ستة اشهر اذا خرج لصلوٰة الفجر يقول الصلوٰة يا اهل البيت انما يريد الله** [2] الخ۔ آیۂ تطہیر کے نزول کے بعد رسول اکرم چھ مہینے تک فاطمہ زہرا کے دروازے پر نماز صبح کے وقت تشریف لے جایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے الصلوٰۃ یا اہل البیت اور اس کے بعد آیۂ تطہیر کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ ایک روایت حضرت سعد بن ابی وقاص سے بھی مروی ہے کہ **لما**

---

[1] جامع ترمذی (ترجمہ) جلد دوم صفحہ ۵۵۸ طبع کراچی۔ یہ روایت اس کتاب میں ابواب تفسیر القرآن کے ذیل میں صفحہ ۳۵۱ پر بھی ہے۔

[2] جامع ترمذی جلد دوم ابواب تفسیر القرآن صفحہ ۳۵۱ طبع دارالاشاعت کراچی

نزلت هذه الآية ندع ابناء نا وابناء کم دعا رسول الله علیا فاطمة وحسنا و حسینا فقال اللهم هولاء اهل بیتی ۱؎ ۔جب آیۂ مباہلہ نازل ہوئی تو رسولِ اکرم نے علی و فاطمہ اور حسنین کو بلایا اور فرمایا کہ بارِ الہا یہ ہیں میرے اہل بیت۔

برصغیر کے مشہور محدث عبدالحق دہلوی نے اشعۃ اللمعات کے باب مناقب اہل بیت میں آیات و روایات کی نقل سے قبل اہل بیت کے معنی پر بحث کی ہے لفظ اہل بیت کی مصادیق بیان کرنے کے بعد یہ تحریر کیا ہے کہ اہل بیت سے ازواج کو خارج کر دینا مکابرہ ہے اور سیاقِ آیت کے خلاف ہے۔ پھر فخر الدین رازی کا قول نقل کیا ہے کہ سیاقِ آیت کا تقاضا ہے کہ نسائے رسول اکرم اس لفظ میں داخل ہیں لہٰذا ازواج کو خارج کر دینا اور ان کے غیر کو لفظ اہل بیت سے مخصوص کر دینا صحیح نہیں ہے ۲؎ ۔ ابھی ہم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں رسول اکرم کا یہ جملہ پڑھا ہے کہ تم اپنی جگہ پر رہو اور تم خیر پر قائم ہو۔ اس روایت کی روشنی میں تو رسول اکرم نے زوجۂ مکرمہ کو خود ہی اہل بیت کی مخصوص اصطلاح سے خارج فرما دیا ہے۔ ایسی صورت میں یہ سوال عبدالحق اور فخر الدین دونوں سے ہے کہ یہ حضرات مکابرہ اور سیاقِ آیت کی مخالفت کا الزام کس پر رکھنا چاہ رہے ہیں۔

صاحب اشعۃ اللمعات نے اس بحث میں یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ روایات میں لفظ اہل بیت کا استعمال کہیں اس طرح بھی ہے کہ اس سے یہی سمجھ میں آتا ہے کہ یہ لفظ فاطمہ زہرا اور علی اور حسن اور حسین سلام اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ مخصوص ہے۔ پھر دو روایات نقل فرمائی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ میری مسجد ہر حائض اور جنب کے لئے حرام ہے مگر خود آنحضرت اور ان

۱؎ اشعۃ اللمعات جلد چہارم صفحہ ۶۸۲ طبع تیج کمار لکھنؤ

۲؎ حوالۂ مذکورہ صفحہ ۶۷۱

کے اہل بیت یعنی علی، فاطمہ اور حسنین مستثنیٰ ہیں۔ اس کے بعد یہ جملہ لکھا ہے کہ و بالجملہ اطلاق اہل بیت بریں چہارتن شائع و مشہور است ۱؎۔ کچھ سطروں کے بعد یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ اولاد شریف آنحضرت اہل بیت ولادت اند و باوجود شمول اہلبیت تمامہ اولاد آنحضرت راعلی و فاطمہ و حسن و حسین سلام اللہ علیہم اجمعین از میانِ ایشان ممیز ند بمزید فضل و کرامت و بہ تعلق محبت و مودّت ممتاز و مخصوص اند چنانکہ متبادر از طلاق اہلبیت ایشان اند و در فضائل و مناقب و کرامتِ ایشان احادیث بیرون از حدِ احصاء وارد شدہ۔

حدیثِ ثقلین ہمیں یہ بتلا چکی ہے کہ اہل بیت خلیفۂ رسول، اعلمِ امت، مرکزِ ہدایت اور قرآن کی طرح بے عیب و معصوم ہیں۔ آیۂ تطہیر اور آیۂ مباہلہ کے ذیل میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کا تعارف بھی کروا دیا ہے کہ وہ اہل بیت علی و فاطمہ اور حسنین ہیں اور دریسیدہ پر چھ ماہ تک آیۂ تطہیر کی تلاوت فرما کر اسے علی الاعلان سب پر واضح فرما دیا ہے لیکن ہمیں خال خال روایات میں اصطلاحِ اہل بیت کی عمومیت بھی نظر آتی ہے جس میں حضرت عباس بن عبدالمطلب اور حضرت جعفر وغیرہ کو شریک کیا گیا ہے۔ یہ ایک منصوبہ بندی محسوس ہوتی ہے کہ بنی ہاشم یا نسلِ سادات کو اہل بیت کہہ دیا جائے تاکہ حدیثِ ثقلین کی قوت کم ہو جائے اور اہل بیت علیہم السلام کے فضائل میں یک گونہ کمی واقع ہو جائے۔ حدیثِ ثقلین میں عترتی کا لفظ اہل بیتی کی عمومیت کو خاص کرتا ہے کہ اگر بعض اذہان اہل بیتی میں گنجائش پیدا بھی کر لیں تو وہ عترتی کے ذریعہ رد ہو جائے۔

عصمت

ہم حدیث ثقلین میں دیکھ چکے ہیں کہ اہل بیت نظیرِ قرآن ہیں لہٰذا اُن میں گناہ و خطا کا

۱؎ حوالۂ مذکورہ صفحہ ۶۷۱

ذرہ برابر امکان نہیں ہے اور اگر ان میں خطا کا امکان فرض کیا جائے تو ان میں اور قرآن میں افتراق ہو جائے گا جو صریحی طور پر نصِ رسول کے خلاف ہے۔ ہم اس بحث کو مزید وسعت دینے کے لئے تفسیر رازی کا ایک وقیع حوالہ نقل کر رہے ہیں **ان اللہ تعالٰی امر بطاعة اولی الامر علٰی سبیل الجزم فی ھذہ الایة ومن امر اللہ بطاعتہ علی الجزم والقطع لابدمن ان یکون معصوما عن الخطاء اذلولم یکن معصوما عن الخطاء ولکان بتقدیر اقدامہ علی الخطاء یکون قد امراللہ بمتابعتہ فیکون ذلک امراً بفعل ذلک الخطاء والخطاء لکونہ خطأ یکون منھیا عنہ وھذا یفضی الٰی اجماع الامر والنھی فی الفعل الواحد باعتبار واحد وانہ محال فثبت ان اللہ تعالٰی امر بطاعة اولی الامر المذکور فی ھذہ الآیة لابدان یکون معصوما** [۱] اللہ نے اس آیہ مبارکہ میں بطریق جزم ویقین اولوالامر کی اطاعت کا حکم دیا ہے اور اللہ جس شخص کی اطاعت کا حکم جزم ویقین سے دے اس کے لئے معصوم عن الخطا ہونا ضروری ہے اس لئے کہ وہ اگر معصوم عن الخطأ نہ ہو اور وہ خطا کا اقدام کرے تو یہ لازم آئے گا کہ اللہ نے ہمیں اس خطا میں بھی اتباع کا حکم دیا ہے۔ تو اللہ کا یہ حکم اس بات کے اتباع کا حکم ہوگا اور خطا بحیثیت خطا کے منہی عنہ ہے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک ہی امر اور ایک ہی جہت میں امر اور نہی دونوں جمع ہو جائیں گے اور یہ محال ہے لہٰذا یہ ثابت ہوا کہ اللہ نے صاحبانِ امر کی اطاعت کا حکم بہ سبیلِ جزم دیا ہے اور یہ ثابت ہے کہ اللہ جس کی بھی اطاعت کا بطریقِ جزم حکم دے گا اس کا معصوم عن الخطا ہونا ضروری ہے پس قطعاً ثابت ہو گیا کہ اس آیت کے صاحبانِ امر معصوم ہیں۔

فخر الدین رازی کے اس بیان سے اتنی بات ثابت ہے کہ یہ آیت صاحبانِ امر کی

---

[۱] تفسیر رازی آیہ اولوالامر

عصمت پر دلالت کرتی ہے اور یہ کہ خطا کا صدور اُن سے ممکن نہیں ہے۔ رازی نے کہا ہے کہ صاحبانِ امر سے مراد اجماع ہے حالانکہ رازی کا یہ قول خود خلافِ اجماع ہے۔ یہ جداگانہ مسئلہ ہے کہ وہ اولی الامر کون ہیں لیکن اتنا معلوم ہے کہ وہ معصوم ہیں۔ ہم اس دلیل کو حدیث ثقلین پر منطبق کرنا چاہتے ہیں کہ رسولِ اکرم نے ثقلین سے تمسک کا حکم دیا ہے اگر اہل بیت میں خطا کا امکان فرض کیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ رسول اکرم نے ہمیں خطا سے تمسک کرنے کا حکم دیا ہے جب کہ آپ بار بار خطا کرنے کی نہی فرماتے رہے ہیں اور اس سے بچنے کا حکم دیتے رہے ہیں۔ لہٰذا حکم تمسک میں اہل بیت کے خطاء کے فرض پر امر و نہی دونوں جمع ہو جائیں گے جو محال ہے لہٰذا یہ قطعاً ثابت ہوا کہ رسول اکرم جس سے تمسک کا حکم دیں گے وہ معصوم ہوگا۔ جس سے یہ نتیجہ نکلا کہ یہی اہل بیت اولوالامر ہیں اور معصوم ہیں۔

گزشتہ زمانوں کے انصاف پسند محققین و مصنفین کم و بیش وہی کچھ کہتے رہے ہیں جو ابھی ہم نے بیان کیا ہے۔ ملا معین نے تحریر فرمایا ہے کہ **فلا وجه لان یمتری من له ادنی انصاف فی انّ من صدق علیهم هذالحدیث والآیة من غیر شائبة هم الائمة الاثنی عشر و سیدة نساء العالمین بضعة رسول الله أم الائمة الزهراء الطاهرة علی ابیها وعلیهم السلام لا شائبة فی کونهم معصومین کالمهدی منهم علیهم السلام** [۱] جس کے دل میں ذرا سا بھی انصاف ہے اسے اس بات میں شک کرنے کا کوئی سبب نہیں ہے کہ جن لوگوں پر یہ حدیث (ثقلین) اور آیت (تطہیر) صادق آتی ہے وہ کسی شک و شبہہ کے بغیر یہی بارہ امام اور زنانِ عالم کی سردار بضعۃ الرسول زہراء طاہرہ ہیں۔ ان کے والد اور ان سب پر سلام ہو۔ ان حضرات کے معصوم ہونے میں کوئی شک و ریب

---

[۱] دراسات اللبیب صفحہ ۲۰۸ طبع لاہور

نہیں ہے مثل امام مہدی علیہ السلام کے کہ وہ انہیں میں سے ہیں۔ ولی اللہ دہلوی تحریر فرماتے ہیں کہ **فوارثہ الذین اخذ وا الحکمة والعصمة والقطبیة الباطنیة هم اهل بیته وخاصته** [1] تو رسول اکرم کے وارث جنہوں نے آپ سے حکمت، عصمت اور باطنی قطبیت اخذ کی ہے وہ آپ کے اہل بیت اور مخصوص قرابت دار ہیں۔ آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں کہ **واذا تمت العصمة کانت افا علیها کلها حقا لا اقول انها تطابق الحق بل هی الحق بعنیها بل الحق أمر ینعکس من تلك الافاعیل کالضوء من الحق والیه اشار رسول الله صلی الله علیه وسلم حیث دعا الله تعالیٰ لعلیّ اللهم ادر الحق حیث دار ولم یقله ادره حیث دار الحق** [2] جب عصمت کامل ہو جاتی ہے تو اس کے سارے افعال حق ہوتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وہ حق کے مطابق ہوتے ہیں بلکہ یہ افعال بعینہٖ حق ہوتے ہیں بلکہ حق ایسا امر ہے جو اُن افعال سے اس طرح منعکس ہوتا ہے جیسے سورج سے روشنی اور اسی بات کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا ہے جب کہ اللہ سے علی کے لئے دعا کی تھی کہ بارالہا حق کو اُدھر گھمادے جدھر علی جائیں اور یہ نہیں فرمایا کہ جدھر حق جائے اُدھر علی کو گھمادے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا قول ہے کہ میں کہتا ہوں کہ صحیح روایات میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ کا نکاح جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کیا تو فرمایا الٰہی میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطانِ مردود سے تیری پناہ میں دیتا ہوں۔ حضرت علی نے بھی یہی فرمایا تھا رواہ ابن حبان من حدیث انس رضی اللہ عنہ۔ ظاہر ہے کہ جنہ کی دعا سے رسول اللہ صلی

---

[1] تفہیمات الٰہیہ جلد دوم صفحہ ۱۴
[2] حوالہ مذکورہ صفحہ ۲۲

اللہ علیہ وسلم کی دعا زیادہ قابل قبول ہے لہٰذا مجھے امید ہے کہ حضرت سیدہ اور آپ کی اولاد (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کو اللہ تعالیٰ نے شیطان سے محفوظ رکھا ہوگا ۱؎ اور شیطان نے ان کو چھوا بھی نہ ہوگا۔ اس صورت میں حضرت مریم اور ان کے بیٹے کے لئے شیطان کے عدمِ مس کی خصوصیت حقیقی نہیں ہوگی اضافی ہوگی یعنی بچہ کو پیدائش کے وقت عام طور پر شیطان کچوکا مارتا ہے (کچھ خاص خاص افراد مستثنیٰ بھی ہیں جیسے) حضرت مریم اور ان کے بیٹے (اور حضرت فاطمہ اور ان کی اولاد) کو اللہ نے محفوظ رکھا ہے۔ ۲؎

علامہ وحید الزماں تحریر فرماتے ہیں کہ **ادخلھم فی کساء** آنحضرت نے حضرت علی اور حضرت فاطمہ اور جناب امام حسن اور جناب امام حسین علیہم السلام کو ایک کپڑے کے اندر لے لیا اور فرمایا یا اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں ان کو خوب پاک کردے۔ اصحاب کساء یہی پانچ حضرات ہیں۔ اب اس میں اختلاف ہے کہ آنحضرت کی ازواج مطہرات بھی اہل بیت میں داخل ہیں یا نہیں اور صحیح یہ ہے کہ آیہ تطہیر میں یہی پانچ حضرات مراد ہیں۔ اس آیت سے بعضوں نے یہ نکالا ہے کہ یہ حضرات خطا اور گناہ سے معصوم تھے خیر اگر معصوم نہ تھے تو محفوظ ضرور تھے۔ ۳؎

عزیز الحق کوثر ندوی نے تحریر فرمایا ہے کہ یہ حضرات ہدایت کے ایسے مرکز ہیں کہ جو ان سے وابستہ رہے وہ کبھی گمراہ ہو ہی نہیں سکتا جیسا کہ حدیث ثقلین کا بیان ہے۔ ہدایت کی یہ مرکزیت ان کی

۱؎ تفسیر عربی میں عبارت یہ ہے **فارجوا عصمتھا واولادھا من الشیطان وعدم مسه ایاھم**

۲؎ تفسیر مظہری اردو جلد دوم صفحہ ۳۲۷ دارالاشاعت کراچی۔ زیر آیت ۳۶ آل عمران

۳؎ انوار اللغۃ بائیسواں پارہ صفحہ ۵۱ طبع بنگلور۔ یہی کتاب لغات الحدیث کے نام سے کراچی سے طبع ہوئی ہے۔ اس میں "اصحاب کساء یہی پانچ حضرات ہیں" کے بعد باقی جملے نہیں ہیں صرف یہ جملہ ہے کہ بعض علماء کہتے ہیں کہ ازواج مطہرات بھی اہلبیت ہیں۔ اہلبیت رسول کے فضائل کو چھپانے کے لئے کتابوں میں جو تحریف ماضی میں روا رکھی گئی تھی اس کا سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ اور یہ حوالہ اس کا ایک واضح ترین ثبوت ہے۔

عصمت کی دلیل ہے (حاشیہ میں یہ عبارت ہے) اس کا ثبوت یہ ہے کہ عترتِ رسول منبع ہدایت ہیں حتیٰ کہ ثقلین میں قرآنِ مجید ہے اور یہ کہ جو بھی ان سے وابستہ رہے گا وہ کبھی گمراہ نہیں ہوسکتا۔ یہ ایک برہانِ منیر ہے کہ یہ حضرات سیدنا علی کرم اللہ وجہ الکریم کی طرح مرکزِ حق ہیں اور ان کے اقوال و افعال عین حق ہیں ۱۔ محدث ہزاروی کا بیان ہے کہ تفسیر درِ منثور کے حوالے سے ایک طویل روایت رسول اکرم سے مندرج ہے اس کا آخری جزء یہ ہے کہ رسول اکرم نے فرمایا **انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا فانا واھل بیتی مطھرون من الذنوب** بات یہی ہے جس کا خلاف نہیں کہ اللہ کا ارادہ ہے تا کہ اے اہل بیتِ مصطفیٰ تم سے ہر ناپاکی کو دور فرمادے اور تمہیں ایسا پاک صاف کردے جیسا پاک کرنے کا حق ہے پس میں اور میرے اہل بیت کے لوگ (بتطہیر الٰہی) پاک کیے ہوئے ہیں تمام گناہوں سے ۲۔ اسی آیتِ تطہیر کی تفسیر میں یہیں باخراج ابن حریر و ابن خاتم قتادہ سے اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے فرمایا **ھم اھل بیت طھرھم اللہ من السوء واختصھم برحمتہ** وہ اہل بیتِ مصطفیٰ کے لوگ ہیں پاک کردیا انہیں اللہ تعالیٰ نے ہر بدی برائی گناہ عیب گمراہی سے اور انہیں اپنی رحمت سے مخصوص و مختص بنالیا۔ ۳

اگر عصمت کا معنیٰ وہ نہیں ہے جو ان حوالوں میں بتلایا گیا ہے تو پھر کیا ہے؟ میرا یہ سوال ہر اس شخص سے ہے جو میری ان سطروں کا قاری ہے۔ یہ مذکورہ حوالے اس بات کی صریح نشان دہی کرتے ہیں کہ یہ اہل بیت یہ گناہوں اور برائیوں سے پاک لوگ یہ واجب التمسک اور لازم الاتباع اشخاص نسلِ رسولِ اکرم کے مخصوص افراد ہیں اس سے سادات کی نسل مراد نہیں ہے اس

---

۱ مناقب اہل بیت صفحہ ۹۷ طبع ہندوستان

۲ نظام مقصود صفحہ ۴۹۲ ۔ ۳ حوالۂ مذکورہ صفحہ ۴۹۳

لئے کہ بالبداہت ثابت ہے کہ سادات میں عقیدہ وعمل دونوں کی رو سے بہت اختلاف وتفاوت ہے۔

اب ہم اس کتاب کے چند اور حوالے دیکھتے چلیں۔ محدث ہزاروی نے اس بحث کے بعد یہ تحریر فرمایا ہے کہ لہٰذا جملہ افراد اہل بیت کو علوم کتاب وسنت اور اس پر عمل میں سب سے زیادہ کوشاں رہنا لازم ہے [۱] افراد اہل بیت کو اپنے نسب وعلم وعمل کی حفاظت ونگہداشت سب سے زیادہ ضروری ہے کہ اس میں کسی قسم کا خلط ملط وآمیزش میل نہ آنے پائے کہ وہ امت کی ہدایت وامن کی ضمانت ہیں نسب علم وعمل میں ہر خرابی وبرائی وملاوٹ وتکدر سے پرہیز کریں [۲] ان کے نسب علم وعمل کی خرابی تباہی دوسروں کے لئے تباہی گمراہی کا موجب ہونے سے زیادہ خود ان کے لئے بھی تباہی ومحرومی کا موجب ہے کہ اس سے وہ منصب پیشوائی ومقتدائی شان سے محروم ہو جائیں گے [۳]۔ یہ ان لوگوں کو مشورہ ہے جو قیامت تک قرآن کے ساتھی ہیں۔ جو قرآن کے ساتھ رسول اکرم کی خدمت میں حوضِ کوثر پر وارد ہوں گے، جن لوگوں سے تمسک ہر فردِ مسلم پر واجب ہے اور گمراہی سے بچنے کی ضمانت ہے **فانا لله وانا الیه راجعون**۔

یہ کوئی پہلی مصیبت نہیں ہے جو اہل بیت پر وارد ہوئی اس سے قبل بھی محترم دانشور یہی کچھ لکھتے آئے ہیں۔ عبدالرحمان جامی نے اپنی تالیف میں بارہ اماموں کے کچھ حالات مختصراً نقل فرمائے ہیں اور ان کے کمالات کا اعتراف کرنے کے بعد تحریر فرمایا ہے کہ وی باید کہ فضیلت وکمال ولایت وکرامت اہل بیت را منحصر در این دوازدہ تن ندانی واگرچہ ایشان بمزید فضیلت و کمال اختصاص اشتہار یافتہ اند زیرا کہ اہل فضیلت وکمال از اہل بیت بسیار بودہ اند چہ در طبقات

---

[۱] نظام مقصود صفحہ ۴۹۴ [۲] حوالۂ مذکورہ و صفحۂ مذکورہ
[۳] حوالۂ مذکورہ صفحہ ۴۹۵

ائمہ مذکورین وچہ متاخرین از ایشان وبعض از متاخران در کتاب نفحات الانس در طبقات صوفیہ مذکور شدہ اند چون ابراہیم سعد علوی وسیدی عبد القادر جیلانی وغیرھما قدس اللہ اروا حہم والتوفیق من اللہ سبحانہ [1]۔ اہل بیت کے فضیلت وکمال اور ولایت وکرامت کو تمہیں ان بارہ میں منحصر نہیں سمجھنا چاہئے اگر چہ ان بارہ نے فضیلت وکمال کی کثرت کے سبب بہت شہرت پائی ہے اس لئے کہ اہل بیت میں صاحبانِ فضیلت وکمال بہت ہوئے ہیں۔ خود مذکورہ ائمہ کے طبقات میں بھی اور متاخرین میں بھی۔ بعض متاخرین کا تذکرہ کتاب نفحات الانس میں طبقات صوفیہ میں مذکور ہے جیسے ابراہیم سعد علوی اور سیدی عبد القادر جیلانی وغیرھما قدس اللہ اسرارہم۔

یہ دھوکہ صرف اس لئے ہوتا ہے کہ ان حضرات نے اہل بیت اور سادات کے فرق کو ملحوظ نہ رکھا یا پھر یہ عقیدہ کی کوئی ایسی مجبوری ہے جو مسلسل احادیث صحیحہ میں دور از کار بلکہ دور از عقل تاویلوں پر مجبور کرتی ہے **فاعتبروا یا اولی الابصار**۔

---

[1] شواہد النبوۃ ملا عبد الرحمان جامی صفحہ ۲۱۷

نظرِ ثانی

اب ہم ایک مختصر وقفہ کے لئے دوبارہ حدیث اثنا عشر کے متون کی طرف چلتے ہیں۔
ایک متن میں روایت اس طرح ملتی ہے یکون اثنا عشر امیرا فقال کلمة لم اسمعها فقال ابی انه قال کلهم من قریش۔ یہ متن صحیح بخاری کے علاوہ دیگر کتب میں بھی ملتا ہے۔ ہم لفظِ امیر پر بحث کرنے سے پہلے محمد فواد عبدالباقی کے ایک حاشیہ سے اقتباس نقل کر رہے ہیں۔ ویحتمل ان تکون الاثنا عشر خلیفة بعد الزمن النبوی فان جمیع من ولی الخلافة من الصدیق الی عمر بن عبدالعزیز اربعة عشر نفسا منهم اثنان لم تصح ولا یتهما ولم تطل مدتهما وهما معاویة بن یزید و مروان بن الحکم والباقون اثنا عشر نفسا علی الولاء کما اخبر صلی الله علیه وسلم وکانت وفاة عمر بن عبدالعزیز سنة احدیٰ ومأة و تغیرت الاحوال بعده و انقضی القرن الاول الذی هو خیر القرون ولا یقدح فی ذلك قول فی الحدیث الآخر یجتمع علیهم الناس لانه یحمل علی الاکثر الاغلب لان هذه الصفة لم تفقد منهم الافی الحسن بن علی وعبدالله بن الزبیر مع

صحة ولا يتهما والحكم بان من خالفهما لم يثبت استحقاقه الا بعد تسليم الحسن وقتل ابن الزبير وكانت الامور فى غالب ازمنة هولاء الاثنى عشر منتظمة وان وجد فى بعض مدتهم خلاف ذلك فهو بالنسبة الى الاستقامة نادر والله اعلم [۱] اور یہ احتمال ہے کہ یہ بارہ خلفاء زمانۂ نبوت کے بعد ہوں اس لئے کہ صدیق سے عمر بن عبدالعزیز تک وہ سارے لوگ جو مسندِ خلافت پر آئے چودہ اشخاص ہیں اُن میں سے دو ایسے ہیں جن کی خلافت صحیح نہیں اور مدت بھی طویل نہیں ہے اور وہ معاویہ بن یزید اور مروان بن حکم ہیں اور باقی بارہ افراد مسندِ خلافت پر متمکن ہیں جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے۔ عمر بن عبدالعزیز کی وفات سن ۱۰۱ میں ہے اس کے بعد ہی حالات بدلے ہیں اور قرنِ اوّل کا اختتام ہوا ہے جو خیر القرون ہے۔ ایک دوسری حدیث میں **یجتمع علیھم الناس** (لوگ اُن پر مجتمع ہوں گے) آیا ہے وہ ہمارے قول کے خلاف نہیں ہے بلکہ اس سے مراد اغلب اکثریت کا مجتمع ہونا ہے۔ یہ صفت صرف دو یعنی حسن بن علی اور عبداللہ بن زبیر میں نہیں تھی جب کہ ان دونوں کی خلافت صحیح تھی اور جن لوگوں نے ان دونوں کی مخالفت کی تھی ان کا استحقاق خلافت اس وقت ثابت ہوگیا جب حسن نے خلافت دے دی اور ابنِ زبیر قتل ہوگئے۔ ان مذکورہ بارہ کے ادوارِ خلافت میں امور منظم اور باقاعدہ تھے اگرچہ بعض کے ادوار میں اس کے خلاف بھی ہوا لیکن وہ ادوارِ استقامت کے ادوار کی نسبت بہت کم ہیں واللہ اعلم

حاشیہ نگار کی رائے کے مطابق بارہ خلفاء کی تعداد عمر بن عبدالعزیز پر ختم ہوتی ہے جو بلا دلیل بھی ہے اور حدیث کے متون کے خلاف بھی ہے۔ اس سے قطعِ نظر کرتے ہوئے ہم یہ دیکھتے ہیں کہ محترم حاشیہ نگار نے چودہ افراد میں سے دو کو خارج کیا ہے اور باقی ان خلافتوں کا

---

[۱] اللؤلؤ والمرجان محمد فواد عبدالباقی جلد دوم حدیث شمارہ ۱۱۹۵ پر حاشیہ صفحہ ۲۸۱ مطبوعہ قاہرہ

اثبات کیا ہے جن کے امور منظم اور باقاعدہ تھے، جن میں استقامت پائی جاتی تھی اور جسے غالب اکثریت کی تائید بھی حاصل تھی۔ اب ہم اسی کتاب سے ایک دوسری روایت پر حاشیہ نگار کی تحریر کردہ رائے نقل کرتے ہیں۔ **لایزال ھذا الامر ای الخلافة فی قریش یستحقونها مابقی منھم اثنان قال النووی فیه دلیل ظاھر علٰی ان الخلافة مختصة بقریش لایجوز عقدھا لغیرھم وعلی ھذا انعقد الاجماع فی زمان الصحابة ومن بعدھم ---------- وقد بین صلی الله علیه وسلم ان الحکم مستمر الٰی آخرالزمان مابقی فی الناس اثنان وقد ظھر ماقاله صلوات الله وسلامه علیه من زمنه والی الآن وان کان المتغلبون من قریش ملکوا البلاد وقھروا العباد لکنھم معترفون بان الخلافة فی قریش فاسم الخلافة باقٍ فیھم فالمراد من الحدیث مجرّد التسمیة بالخلافة لاالاستقلال بالحکم** [۱] (انتھی بقدر الحاجۃ) یہ امرِ خلافت ہمیشہ قریش ہی میں رہے گا اور وہی اس کے مستحق ہیں چاہے ان میں سے دو ہی کیوں نہ باقی رہ جائیں۔ نووی نے کہا ہے کہ اس روایت میں اس بات کی روشن دلیل موجود ہے کہ خلافت قریش کے ساتھ مخصوص ہے غیر قریش کے لئے جائز نہیں ہے اور اسی بات پر دور صحابہ میں اور بعد کے ادوار میں اجماع ہوا ہے ---------- اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی بیان کر دیا ہے کہ یہ حکم آخر زمانے تک جاری رہے گا چاہے قریش میں سے دو ہی کیوں نہ بچے ہوں۔ آپ نے جو فرمایا تھا وہ آپ کے دور سے آج تک ظاہر و باہر ہے اگرچہ غیر قریشی غلبہ کرنے والوں نے شہروں کو اپنی ملکیت میں لے لیا ہے اور انسانوں کو اپنے تابع کر لیا ہے لیکن یہ غلبہ کرنے والے بھی اس بات کے معترف ہیں کہ خلافت قریش ہی میں ہے۔ اس لحاظ

---

[۱] اللؤلؤ والمرجان محمد فواد عبدالباقی جلد دوم حاشیہ حدیث ۱۱۹۳ صفحہ ۲۸۰

سے خلافت کا نام قریش میں باقی ہے لہٰذا حدیث سے مراد بھی یہی ہے کہ قریش میں خلافت کا نام باقی رہ جائے گا چاہے حکومت وحکم میں استقلال نہ بھی ہو۔

قارئین پر یہ بات عیاں ہوگئی ہوگی کہ اس روایت کو آلِ محمدؐ سے ہٹانے کے لئے کتنے پاپڑ بیلے گئے ہیں کہ امور منظم ہوں غالب اکثریت ساتھ ہو وغیرہ وغیرہ اور زیرِ نظر روایت میں صرف خلافت کے نام کے باقی رہنے پر اکتفا کرلی گئی اور اب وہ نام بھی باقی نہ رہا۔ رہے نام اللہ کا۔ اب اسی روایت پر علامہ وحید الزماں کا حاشیہ بھی دیکھتے چلیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ اب روم میں جو سلطان ہیں وہ ترک ہیں ایران میں جو ہیں وہ قاچار ہیں ھند میں مغل تھے اب تو نصاریٰ ہیں غرض اب کہیں قریش کی حکومت بطور وسعت اور استقلال کے معلوم نہیں ہوتی مکہ معظمہ میں جو شریف کہلاتے ہیں وہ سید ہیں اور قریشی لیکن ان کو کچھ اختیار نہیں وہ سلطان کے تابع فرمان ہیں حدیث میں جو آیا ہے کہ ہمیشہ خلافت قریش میں رہے گی یہ صحیح ہے کس لئے کہ ان سلاطین کو جو قریشی نہیں ہیں خلافتِ شرعی نہیں ہوسکتی البتہ حاکمِ اسلام ہیں اور بمطوق **واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم** اور **علیکم بالسمع والطاعة وان کان عبدا حبشیا** اور **السلطان ظل اللہ فی الارض** وغیرہ ان کی اطاعت بشرطیکہ مخالفِ شریعت نہ ہو واجب ہے [1] (بقدر الحاجۃ) اب ان باتوں پر کیا تبصرہ کیا جائے کہ یہ بھی صحیح ہے کہ ہمیشہ خلافت قریش میں رہے گی اور یہ بھی صحیح ہے کہ اب کہیں قریش کی خلافت موجود نہیں ہے۔ یہ بھی صحیح ہے کہ غیر قریشی سلاطین کی خلافت شرعی نہیں ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ وہ حاکمِ اسلام ہیں اور ان کی اطاعت واجب ہے بشرطیکہ مخالفِ شریعت نہ ہو۔

خلافت وامارت کے اقتدار کے ہم معنی قرار دینے ہی کے سبب یہ نکتہ اٹھایا گیا ہے کہ

---

[1] ترجمہ صحیح مسلم شرح نووی جلد پنجم صفحہ ۱۱۰ طبع لاہور

حدیث میں خلیفہ یا امیر کا لفظ واقع ہوا ہے اور یہ حضرات (ائمہ اہل بیت) کبھی امیر یا خلیفہ نہیں ہوئے۔ اگر حدیث میں امام کا لفظ ہوتا تو گنجائش تھی کہ کہا جاتا کہ اس سے مراد حضرات (ائمہ اہل بیت) ہیں [۱] یہ محققین جہاں چاہتے ہیں امامت اور خلافت کو جداگانہ قرار دے دیتے ہیں جیسا کہ اس حوالہ سے ظاہر ہے اور جہاں چاہتے ہیں امامت اور خلافت کو ایک کر دیتے ہیں جیسا کہ علامہ وحید الزماں نے حدیث حذیفہ میں ائمہ کے معنی حاکم ترجمہ کیا ہے [۲] اسی طرح صحیح ترمذی کے ترجمہ میں حدیث ثوبان میں ائمہ کا ترجمہ حکمران کیا گیا ہے [۳]۔ اسی رویہ کے لئے یک بام و دو ہوا کی مثال استعمال کی جاتی ہے۔

ہم صفحاتِ گزشتہ میں صحیح مسلم کے حوالے سے حضرت حذیفہ یمانی کی ایک روایت نقل کر چکے ہیں [۴]۔ اس روایت میں **تسمع و تطیع للامیر و ان ضرب ظهرك و اخذ مالك** کا جملہ بہت کلیدی ہے۔ اگر انسان امیر کی اطاعت کر رہا ہے تو اس کو مارنے اور اس کے مال کو سلب کرنے کا کیا جواز ہے۔ اس بات سے ہم اس نتیجہ تک پہونچتے ہیں کہ یہ وہ امیر ہے جو ''الامیر'' ہے اور اس کی اطاعت پر مار بھی پڑے گی اور مال بھی چھن جائے گا۔ اب ہم اس امیر کو تلاش کرتے ہیں **قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اطاعني فقد اطاع الله و من عصاني فقد عصى الله ومن اطاع اميرى فقد اطاعني و من عصى اميرى فقد عصاني** [۵] جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ اس روایت

---

[۱] فتاوائے عزیزی عبدالعزیز دہلوی صفحہ ۷۹
[۲] صحیح مسلم شرح نووی جلد پنجم صفحہ ۱۳۸
[۳] صحیح ترمذی مترجم جلد اوّل صفحہ ۸۰۲ طبع لاہور
[۴] صحیح مسلم جلد ۵ صفحہ ۱۳۸ کتاب الامارۃ طبع لاہور
[۵] صحیح مسلم ترجمہ وحیدی جلد پنجم صفحہ ۱۲۸

میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیری کو اپنی جانب مضاف کیا ہے یعنی میرا امیر۔ یہ جملہ اسی وقت درست ہوگا جب امیر کو رسول اکرم خود معیّن فرمائیں گے۔ بصورتِ دیگر کسی اور کا معیّن کردہ امیر امیری کا مصداق نہیں بن سکتا یہی سبب ہے کہ علامہ وحید الزماں کو بھی یہ تسلیم کرنا پڑا ہے کہ بارہ امیروں سے ائمہ اثنا عشر مراد ہیں اور یہ وہی امیر ہیں جن کی اطاعت پر زمانہ ضرب وسلبِ مال کی سزا دے گا۔ اس سلسلۂ امارت کے پہلے امیر کا تذکرہ روایات میں کثرت سے مذکور جن میں سے بعض روایات یہ ہیں۔ **عن بریدة الاسلمی قال امرنا رسول الله صلی الله علیه وسلم ان نسلم علٰی علیّ بامرة المومنین ونحن سبعة وانا اصغر القوم یومئذ** [۱] حضرت بریدہ اسلمی فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ ہم علی کو امیر المومنین کے خطاب سے سلام کریں۔ ہم سات افراد تھے اور میں ان میں سب سے چھوٹا تھا۔ بعض رُوات نے رسول اکرم کا یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ نے لوگوں سے فرمایا **سلموا علیه بامرة المومنین** [۲] اس (علی) کو امیر المومنین کے خطاب سے سلام کرو۔ اس کے علاوہ ارجح المطالب، مناقب عینی شاہ اور دیگر کتب میں بھی یہ روایات مذکور ہیں۔

اسی سلسلے کی ایک یہ روایت بھی قابلِ مطالعہ ہے **عن انس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا انس اسکب لی وضوء ا ثم قام فصلّٰی رکعتین ثم قال یا انس من یدخل علیك من هذا الباب امیر المومنین وسید المسلمین و قائد الغر المحجلین و خاتم الوصیین قال انس قلت اللهم واجعله رجلا من الانصار و کتمته اذجاء علی فقال من هذا یا انس فقلت علی فقام مستبشرا فاعتنقه ثم جعل یمسح عرق وجهه بوجهه ویمسح عرق علی بوجهه وقال**

---

[۱] تاریخ دمشق ابن عساکر جلد دوم صفحہ ۲۵۹ [۲] شرح مقاصد تفتازانی جلد پنجم صفحہ ۲۵۹

علی یارسول الله لقد رأیتك صنعت شیئا ماصنعت بی من قبل قال وما یمنعنی وانت تؤدی عنی و تسمعهم صوتی و تبین لهم ما اختلفوا فیه بعدی

۱ حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے انس میرے وضو کا پانی ڈالو پھر آپ نے کھڑے ہو کر دو رکعت نماز ادا فرمائی اور اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ انس اس دروازے سے جو شخص بھی تمہارے پاس داخل ہوگا وہ مومنوں کا امیر ہے اور مسلمانوں کا سردار ہے اور روشن چہرے والوں کا رہبر ہے اور اوصیاء کا خاتم ہے انس کہتے ہیں کہ میں نے دل میں دعا کی کہ پروردگار اُسے انصار سے قرار دے۔ اتنے میں علی آئے رسول نے پوچھا کہ انس کون آیا ہے میں نے عرض کی کہ علی ہیں۔ تو رسول اکرم خوشی میں کھڑے ہو گئے اور علی کو گلے لگایا اور ان کے اور اپنے چہرے کے پسینے کو چہرے ہی کے ذریعہ صاف کیا اس پر علی نے کہا کہ یارسول اللہ آج آپ نے میرے ساتھ وہ عمل کیا ہے جو اس سے قبل نہیں کیا تھا آپ نے فرمایا کہ مجھے کون روک سکتا ہے جب کہ تم میری طرف سے ادا کرنے والے ہو اور میری آواز لوگوں کو سنانے والے ہو اور میرے بعد لوگ جو اختلاف کریں گے اسے بیان کرنے والے ہو۔

اس روایت کو اگر حدیث اثنا عشر اور حدیث ثقلین کی روشنی میں مطالعہ کیا جائے تو یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ بارہ امیروں میں سے پہلے امیر علی ہیں اور عترت جن سے تمسک کا حکم دیا گیا ہے اُن کے بھی پہلے علی ہیں۔ مجاہد نے نقل کیا ہے کہ **قیل لابن عباس ماتقول فی علی بن ابی طالب قال ذکرت والله احد الثقلین سبق بالشهادتین و صلی القبلتین وبایع البیعتین** ۲ (بقدر حاجت) ابن عباس سے پوچھا گیا کہ آپ علی ابن ابی طالب کے

---

۱ حلیۃ الاولیاء ابونعیم اصفہانی جلد اوّل صفحہ ۱۰۲

۲ مناقب خوارزمی صفحہ ۲۳۶

بارے میں کیا فرماتے ہیں انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم تم نے ان کا ذکر کیا جو ثقلین میں سے ایک ہیں۔ توحید و رسالت کی گواہی میں سب پر سابق ہیں انھوں نے دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی اور رسول کی دو بیعتیں کیں۔ اب حدیث ثقلین سے ملتی جلتی ایک روایت دیکھتے چلیں ارشاد ہے کہ **یامعشر الانصار الا ادلکم علیٰ ما اِن تمسکتم به لن تضلوا بعده ابدا هذا علی** [۱] اے گروہِ انصار کیا میں تمہیں وہ شخص نہ بتلاؤں کہ جس سے تمسک کرنے پر تم ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہوگے وہ یہ علی ہیں۔ الفضائل من اختتام الافعال صفحہ ۴۰۰ پر بھی ایسی ہی روایت موجود ہے۔ ہم اس بحث کو حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت پر ختم کر رہے ہیں **علی مع القرآن والقرآن مع علی ولن یفترقا حتی یردا علیّ الحوض** [۲] رسول اکرم نے ارشاد فرمایا کہ علی قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علی کے ساتھ ہے اور یہ دونوں ہرگز جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوضِ کوثر پر وارد ہوں گے۔

اب ہم ان روایات کی طرف چلتے ہیں جن میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش کے ان بارہ خلفاء اور ائمہ کا تذکرہ فرمایا ہے۔ روایات بکثرت ہیں ہم اس مختصر رسالہ کی گنجائش کے اعتبار سے انہیں نقل کریں گے لیکن اس سے قبل لفظ قریش پر ایک ضمنی بحث دلچسپی سے خالی نہیں ہوگی۔

---

[۱] کنزالعمال جلد ششم صفحہ ۱۵۷

[۲] مستدرک حاکم جلد سوم صفحہ ۱۲۴، تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۱۶ کنزالعمال جلد ۱۱ صفحہ ۶۰۳، صواعق محرقہ باب نہم فصل ثانی صفحہ ۷۴ مناقب سیدنا علی عینی شاہ صفحہ ۳۸ اور دیگر کتب میں مختصر تبدیلیوں کے ساتھ یہ روایت موجود ہے۔

قریش

صاحب روضۃ الاحباب نے حضرت نضر بن کنانہ کی اولاد کو قریش لکھا ہے [۱] صاحب لسان العرب نے اس لفظ کے ذیل میں یہ تحریر کیا ہے **وقریش قبیلة سیدنا رسول الله صلی الله علیه وسلم ابوهم النضر بن کنانه بن خزیمة بن مدرکه بن الیاس بن مضر فکل من کان من ولد النضر فهو قرشی دون وُلد کنانة ومن فوقه** ۔ قریش رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قبیلہ ہے۔ اس قبیلہ کے مورثِ اعلیٰ نضر بن کنانہ ہیں جن کا شجرہ یہ ہے۔ نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر۔ پس جو بھی مضر کی اولاد میں ہے وہ قریشی ہے۔ کنانہ اور ان سے اوپر والوں کی اولاد قریشی نہیں ہے۔ اس شجرہ کو روایتِ اثنا عشر سے ملا کر بعض علماء نے ایک لطیف نکتہ بیان کیا ہے جسے ہم درج کر رہے ہیں۔

---

[۱] روضۃ الاحباب صفحہ ۳۴ مطبع انوار محمدی

نضر کی اولاد قریش کہلاتی ہے اس روشنی میں نضر سے نیچے چلنے والا سلسلہ یہ ہے

۱۔	مالک	۱۔	علی بن ابیطالب + خاتون جنت بنت رسول
۲۔	فہر	۲۔	حسن
۳۔	غالب	۳۔	حسین
۴۔	لوی	۴۔	زین العابدین
۵۔	کعب	۵۔	محمد باقر
۶۔	مرہ	۶۔	جعفر صادق
۷۔	کلاب	۷۔	موسیٰ کاظم
۸۔	قصی	۸۔	علی رضا
۹۔	عبد مناف	۹۔	محمد تقی
۱۰۔	ہاشم	۱۰۔	علی نقی
۱۱۔	عبد المطلب	۱۱۔	حسن عسکری
۱۲۔	عبد اللہ	۱۲۔	مہدی (ہم نامِ رسول)
	محمد رسول اللہ		

اس سے پتہ چلتا ہے کہ رسول اکرم محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریش کا وہ مرکزی نقطہ ہیں کہ جن کے اوپر نضر کی اولاد یعنی قریش میں بارہ اوصیائے کرام ہیں اور جن کے نیچے قریش کے بارہ ائمہ ہیں۔**ذلك فضل الله يوتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم**

ائمہ اثنا عشر

ائمہ اثنا عشر کے سلسلہ میں اب تک جو کچھ ہم پڑھ آئے ہیں اس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ بارہ خلفاء جو قیامت تک رسول اکرم کی جانشینی کا فریضہ انجام دیں گے وہ قریش اور بنی ہاشم سے ہیں، رسول اکرم کی عترت واہل بیت ہیں اور کسی بھی قسم کی لغزش وخطا سے پاک ہیں۔ اب ہم چند تائیدی روایات درج کرتے ہیں۔

۱۔ **قال النبی صلی اللہ علیه وسلم من سره أن یحیی حیاتی ویموت مماتی ویسکن جنة عدن غرسها ربی فلیوال علیا بعدی ویوال ولیه ولیقتد بالائمة من بعدی فانهم عترتی خلقوا من طینتی ورزقوا فهما وعلما وویل للمکذبین بفضلهم من امتی للقاطعین فیهم صلتی لا انا لهم اللہ شفاعتی** [۱] رسول اکرم نے ارشاد فرمایا کہ جو یہ چاہے کہ میری طرح زندہ رہے اور میری طرح موت اختیار کرے اور اس کی سکونت باغ عدن میں ہو جسے اللہ نے لگایا ہے تو اسے چاہئے کہ میرے بعد علی کی ولایت قبول کرے اور اس کے ولی کی ولایت بھی قبول کرے اور میرے بعد

۱۔ حلیۃ الاولیاء ابونعیم اصفہانی جلد اوّل صفحہ ۱۲۸

ائمہ کی پیروی کرے کہ وہ میری عترت ہیں ان کی خلقت میری طینت سے ہے انھیں فہم وعلم عطا ہوا ہے اس پروائے ہو جو میری امت میں سے ان کے فضائل کی تکذیب کرے اوران کے حق میں میرے ساتھ قطع رحم کرے اللہ ایسے کو میری شفاعت نصیب نہ کرے۔

۲۔ قال النبی صلی الله علیه وآلہٖ وسلم من احب ان یرکب سفینة النجاة ویستمسك بالعروة الوثقی ویعتصم بحبل الله المتین فلیوال علیا بعدی ویعاد عدوه ولیأتم بالائمة الهداة من ولده فانهم خلفائی واوصیائی وحجج الله علی الخلق بعدی وسادة امتی وقادة الاتقیاء الی الجنة حربهم حربی وحرب اعداء هم حرب الشیطان [۱] رسول اکرم نے ارشاد فرمایا کہ جو یہ چاہتا ہے کہ سفینۂ نجات پر سوار ہو جائے اور مضبوط رسی کو تھام لے اور حبل متین سے متمسک ہو جائے اسے چاہئے کہ علی کو ولی قرار دے اور ان کے دشمن سے دشمنی کرے اور ائمہ ہدایت کی پیروی کرے جو نسلِ علی سے ہیں وہی ائمہ میرے خلفاء ہیں اور میرے اوصیاء ہیں اور خلق خدا پر اللہ کی حجت ہیں اور میری امت کے سردار ہیں اور متقین کو جنت کی طرف لے جانے والے ہیں ان سے جنگ مجھ سے جنگ ہے اور ان کے دشمنوں سے جنگ کرنا شیطان سے جنگ کرنا ہے۔

۳۔ عن سلمان المحمدی قال دخلت علی النبی صلی الله علیه وآله وسلم واذا الحسین علیٰ فخذه وهو یقبل عینیه ویلثم فاه ویقول انك سید ابن سید ابوسادة انك امام ابن امام ابوائمة انك حجة ابن حجة ابو حجج تسعة من صلبك تاسعهم قائمهم [۲] سلمان کہتے ہیں میں رسول اکرم کے پاس

---

[۱] ینابیع المودۃ جلد سوم باب ۷۷ صفحہ ۲۹۱۔ مناقب مرتضوی باب دوم صفحہ ۱۱۰ چاپ بمبئی

[۲] مناقب مرتضوی ملا صالح کشفی باب دوم صفحہ ۱۲۹، مقتل خوارزمی جلد اول فصل ہفتم صفحہ ۱۴۶

حاضر ہوا حسین آپ کے زانو پر تھے اور رسول اکرم ان کی آنکھوں اور دہن کو بوسہ دے رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ تم سید ہو سید کے بیٹے ہو اور سیدوں کے باپ ہو۔ تم امام ہو امام کے بیٹے ہو اور اماموں کے باپ ہو، تم حجت ہو حجت کے بیٹے ہو اور نو حجتوں کے باپ ہو جو تمہارے صلب سے ہوں گے اُن کا نواں قائم ہے۔

۴۔ **عن جابر ابن عبدالله الانصاری قال کنت یوما مع النبی صلی الله علیه وآله فی بعض حیطان المدینة وید علی علیه السلام فی یده فمرّ بنخل فصاح النخل هذا محمد سید الانبیاء وهذا علی سید الاوصیاء ابوالائمة الطاهرین ثم مررنا بنخل فصاح النخل هذا محمد رسول الله وهذا علی سیف الله فالتفت النبی صلی الله علیه وآله الی علی صلوات الله علیه وآله فقال یا علی سمّه الصیحانی فسمی من ذلک الیوم بالصیحانی** [1] جابر کہتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اکرم کے ساتھ مدینہ کے ایک باغ میں تھا۔ علی کا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں تھا۔ آپ ایک درخت کے پاس سے گزرے تو نخل پکارا یہ محمد سید الانبیاء ہیں اور یہ علی سید الاوصیاء ہیں اور ائمہ طاہرین کے والد ہیں۔ پھر ہم ایک اور درخت کے پاس سے گزرے تو وہ پکارا کہ یہ محمد رسول اللہ ہیں اور یہ علی سیف اللہ ہیں۔ پھر رسول نے علی کی طرف رخ کیا اور فرمایا کہ یا علی اس کا نام صیحانی رکھ دو اس دن سے یہ صیحانی کہلانے لگا۔ عبدالحق محدث دہلوی نے اسے یوں تحریر کیا ہے بروایت جابر رضی اللہ عنہ بہ ثبوت رسیدہ کہ روزے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم دست در دستِ علی مرتضٰی سلام اللہ علیہ در بعض بساتینِ مدینہ می گزشت ناگاہ از میان نخلۂ آواز برآمد کہ **هذا محمد سید الانبیاء وهذا علی سید**

---

[1] فرائد السمطین جلد اول باب ۲۲ صفحہ ۱۳۸ حدیث ۱۰۱

الاولیاء ابو الائمة الطاهرین ۱؎

۵۔ **عن عبداللہ بن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا سید المرسلین وعلی بن ابی طالب سید الوصیین وان اوصیاء ی بعدی اثنا عشر اولھم علی بن ابی طالب وآخرھم القائم المھدی** ۲؎ ابن عباس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں رسولوں کا سردار ہوں اور علی ابن ابی طالب اوصیاء کے سردار ہیں اور میرے بعد میرے اوصیاء بارہ ہیں جن کے پہلے علی بن ابیطالب اور آخری قائم مہدی ہیں۔ اس سے ملتی جلتی ایک روایت یہ بھی ہے کہ رسول اکرم نے فرمایا **الائمة بعدی اثنا عشر اولھم انت یا علی وآخرھم القائم الذی یفتح اللہ عزوجل علی یدیہ مشارق الارض ومغاربھا** ۳؎ میرے بعد بارہ امام ہیں اے علی ان کے پہلے تم ہو اور ان کا آخری وہ قائم ہے جس کے ہاتھوں سے اللہ مشارق ومغارب کی فتح کروائے گا۔

۶۔ **عن عبداللہ بن عباس قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انا و علی والحسن والحسین وتسعة من ولد الحسین مطھرون معصومون** ۴؎ ابن عباس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا کہ میں اور علی اور حسن اور حسین اور اولادِ حسین سے نو افراد پاکیزہ اور معصوم ہیں۔

۷۔ **عن ابی الطفیل عامر بن واثلہ وھو آخر من مات من الصحابة بالاتفاق عن علی رضی اللہ عنھما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت وصیی حربك حربی وسلمك سلمی وانت الامام**

۱؎ جذب القلوب الی دیار المحبوب صفحہ ۳۹ مطبوعہ کلکتہ ۲؎ فرائد السمطین جلد دوم باب ۶۱ صفحہ ۳۱۳
۳؎ ینابیع المودة جلد سوم باب ۹۴ صفحہ ۳۹۵ ۴؎ فرائد السمطین جلد دوم باب ۳۱ صفحہ ۱۳۳

وابوالائمة الاحد عشر الذين هم المطهرون المعصومون ومنهم المهدی الذی یملأ الارض قسطا وعدلا ۱؎ (بقدر الحاجۃ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی تم میرے وصی ہو تم سے جنگ مجھ سے جنگ ہے اور تم سے امن مجھ سے امن ہے تم امام ہو اور ان گیارہ اماموں کے والد ہو جو صاحبِ تطہیر اور معصوم ہیں اور انھیں میں سے مہدی ہے جو زمین کو عدل وداد سے پُر کرے گا۔

۸۔ **قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان خلفائی واوصیائی و حجج الله علی الخلق بعدی الاثنی عشر اولهم علی وآخرهم ولدی المهدی فینزل روح الله عیسیٰ بن مریم فیصلّی خلف المهدی وتشرق الارض بنور ربها ویبلغ سلطانه المشرق والمغرب** ۲؎۔ عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اکرم نے فرمایا کہ میرے خلفاء اور میرے اوصیاء اور خلق خدا پر میرے بعد اللہ کی حجت بارہ ہیں جن کے پہلے علی ہیں اور آخری میرا بیٹا مہدی ہے پھر روح اللہ عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے اور مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے اور زمین نورالٰہی سے چمک اٹھے گی اور مہدی کی سلطنت مشرق ومغرب پر محیط ہوگی۔

۹۔ **عن الاصبغ بن نباته قال سمعت ابن عباس رضی الله عنهما یقول قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انا السماء واما البروج فالائمة من اهل بیتی وعترتی اولهم علی وآخرهم المهدی وهم اثنا عشر** ۳؎ ابن عباس سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم نے فرمایا کہ آسمان میں ہوں اور بروج ائمہ ہیں جو میرے اہل بیت

۱؎ ینابیع المودۃ جلد اول باب ۱۶ صفحہ ۲۵۳

۲؎ ینابیع المودۃ جلد سوم باب ۷۸ صفحہ ۲۹۵۔ فرائد السمطین جلد دوم باب ۶۱ صفحہ ۳۱۲ پر ایسی ہی روایت موجود ہے۔ ۳؎ ینابیع المودۃ جلد سوم باب ۷۱ صفحہ ۲۵۴

اور عترت سے ہیں۔ ان کے پہلے علی ہیں اور آخری مہدی ہیں اور یہ بارہ ہیں۔

۱۰۔ ابوالطفیل سے ایک طویل روایت نقل ہوئی ہے جس میں ایک یہودی جوان نے علی بن ابیطالب سے کچھ سوالات پوچھے ہیں۔ ان میں سے ایک سوال یہ بھی تھا کہ **اخبرنی عن محمد صلی اللہ علیه وسلم کم بعده من امام عدل** آپ یہ بتلایئے کہ رسول اسلام کے بعد عادل امام کتنے ہوں گے؟ آپ نے فرمایا **ان لمحمد صلی اللہ علیه وسلم من الخلفاء اثنٰی عشر اماما عادلا لایضرهم من خذلهم** [۱] رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عادل خلفاء بارہ ہوں گے جو کوئی ان کی مدد ترک کرے گا وہ انھیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

ان روایات میں امامت، وصایت، خلافت اور حجت کو اہل بیت کے بارہ اماموں سے مختص کیا گیا ہے۔ یہ بارہ امام وہ ہیں جن کے پہلے علی اور آخری مہدی ہیں۔ سلسلۂ وصایت آدم آدم علیہ السلام سے شروع ہوتا ہے جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے کہ جب حضرت آدم گیارہ روز تک بیمار رہے تو انھوں نے شیث کو اپنا وصی مقرر فرمایا اور انھیں حکم دیا کہ وہ اپنے علم کو قابیل اور اس کی اولاد سے مخفی رکھیں کیونکہ اس نے ازراہِ حسد ہابیل کو قتل کر دیا تھا حالانکہ آدم نے انھیں علم سے مخصوص کیا تھا۔ شیث اور ان کی اولاد نے اپنے علم کو مخفی رکھا اور قابیل و اولادِ قابیل کو وہ علم نہ ملا جس سے وہ فائدہ اٹھاتے۔ [۲] یہی طریقۂ وصیت رسول اکرم پر آکر منتہی ہوا۔ آپ نے ذوالعشیرہ ہی میں علی کے وصی ہونے کا اعلان فرما دیا تھا۔ اس واقعہ کو معالم التنزیل، درمنثور، تفسیر طبری، تاریخ کامل بن اثیر، مسند احمد بن حنبل اور ازالۃ الخفاء وغیرہ میں دیکھا جا سکتا ہے۔ ہم اس موضوع پر صرف ایک روایت نقل کر رہے ہیں۔ **قال احمد فی الفضائل عن انس قال قلنا**

---

[۱] فرائد السمطین جلد اول باب ۶۶ صفحہ ۳۵۴

[۲] تاریخ کامل بن اثیر جلد اول صفحہ ۱۸ مطبوعہ مصر

لسلمان الفارسی سل رسول الله صلی الله علیه وسلم من وصیّه فسأل سلمان رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال من کان وصی موسیٰ بن عمران قال یوشع بن نون قال ان وصیی ووارثی و منجز وعدی علی بن ابی طالب [۱] انس کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے سلمان فارسی سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو کہ اُن کا وصی کون ہے؟ سلمان نے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ موسی بن عمران کا وصی کون تھا؟ سلمان نے کہا یوشع بن نون تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے وصی، میرے وارث اور میرے وعدوں کو پورا کرنے والے علی بن ابیطالب ہیں۔

حجت اس دلیلِ روشن کو کہتے ہیں جو مطلوب و مقصود کو مکمل طور سے واضح کردے۔ بارہ اماموں کو حجۃ اللہ علی الخلق فرمایا گیا ہے یہ وہ ذواتِ مقدسہ ہیں جو خدا اور رسول اور دین و شریعت کے لئے برہانِ قاطع ہیں۔ ابونعیم اصفہانی نے حضرت علی سے ایک طویل روایت نقل کی ہے جس کا ایک اقتباس حجت کو سمجھنے میں مفید ہوسکتا ہے **اللّھم بلیٰ لاتخلوا الارض من قائم للہ بحجۃ لئلا تبطل حجج اللہ وبیناتہ اولائک ھم الاقلون عددا الاعظمون عنداللہ قدرابھم یدفع اللہ عن حججہ حتی یوٗدوھا الیٰ نظرائھم** ۔ اللہ گواہ ہے کہ زمین ایسے شخص سے خالی نہیں رہتی جو اللہ کی جانب سے حجت کو قائم رکھتا ہے تاکہ خدا کی حجتیں اور نشانیاں ختم نہ ہوجائیں ایسے اشخاص تعداد میں تو کم ہیں لیکن اللہ کی نگاہ میں عظیم ترین رتبہ رکھتے ہیں۔ اللہ انھیں کے ذریعہ اپنی حجتوں کو بیان کرتا ہے تاکہ وہ اشخاص ان حجتوں کو صاحبانِ نظر تک پہنچادیں...... پھر آگے چل کر ارشاد فرمایا ہے کہ **اولائک خلفاء**

---

[۱] تذکرۃ خواص الامۃ فی معرفۃ الائمہ جمال الدین بن یوسف بن ابی الفرج جوزی صفحہ ۲۶ مطبوعہ تہران

اللہ فی بلادہ والدعاۃ الیٰ دینہ [1] یہی لوگ اللہ کی زمین پر اللہ کے خلفاء اور اس کے دین کی طرف دعوت دینے والے ہیں۔

اب ہم اس بحث کو سمیٹتے ہوئے صرف چند روایات پیش کریں گے جن میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان بارہ خلفاء کے اسماء گرامی تفصیل سے بیان فرمائے ہیں۔

---

[1] حلیۃ الاولیاء جلد اوّل صفحہ ۱۲۱ چاپ بیروت

خلفاء کے اسماء

پہلی روایت

عن ابی سلمٰی راعی ابل رسول الله صلی الله علیه وسلم قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یقول لیلة اسری بی الی السماء قال لی الجلیل جلّ وعلا آمن الرسول بما انزل الیه من ربه قلت والمومنون قال صدقت یا محمد من خلفت فی امتك قلت خیرها قال علی بن ابی طالب قلت نعم یارب قال یا محمد انی اطّلعت علی الارض اطلاعة فاخترتك منها فشققت لك اِسماً من أسمائی فلا اذکر فی موضع الاذکرت معی فانا المحمود وانت محمد ثم اطلعت الثانیة فاخترت علیا وشققت له اسما من اسمائ فانا الاعلیٰ وهو علیؑ یا محمد انی خلقتك وخلقت علیّا وفاطمة والحسن والحسین والائمة من ولده من سنخ نور من نوری وعرضت ولایتکم علیٰ اهل السموات واهل الارض فمن قبلها کان عندی من المومنین ومن جحدها کان عندی من الکافرین یامحمد لو أن عبدامن

عبیدی عبدنی حتی ینقطع أویصیر کالشن البالی ثم اتانی جاحدا لولایتکم ماغفرت له حتی یقول بولایتکم یامحمد أتحب أن تراهم قلت نعم یارب فقال لی التفت عن یمین العرش فالتفت فاذا بعلی وفاطمة والحسنِ والحسین وعلی بن الحسین ومحمد بن علی و جعفر بن محمد و موسیٰ بن جعفر و علی بن موسیٰ و محمد بن علی و علی بن محمد والحسن بن علی والمهدی فی ضحضاح من نور قیاما یصلّون وهو فی وسطهم یعنی المهدی کانه کوکب دریّ قال یامحمد هؤلآء الحجج وهو الثائر من عترتك وعزتی وجلالی انه الحجة الواجبة لاولیائی والمنتقم من اعدای [1] رسول اکرم کے شتربان ابوسلمیٰ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ معراج کی شب خداوندِ جلیل (جل وعلا) نے فرمایا کہ رسول ان چیزوں پر ایمان رکھتے ہیں جو ان کے رب کی طرف سے ان پر نازل ہوئی ہیں۔ میں نے کہا اور مومنین بھی ایمان رکھتے ہیں۔ اللہ نے فرمایا تم نے سچ کہا، اے محمد تم نے کس شخص کو اپنی امت میں خلیفہ بنایا ہے؟ میں نے عرض کہ اُن کے بہترین شخص کو۔ فرمایا کہ علی بن ابیطالب کو؟ میں نے کہا ہاں اے پروردگار۔ اللہ نے فرمایا کہ اے محمد میں نے زمین کی طرف توجہ کی تو تمہیں منتخب کیا اور اپنے ناموں میں سے ایک نام سے تمہارا نام مشتق کیا پس جہاں بھی میرا ذکر ہوگا تمہارا بھی ذکر کیا جائے گا اس لئے کہ میں محمود ہوں اور تم محمد ہو۔ پس میں نے دوسری بار زمین کی طرف توجہ کی اور علی کو منتخب کیا اور اس کے لئے بھی اپنے ایک نام سے اس کا نام مشتق کیا میں اعلیٰ ہوں اور وہ علی

---

[1] ۔ فرائد السمطین جلد دوم باب ۶۱ صفحہ ۳۱۹ حدیث ۵۷۱۔ اس کے علاوہ ینابیع المودۃ اور مقتل خوارزمی میں بھی یہ روایت موجود ہے۔

ہے۔ اے محمد میں نے تم کو علی کو فاطمہ اور حسن و حسین کو اور نسلِ حسین کے اماموں کو اپنے نور کے ایک پرتو سے خلق کیا ہے اور تمہاری ولایت کو اہل آسمان و اہل زمین پر پیش کیا پس جس نے قبول کیا وہ میرے نزدیک مومنین میں سے ہے اور جس نے انکار کیا وہ کافرین میں سے ہے۔ اے محمد اگر میرے بندوں میں سے کوئی بندہ میری عبادت کرتا ہوا بہت بوڑھا ہو جائے یا بوسیدہ مشکیزے کی طرح ہو جائے اور پھر وہ میری بارگاہ میں آئے اور تم لوگوں کی ولایت کا منکر ہو اس کو اس وقت تک نہیں بخشوں گا جب تک تم لوگوں کی ولایت کا اقرار نہ کرے۔ اے محمد کیا تم ان لوگوں کو دیکھنا چاہتے ہو میں نے کہا ہاں اے پروردگار فرمایا کہ عرش کی داہنی جانب دیکھو۔ میں نے اُدھر توجہ کی تو دیکھا کہ علی، فاطمہ، حسن، حسین، علی بن الحسین، محمد بن علی، جعفر بن محمد، موسی بن جعفر، علی بن موسی، محمد بن علے، علی بن محمد، حسن بن علی اور مہدی نور کی شعاعوں میں درمیان میں کھڑے ہیں اور نماز پڑھ رہے ہیں اور ان کے درمیان مہدی چمکتے ہوئے ستارے کی مانند ہیں۔ اللہ نے فرمایا اے محمد یہ لوگ میری حجت ہیں۔ تمہارے خاندان کا مہدی دشمنوں سے انتقام لے گا۔ میری عزت وجلال کی قسم ہے کہ یہ حجت ہے جو میرے چاہنے والوں پر واجب ہے یہ میرے دشمنوں سے انتقام لے گا۔

دوسری روایت

مجاہد نے ابن عباس سے ایک طویل روایت نقل کی ہے۔ جس کا صرف ایک حصہ یہاں درج کیا جا رہا ہے کہ امام حسین کی ولادت پر جبریل علیہ السلام نے آ کر رسول اکرم کو امر الٰہی کے مطابق حسین کی ولادت کی مبارک باد پیش کی اور پھر تعزیت کی تو رسول اکرم نے جبریل سے پوچھا **تقتله امتی** کیا اسے میری امت قتل کرے گی جبریل نے عرض کی **نعم یا محمد فقال**

النبی صلی الله علیه وسلم ماهولآء بامتی انابری ء منهم والله بری ء منهم قال جبریل وانا بری ء منهم یا محمد فدخل النبی صلی الله علیه وسلم علی فاطمة علیها السلام فهنّاها وعزاها فبکت فاطمة ثم قالت یالیتنی لم الده قاتل الحسین فی النار فقال النبی صلی الله علیه وسلم وانا اشهد بذلك یافاطمة ولکنه لایقتل حتی یکون منه امام یکون منه الائمة الهادیة ثم قال علیه السلام والائمة بعدی هم الهادی علی والمهتدی الحسن والعدل الحسین والناصر علی بن الحسین والسفاح محمد بن علی والنفاع جعفر بن محمد والامین موسی بن جعفر والمؤتمن علی بن موسیٰ والامام محمد بن علی والفعال علی بن محمد والعلام الحسن بن علی ومن یصلّی خلفه عیسی بن مریم علیه السلام فسکنت فاطمة علیها السلام من البکاء [1]

(جبریل نے عرض کی کہ) ہاں اے محمد۔ تو رسول اکرم نے فرمایا کہ وہ لوگ میری امت نہیں ہیں میں ان سے بیزار ہوں اور خدا بھی ان سے بیزار ہے جبریل نے عرض کی کہ اے محمد میں بھی ان سے بیزار ہوں۔ پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے پاس آئے انھیں مبارک باد دی اور تعزیت کی تو فاطمہ رونے لگیں اور فرمایا کہ کاش میں نے اس بچہ کو پیدا نہ کیا ہوتا۔ حسین کا قاتل جہنمی ہے تو رسول اکرم نے فرمایا کہ اے فاطمہ میں بھی اس کی گواہی دیتا ہوں لیکن حسین اس وقت تک قتل نہیں ہوگا جب تک اس سے ایک امام پیدا نہ ہوجائے جس سے ہدایت کرنے والے ائمہ پیدا ہوں گے۔ اس کے بعد رسول اکرم نے فرمایا کہ میرے بعد یہ ائمہ ہوں گے (۱) الھادی علی (۲) المھدی حسن (۳) العدل حسین (۴) الناصر علی بن الحسین

---

[1] فرائد السمطین جلد دوم باب ۳۲ صفحہ ۱۵۲۔ اس روایت میں ائمہ کا تعارف القاب کے ساتھ ہے۔

(۵) السفاح محمد بن علی (۶) البقاع جعفر بن محمد (۷) الامین موسیٰ بن جعفر (۸) الموتمن علی بن موسیٰ (۹) الامام محمد بن علی (۱۰) الفعال علی بن محمد (۱۱) العلام حسن بن علی (۱۲) وہ جس کے پیچھے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نماز پڑھیں گے۔ یہ سن کر جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کا گریہ رک گیا۔

تیسری روایت

عن ابن عباس رضی الله عنه قال قدم يهودی علیٰ رسول الله صلی الله علیه وسلم يقال له نعثل فقال له يامحمد انی اسألك عن اشياء تلجلج فی صدری منذحين فان اجبتنی عنها اسلمت علیٰ يدك قال سل يا اباعمارة قال يا محمد صف لی ربك فقال علیه السلام ان الخالق لايوصف الابما وصف به نفسه وكيف يوصف الخالق الذی تعجز العقول ان تدركه والاوهام ان تناله والخطرات ان تحده والابصار ان تحيط به جل عما يصفه الواصفون نأیٰ فی قربه وقرب فی نأيه كيف الكيف فلا يقال له كيف وايّن الاين فلايقال له اين هو منقطع الكيفو فية والاينونيّة فهوالاحد الصمد كما وصف نفسه والواصفون لايبلغون نعته لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفوا احد قال صدقت يا محمد فاخبرنی عن قولك انه واحد لاشبيه له أليس الله تعالی واحد والانسان واحد فوحدانيته قد اشبهت وحدانية الانسان فقال علیه السلام الله تعالیٰ واحد احدیّ المعنی والانسان واحد ثنائی المعنی جسم و عرض و بدن و روح وانما التشبيه فی المعانی لاغير

قال صدقت يامحمد فاخبرني عن وصيك من هو فما من نبي الّا ولهٔ وصيّ وان نبينا موسى بن عمران اوصٰى الى يوشع بن نون فقال نعم ان وصيي والخليفة من بعدى على بن ابيطالب (عليه السلام) وبعده سبطاى الحسن ثم الحسين يتلوه تسعة من صلب الحسين ائمة ابرار

قال يامحمد فسمّهم لى قال نعم اذا مضى الحسين فابنه على فاذا مضٰى علىّ فابنه محمد فاذا مضٰى محمد فابنه جعفر فاذا مضٰى جعفر فابنه موسٰى فاذا مضٰى موسٰى فابنه علىّ فاذا مضٰى علىّ فابنه محمد فاذا مضٰى محمد فابنه على فاذا مضٰى على فابنه الحسن فاذا مضٰى الحسن فابنه الحجة محمد المهدى فهولاء اثنا عشر ائمة عدد نقباء بنى اسرائيل

قال اخبرني كيفية موت علىّ والحسن والحسين

قال صلى الله عليه وسلم يقتل علىّ بضربة علىٰ قرنه والحسن يقتل بالسم والحسين بالذبح قال فاين مكانهم من الجنة قال معى فى درجتى قال اشهد ان لا اله الا الله وانك رسول الله واشهد انهم الاوصياء من بعدك ولقد وجدت هذا فى كتب الانبياء المتقدمة وفيما عهد الينا موسٰى بن عمران عليه السلام انه اذا كان آخر الزمان يخرج نبى يقال له احمد خاتم الانبياء لانبى بعده فيكون اوصياء ه بعده اثنٰى عشر اولهم ابن عمه وختنه والثانى والثالث كانا اخوين من ولده ويقتل امة النبى الاول بالسيف والثانى بالسم والثالث مع جماعة من اهل بيته بالسيف وبالعطش فى موضع الغربة فهو كولدا الغنم يذبح ويصبر على القتل لرفع درجاته

ودرجات اهل بيته وذريته ولاخراج محبّيه واتباعه من النّار وتسعة الاوصياء منهم من اولاد الثالث فهولآء الاثنا عشر عدد الاسباط

قال يا ابا عمارة أتعرف الاسباط قال نعم يارسول الله انهم كانوا اثنا عشر اولهم لاوى بن برخيا وهوالذى غاب عن بني اسرائيل غيبة طويلة ثم عاد فاظهرالله به شريعته بعد دراستها وقاتل قرشطيا الملك حتى قتله فقال عليه السلام كائن فى امتى ماكان فى بنى اسرائيل حذو النعل بالنعل والقذة بالقذة وان الثانى عشر من ولدى يغيب حتى لايُرىٰ وياتى علىٰ امّتى زمن لايبقى من الاسلام الا اسمه ولامن القرآن الا رسمه فحينئذ ياذن الله له بالخروج فيظهر الاسلام ويجددالدين ثم قال عليه السلام طوبىٰ لمن احبهم والويل لمبغضهم وطوبىٰ لمن تمسك بهم فانتفض نعثل وقام بين يدى رسول الله صلى الله عليه وسلم وانشأ يقول

صلى العلىّ ذوالعلىٰ — عليك يا خيرالبشر
انت النبىّ المصطفى — والهاشمى المفتخر
بكم هدانا ربنا — وفيك نرجوا ما امر
ومعشر سميتهم — ائمة اثنا عشر
حباهم رب العلىٰ — ثم صفاهم من كدر
قد فازمن والاهم — وخاب من عادى الزهر

آخرهم يشفي الظمأ وهو الامام المنتظر
عترتك الاخيار لي والتابعين ما امر
من كان عنهم معرضا فسوف يصلىٰ بالسقر [1]

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ کے پاس نعثل نامی ایک یہودی آیا اور کہنے لگا کہ اے محمد کچھ دنوں سے چند باتیں میرے دل میں خلجان پیدا کر رہی ہیں میں ان کے بارے میں آپ سے سوالات کرنا چاہتا ہوں اگر آپ نے جوابات دے دیئے تو میں اسلام لے آؤں گا۔ آپ نے فرمایا اے ابو عمارہ پوچھو اس نے کہا اے محمد آپ اپنے پروردگار کے اوصاف بیان کریں رسول اکرم نے فرمایا کہ اللہ کی صفت تو بیان ہی نہیں ہو سکتی مگر یہ کہ جو کچھ اس نے خود بیان کر دی ہو۔ اس خالق کی صفت کیوں کر بیان ہو سکتی ہے جسے عقلیں درک کرنے سے عاجز ہوں اور اوہام اسے پالینے سے قاصر ہوں اور تصورات اس تک پہنچنے سے معذور ہوں اور آنکھیں اسے دیکھنے سے قاصر ہوں۔ وہ وصف کرنے والوں کے اوصاف سے بلند ہے وہ نزدیکی میں دور ہے اور دوری میں نزدیک ہے وہ کیفیت کا خالق ہے لہٰذا یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کیسا ہے اور وہ مکان کا خالق ہے لہٰذا نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کہاں ہے۔ وہ کیفیت اور مکان سے ماورا ہے۔ وہی اکیلا اور بے نیاز ہے نہ پیدا کیا ہے کسی کو اور نہ کسی سے پیدا ہوا ہے اور اس کا کوئی ہمسر نہیں ہے جیسا کہ اس نے خود قرآن میں اپنا وصف بیان کیا ہے اور وصف کرنے والے اس کے وصف تک نہیں پہنچ سکتے۔ یہودی نے کہا کہ اے محمد آپ نے سچ فرمایا اور یہ جو آپ نے فرمایا ہے کہ اللہ ایک ہے جس کا کوئی مثل نہیں ہے تو کیا ایسا نہیں ہے کہ اللہ بھی ایک ہے اور انسان بھی ایک ہے لہٰذا ایک ہونے میں انسان خدا کی مثل ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہے اس لئے کہ

---

[1] فرائد السمطین جلد دوم باب ۳۱ صفحہ ۱۳۳۔ ینابیع المودۃ میں بھی یہ روایت موجود ہے جلد سوم ۲۸۱

اللہ ایک ہے ترکیب کے بغیر اور انسان ایک ہے۔ جس میں جسم، عرض، روح اور بدن کی ترکیب موجود ہے لہٰذا انسان ایسا ایک ہے جو مرکب ہے اور اللہ غیر مرکب ہے تو انسان کی تشبیہ خدا کی وحدانیت سے حقیقت میں نہیں ہے صرف لفظ میں ہے۔

یہودی نے کہا آپ نے سچ فرمایا اے محمد اب یہ بتلایئے کہ آپ کا وصی کون ہے اس لئے کہ کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس کا وصی نہ ہو۔ ہمارے نبی موسیٰ بن عمران نے یوشع بن نون کو اپنا وصی بنایا تھا آپ نے فرمایا کہ ہاں ہر نبی کا وصی ہوا کرتا تھا اور میرے وصی اور میرے بعد میرے خلیفہ علی بن ابیطالب ہیں اور ان کے بعد میرے دو نواسے حسن و حسین ہیں پھر حسین کے بعد حسین کی نسل سے نو نیکو کار امام ہیں۔

یہودی نے کہا اے محمد ان کے نام بھی بتلایئے فرمایا اچھا۔ حسین کے بعد ان کے بیٹے علی اور علی کے بعد ان کے بیٹے محمد اور محمد کے بعد ان کے بیٹے جعفر اور جعفر کے بعد ان کے بیٹے موسیٰ اور موسیٰ کے بعد ان کے بیٹے علی اور علی کے بعد ان کے بیٹے محمد اور محمد کے بعد ان کے بیٹے علی اور علی کے بعد ان کے بیٹے حسن اور حسن کے بعد ان کے بیٹے حجت خدا محمد مہدی ہیں۔ یہ ہیں وہ بارہ امام جو نقبائے بنی اسرائیل کی تعداد کے مطابق ہیں۔

یہودی نے کہا مجھے بتلایئے کہ علی، حسن اور حسین کی موت کس طرح واقع ہوگی فرمایا کہ علی کے سر پر ضربت لگے گی اور حسن زہر سے قتل ہوں گے اور حسین کا سر کاٹا جائے گا۔ یہودی نے پوچھا کہ جنت میں ان کا مقام کہاں ہے فرمایا کہ میرے ساتھ ہوں گے اور میرے درجہ میں ہوں گے۔ یہودی نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور آپ اللہ کے رسول ہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ وہ لوگ آپ کے بعد آپ کے اوصیاء ہیں۔ میں نے ان باتوں کو گزشتہ انبیاء کی کتابوں میں دیکھا ہے۔ پھر یہودی نے کہا کہ ہم تک جو حضرت موسیٰ بن عمران

سے پہونچا ہے اس میں یہ ہے کہ جب آخری زمانہ (نبوت کا) آئے گا تو احمد نامی ایک نبی خروج کریں گے۔ وہ آخری نبی ہوں گے ان کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ ان کے بعد ان کے اوصیاء بارہ افراد ہوں گے۔ ان کا پہلا وصی ان کا چچازاد بھائی اور داماد ہوگا۔ دوسرے اور تیسرے اس کی اولاد سے دو بھائی ہوں گے۔ امت کے لوگ پہلے کو تلوار سے اور دوسرے کو زہر سے اور تیسرے کو اس کے خاندان کے افراد کے ساتھ غریب الوطنی میں تلوار اور بندشِ آب سے قتل کریں گے اور بکری کے بچہ کی طرح اس کا سر قلم کردیں گے اور وہ اپنے قتل ہونے پر صبر کرے گا اپنی بلندئ درجات اور اپنے اولاد و خاندان کی بلندئ درجات کے لئے اور اس لئے بھی کہ اپنے پیروکاروں اور چاہنے والوں کو جہنم سے نجات دلادے اور نو اوصیاء تیسرے وصی کے فرزندوں میں ہوں گے پس یہ ہیں اسباطِ بنی اسرائیل کے عدد کے مطابق بارہ اوصیاء۔

رسول اکرم نے پوچھا کہ اے ابو عمارہ اسباطِ بنی اسرائیل کو جانتے ہو۔ اس نے کہا ہاں یارسول اللہ وہ لوگ بارہ افراد تھے ان کے پہلے لاوی بن برخیا تھے یہ ایک طویل مدت تک بنی اسرائیل سے غائب رہے تھے پھر ان میں واپس آئے۔ پس اللہ نے ان کے ذریعہ شریعتِ موسیٰ کو ظاہر کیا جب کہ وہ گم ہو چکی تھی۔ انھوں نے قرشطیا بادشاہ سے جنگ کی اور اسے قتل کیا۔ پس رسول اکرم نے فرمایا کہ میری امت میں بنی اسرائیل کے مطابق سب کچھ واقع ہوگا اور میرا بارہواں فرزند غائب ہوگا اسے دیکھا نہ جائیگا۔ اور میری امت پر ایسا زمانہ آئے گا کہ اسلام کا نام اور قرآن کے حروف و الفاظ رہ جائیں گے۔ اس وقت اللہ اسے ظہور کی اجازت دے گا وہ اسلام کو ظاہر کرے گا اور دین کی تجدید کرے گا۔ پھر رسول اکرم نے فرمایا کہ اس کے لئے خوشخبری ہے جو ان سے محبت کرے اور ان کے دشمنوں پر وائے ہو اور اس کے لئے بشارت ہے جو ان سے تمسک اختیار کرے۔ نعثل رسول اکرم کے پاس سے یہ اشعار پڑھتا ہوا اٹھا۔

اے خیر البشر آپ پر علی اعلیٰ درود بھیجتا ہے اور آپ نبی مصطفیٰ اور لائق فخر ہاشمی ہیں۔ آپ کے ذریعہ اللہ نے ہماری ہدایت کی اور امر رب کے اجراء میں آپ ہی ہماری امید ہیں۔ اور وہ گروہ جن کو آپ نے ائمہ اثنا عشر کہا ہے اللہ نے انھیں مقامِ بلند دیا ہے اور ہر عیب سے پاک رکھا ہے۔ جو ان سے دوستی رکھے وہ کامیاب ہے اور جو دشمنی کرے وہ ناکامیاب ہے۔ ان کا آخری پیاسوں کی پیاس بجھائے گا وہی امام منتظر ہے۔ آپ کی عترت میری اور سارے چاہنے والوں کی امام ہے۔ جو ان سے روگردانی کرے گا وہ جہنم میں ڈالا جائے گا۔

چوتھی روایت

عن جابر بن عبدالله الانصاری قال دخل جندل بن جنادة بن جبیر الیهودی علیٰ رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال یامحمد اخبرنی عمالیس لله وعما لیس عندالله وعمالایعلمه الله فقال صلی الله علیه وآله وسلم اما لیس لله فلیس لله شریك وأما مالیس عندالله فلیس عندالله ظلم للعباد واماما لایعلمه الله فذلك قولکم یامعشر الیهود انّ عزیرا ابن الله والله لایعلم انه له ولد بل یعلم انه مخلوقه وعبده فقال اشهد ان لا اله الا الله وانك رسول الله حقّا وصدقا ثم قال انی رأیت البارحة فی النوم موسیٰ بن عمران علیه السلام فقال یا جندل اسلم علیٰ یدمحمد خاتم الانبیاء واستمسك اوصیاء ه من بعده فقلت اسلم فلله الحمد اسلمت وهدانی بك

ثم قال اخبرنی یارسول الله عن اوصیاء ك من بعدك لأتمسك بهم

قال اوصيائى الاثنا عشر قال جندل هكذا وجدناهم فى التوراة وقال يارسول الله سمهم لى فقال اولهم سيد الاوصياء ابوالائمة على ثم ابناه الحسن والحسين فاستمسك بهم ولا يغرنك جهل الجاهلين فاذا ولد على بن الحسين زين العابدين يقضى الله عليك ويكون آخر زادك من الدنيا شربة لبن تشربه

فقال جندل وجدنا فى التوراة وفى كتب الانبياء عليهم السلام ايليا و شبرا و شبيرا فهذه اسم على والحسن والحسين فمن بعد الحسين وما اساميهم قال اذا انقضت مدة الحسين فالامام ابنه على ويلقب بزين العابدين فبعده ابنه محمد يلقب بالباقر فبعده ابنه جعفر يدعىٰ بالصادق فبعده ابنه موسىٰ يدعىٰ بالكاظم فبعده ابنه على يدعىٰ بالرضاء فبعده ابنه محمد يدعىٰ بالتقى والزكى فبعده ابنه على يدعىٰ بالنقى والهادى فبعده ابنه الحسن يدعىٰ بالعسكرى فبعده ابنه محمد يدعىٰ بالمهدى والقائم والحجة فيغيب ثم يخرج فاذا خرج يملأ الارض قسطاو عدلا كما ملئت ظلما وجورا طوبىٰ للصابرين فى غيبته طوبىٰ للمقيمين علىٰ مجتهم اولائك الذين وصفهم الله فى كتابه وقال هدى للمتقين الذين يومنون بالغيب ثم قال تعالىٰ اولئك حزب الله ألا ان حزب الله هم الغالبون فقال جندل الحمدلله الذى وفقنى بمعرفتهم ثم عاش الىٰ ان كانت ولادة على بن الحسين فخرج الى الطائف ومرض وشرب لبنا وقال اخبرنى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان يكون آخر زادى من الدنيا شربة لبن ومات

و دفن بالطائف بالموضع المعروف بالکوزارۃ [1]

جابر بن عبداللہ بن انصاری سے روایت ہے کہ ایک دن جندل بن جنادہ بن جبیر نامی ایک یہودی رسول اکرم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اے محمد مجھے بتلایئے کہ وہ کیا ہے جو اللہ کے لئے نہیں ہے اور وہ کیا ہے جو اللہ کے پاس نہیں ہے اور وہ کیا ہے جسے اللہ نہیں جانتا ہے رسول اکرم نے فرمایا کہ وہ چیز جو خدا کے لئے نہیں ہے وہ یہ ہے کہ خدا کے لئے کوئی شریک نہیں ہے اور وہ چیز جو خدا کے پاس نہیں ہے وہ بندوں پر ظلم ہے اور وہ چیز جو خدا کے علم میں نہیں ہے وہ یہ ہے کہ تم یہودی لوگ یہ کہتے ہو کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہیں۔ اللہ کا کوئی فرزند اللہ کے علم میں نہیں ہے [2] بلکہ اس کے علم میں یہ ہے کہ عزیر اس کی مخلوق اور اس کے بندے ہیں اس پر یہودی نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور آپ حق وصدق کے ساتھ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر یہودی نے کہا کہ میں نے کل رات موسیٰ بن عمران علیہ السلام کو خواب میں دیکھا انھوں نے مجھ سے فرمایا کہ اے جندل محمد جو آخری نبی ہیں ان کے ہاتھ پر اسلام لاؤ اور ان کے بعد جو اوصیاء ہیں ان سے تمسک اختیار کرو میں نے کہا کہ میں اسلام لاؤں گا اور خدا کا شکر کہ میں اسلام لے آیا اور اللہ نے آپ کے ذریعہ میری ہدایت کر دی۔

پھر کہا کہ یا رسول اللہ آپ کے بعد جو آپ کے اوصیاء ہوں گے مجھے ان کے بارے میں بتلایئے تا کہ میں ان سے تمسک اختیار کروں آپ نے فرمایا کہ میرے اوصیاء کی تعداد بارہ ہے۔ جندل نے کہا کہ میں نے توراۃ میں ایسا ہی پایا ہے یا رسول اللہ آپ ان کے نام بھی مجھے

---

[1] ینابیع المودۃ جلد سوم باب ۱۶ صفحہ ۲۸۴

[2] علم کا تعلق محالات سے نہیں ہوتا اشیاء سے ہوتا ہے اور فرزند خدا محال عقلی ہے لہٰذا علم کا تعلق اس محال سے نہیں ہو سکتا۔

بتلا دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ ان کے پہلے علی ہیں جو اوصیاء کے سردار اور اماموں کے والد ہیں پھر ان کے دو بیٹے حسن و حسین ہیں پس تم ان سے متمسک رہنا خبردار تمہیں جاہلوں کا جہل دھوکہ نہ دیدے۔ پھر جب علی بن الحسین زین العابدین پیدا ہوں گے تو تم پر قضائے الہی وارد ہوگی اور دنیا سے تمہاری آخری غذا وہ دودھ ہوگا جو تم پیو گے۔

جندل نے کہا میں نے توراۃ میں اور انبیاء کی کتابوں میں دیکھا ہے کہ ایلیا، شبر اور شبیر علی حسن اور حسین کے نام ہیں تو حسین کے بعد کون ہے اور ان لوگوں کے نام کیا ہیں؟ رسول اکرم نے فرمایا کہ جب حسین کا دور ختم ہوگا تو ان کے بیٹے علی امام ہوں گے ان کا لقب زین العابدین ہے ان کے بعد ان کے بیٹے محمد ہوں گے ان کا لقب باقر ہے ان کے بعد ان کے بیٹے جعفر امام ہوں گے انھیں صادق کہا جائے گا ان کے بعد ان کے بیٹے موسیٰ ہوں گے جنھیں کاظم کہا جائے گا۔ ان کے بعد ان کے بیٹے علی ہوں گے جنھیں رضا کہا جائے گا ان کے بعد ان کے بیٹے محمد ہوں گے جنھیں تقی اور زکی کہا جائے گا ان کے بعد ان کے بیٹے علی ہوں گے انھیں نقی اور ہادی کہا جائے گا ان کے بعد ان کے بیٹے حسن ہوں گے انھیں عسکری کہا جائے گا ان کے بعد ان کے بیٹے محمد ہوں گے انھیں مہدی قائم اور حجت کہا جائے گا پھر مہدی غیبت اختیار کریں گے پھر ظہور کریں گے اور جب ظاہر ہوں گے تو زمین کو عدل وداد سے اس طرح بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوگی۔ اُن کے لئے بشارت ہے جو غیبت میں صبر کریں گے اور ان کے لئے بشارت ہے جو ان کی محبت میں ثابت قدم رہیں گے۔ یہ وہ متقین ہیں جن کے لئے اللہ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے ھدی للمتقین الذین یومنون بالغیب [۱] جن کے لئے اللہ نے ارشاد فرمایا ہے اولئك حزب الله الا ان حزب الله هم الغالبون [۲] ۔ جندل نے کہا خدا کا

---

[۱] سورۂ بقرہ آیت ۲/۳ [۲] سورۂ مجادلہ آیت ۲۲

شکر ہے کہ اس نے مجھے ان لوگوں کی معرفت حاصل کرنے کی توفیق دی۔ جندل علی ابن الحسین کے متولد ہونے تک زندہ رہا۔ پھر طائف جا کر مریض ہوا پھر جب دودھ پیا تو کہا کہ رسول اللہ نے مجھے بتلایا تھا کہ دنیا سے میری آخری خوراک دودھ ہوگا۔ پھر اس کا انتقال ہو گیا اور وہ طائف کے ایک مقام کوزارہ میں مدفون ہوا۔

پانچویں روایت

عن جابر بن يزيد الجعفي قال سمعت جابر بن عبدالله الانصارى يقول قال لى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يا جابر ان اوصيائى وائمة المسلمين من بعدى اولهم على ثم الحسن ثم الحسين ثم على بن الحسين ثم محمد بن على المعروف بالباقر ستدركه يا جابر فاذالقيته فاقرأه منى السلام ثم جعفر بن محمد ثم موسىٰ بن جعفر ثم على بن موسىٰ ثم محمد بن على ثم على بن محمد ثم الحسن بن على ثم القائم اسمه اسمى وكنيته كنيتى ابن الحسين بن على ذاك الذى يفتح الله تبارك و تعالىٰ على يديه مشارق الارض ومغاربها ذاك الذى يغيب عن اولياء ه غيبة لايثبت على القول بامامة الامن امتحن الله قلبه للايمان قال جابر فقلت يارسول الله فهل للناس الانتفاع به فى غيبته فقال اى والذى بعثنى بالنبوة انهم يستضيئون بنور ولايته فى غيبته كانتفاع الناس بالشمس وان سترها سحاب هذا من مكنون سرّ الله ومخزون علم فاكتمه الامن اهله [1] (بقدر الحاجۃ) جابر بن یزید جعفی سے روایت ہے

---

[1] ینابیع المودۃ جلد سوم صفحہ ۳۹۸

کہ میں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے سنا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے جابر میرے اوصیاء اور مسلمانوں کے ائمہ میرے بعد بارہ ہیں جن کے پہلے علی ہیں پھر حسن پھر حسین پھر علی بن الحسین پھر محمد بن علی ہیں جو باقر کے لقب سے معروف ہوں گے۔ اے جابر تم انھیں دیکھو گے تو جب تمہاری ان سے ملاقات ہو تو میرا اسلام انھیں پہونچا دینا۔ پھر جعفر بن محمد ہیں پھر موسیٰ بن جعفر ہیں پھر علی بن موسیٰ ہیں پھر محمد بن علی ہیں پھر علی بن محمد ہیں پھر حسن بن علی ہیں پھر قائم ہیں۔ ان کا نام میرا نام اور ان کی کنیت میری کنیت ہوگی۔ وہ حسن بن علی کے بیٹے ہیں۔ یہ وہی ہیں کہ خداوند تبارک وتعالیٰ ان کے ہاتھ پر زمین کے مشارق ومغارب فتح کرے گا۔ یہ وہی ہیں کہ جو اپنے چاہنے والوں سے غائب ہو جائیں گے۔ جس کے دل کو خدا نے ایمان سے آزمایا ہوگا صرف وہی اس غیبت پر ثابت قدم رہے گا۔ جابر کہتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ کیا ان کی غیبت میں اُن سے لوگوں کو کچھ فائدہ پہنچے گا آپ نے فرمایا کہ ہاں خدا کی قسم جس نے مجھے نبوت سے سرفراز کیا لوگ اس کے نورِ ولایت سے اس طرح مستفید ہوں گے جیسے بادل میں چھپے ہوئے سورج سے ہوتے ہیں۔ یہ اللہ کے چھپے ہوئے اسرار اور اللہ کے خزانۂ علم سے ہے۔ اسے اہل افراد کے علاوہ سب سے پوشیدہ رکھنا۔

کم وبیش یہی روایت روضۃ الاحباب میں بھی ہے ہم اس سے اس لئے نقل کر رہے ہیں کہ جابر کے سوال کا پس منظر سمجھ میں آجائے۔ واز جابر بن یزید الجعفی مروی است کہ گفت شنیدم از جابر بن عبداللہ انصاری رضی الہ عنہ کہ می گفت کہ چوں ایزد تعالیٰ نازل گردانید بر پیغمبر خود ایں آیہ را کہ **یـا ایها الذین آمنوا اطیعو الله واطیعوالرسول واولی الامر منکم** گفتم یا رسول اللہ می شناسم خدا ورسولِ او را پس کیستند اصحاب امر کہ خدا تعالیٰ اطاعتِ ایشان را فرض ساختہ بطاعتِ تو پس گفت **رسـول الـلـه صلى الله عليه وسلم هم خلفائى من**

بعدی اولهم علی بن ابی طالب ثم الحسین ثم علی بن الحسین ثم محمد بن علی المعروف بالباقر وستدرکه یا جابر فاذا لقیته فاقرأه منی السلام ثم الصادق جعفر بن محمد ثم موسیٰ بن جعفر ثم علی بن موسیٰ ثم محمد بن علی ثم علی بن محمد ثم الحسن بن علی ثم حجۃ اللہ فی ارضہ وبقیتہ فی عبادہ محمد بن الحسن بن علی ذلك الذی یفتح اللہ عزوجل علیٰ یدیہ مشارق الارض ومغاربها وذلك الذی یغیب عن شیعتہ واولیاء ہ غیبۃ لایثبت فیها علی القول بامامتہ الامن امتحن اللہ قلبہ للایمان جابر گوید گفتم یارسول اللہ آیا در غیبت امام شیعہ انتفاع یابند فقال ای والذی بعثنی بالنبوۃ انهم یستضیئون بنورہ وینتفعون بولایۃ فی غیبتہ کانتفاع الناس بالشمس وان علاها سحاب اے جابر این اسرار مکنونہ الٰہی است پس پنہاں دار آن را مگر از کسیکہ اہلِ آن باشد۔ جابر بن یزید جعفی سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے سنا انھوں نے بیان کیا کہ جب آیہ اولوالامر نازل ہوئی تو میں نے کہا کہ یارسول اللہ میں خدا اور اس کے رسول کو تو پہچانتا ہوں مگر یہ صاحبانِ امر کون ہیں کہ جن کی اطاعت کو اللہ نے آپ کی اطاعت کے ساتھ فرض کیا ہے؟ اس کے بعد چند لفظوں کے فرق سے وہی روایت ہے جو ہم نے اوپر بیان کی۔ یہ روایت روضۃ الاحباب کے قلمی نسخہ صفحہ ۸۲۷/ ۸۲۸ مملوکہ سید محمد عسکری چودھری پرگنہ اکبر پور ضلع فیض آباد میں موجود ہے۔ اس کتاب کا پورا نام روضۃ الاحباب فی سیرۃ النبی والآل والاصحاب ہے۔ یہ مطبع تیغ بہادر لکھنؤ سے چھپ چکی ہے لیکن اس میں سے سیرتِ آل کا باب نکال دیا گیا ہے۔ یہ کتاب مکمل قلمی صورت میں آج بھی برصغیر پاک و ہند کے متعدد کتب خانوں میں موجود ہے۔ اس بات کی ضرورت ہے کہ غیر متعصب

حضرات اسے کامل صورت میں طبع کروائیں۔ یہی روایت تھوڑے سے فرق کے ساتھ ملا صالح کشفی نے بھی تحریر کی ہے۔ صاحبانِ نظر مناقب مرتضوی صفحہ ۵۶ باب اوّل مطبوعہ بمبئی (۱۲۶۱ھ ہجری) میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ فیضانِ علی کے نام سے مکتبۂ غوثیہ (بدین سوات) نے شائع کیا ہے اردو داں حضرات صفحہ ۷۱ پر اس روایت کو ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

اہلِ بیت اور مصنفین

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعد کے جانشینوں کا تعارف جس تفصیل وتشریح کے ساتھ فرمایا ہے وہ گزشتہ اوراق میں انتہائی تلخیص و اختصار کے ساتھ نقل کیا گیا۔ یہی سبب ہے کہ ڈیڑھ ہزار سال کی تاریخ علم میں اہل بیتِ رسالت کا تذکرہ مختلف طریقوں سے نظر آتا ہے اور ایسے اعتدال پسند صاحبان قلم بھی نظر آتے ہیں جنہوں نے مفصل اور مختصر دونوں طریقوں سے اہل بیت کے فضائل پر کتابیں تحریر کی ہیں جیسے مناقب احمد بن حنبل (۲۴۱) المعیار والموازنہ محمد بن عبداللہ حسکانی حنفی (بعداز ۴۷۰) مناقب اہل البیت عمرو بن بحر جاحظ معتزلی (۲۵۵) الذریۃ الطاہرہ محمد بن احمد دولابی (۳۱۰) شواہد التنزیل عبیداللہ حسکانی حنفی (بعداز ۴۷۰) مناقب علی بن ابیطالب علی بن محمد بن مغازلی شافعی (۴۸۳) کتاب المناقب موفق بن احمد مکی حنفی (۵۶۸) معالم العترۃ النبویہ عبدالعزیز بن اخضر حنبلی (۶۱۱) تذکرۃ الخواص یوسف بن عبداللہ بغدادی حنفی (۶۵۴) مطالب السؤول محمد بن طلحہ شافعی (۶۵۴) کفایۃ الطالب محمد بن یوسف گنجی شافعی (۶۵۸) ذخائر العقبیٰ احمد بن عبداللہ طبری شافعی (۶۹۴) نظم درر السمطین محمد بن یوسف زرندی حنفی (۷۵۰) الفصول المہمہ علی بن احمد بن الصباغ مالکی (۸۵۵) فرائد السمطین ابراہیم جوینی شافعی، جواہر العقدین علی بن عبداللہ سمہودی شافعی (۹۱۱)

مناقب مرتضوی محمد صالح ترمذی، مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی، نورالابصار مومن بن حسن شبلنجی شافعی، اسعاف الراغبین محمد بن علی صبان شافعی، ینابیع المودۃ شیخ سلیمان حنفی وغیرہ وغیرہ یہ ایک سرسری جائزہ ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ علماء و مصنفین آل محمد علیہم السلام کو کس طرح درجہ اہم اور صاحب فضیلت سمجھتے تھے۔

کتابوں سے قطع نظر کرتے ہوئے ہم جب پاکستان و ہندوستان میں اولیاء کے مزارات پر نگاہ ڈالتے ہیں تو ہمیں وہاں بھی درودیوار پر ائمہ اثناعشر کے اسماء گرامی کندہ اور تحریر شدہ نظر آتے ہیں۔ چند سال قبل تک ٹھٹھہ مکلی اور مُیاری وغیرہ کے قبرستانوں میں اور سندھ و پنجاب کے اولیاء کے مزارات کی عمارتوں میں ان کے شواہد موجود تھے۔ اب حال نہیں معلوم، گلبرگہ (دکن ہندوستان) میں خواجہ بندہ نواز کے مزار کے اطراف بکثرت مقامات پر اب بھی یہ اسماء گرامی موجود ہیں۔ یہ ایک مستقل موضوع ہے جس پر تحقیق کی ضرورت ہے بہرحال ہم اس کے ساتھ ہی یہ دیکھتے ہیں کہ برصغیر کی ہنداسلامی تہذیب کی اہل قلم نے بھی ائمہ اثناعشر پر خال خال گفتگو کی ہے۔ مولوی احسان اللہ عباسی وکیل گورکھپور تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت علی کے بعد امر خلافت معاویہ و یزید کی طرف منتقل ہوا لیکن شیعیانِ علی نے دینی امور میں اپنا پیشوا حسنین کو سمجھا اور حسنین کے بعد جو اُن کی اولاد میں سب سے زیادہ باوقعت نکلے اہل تشیع کے نزدیک حضرت علی امام حسن اور امام حسین کے علاوہ آٹھ آدمی ان کی نسل میں اپنے اخلاق کی وجہ سے بہت زیادہ برگزیدہ ہوئے۔ آٹھ اور تین گیارہ یہ ہوئے تو بارہویں امام مہدی آخرالزماں۔ یہ بارہ امام اہل سنت والجماعت کے نزدیک بھی بہت باوقعت ہیں۔ بارہ امام جن کو دونوں فریق بزرگ سمجھتے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ مذہبی امور میں ان لوگوں کے بہت کچھ احسانات مسلمانوں کی گردن پر ہیں [1]۔

---

[1] تاریخ الاسلام صفحہ ۲۲۵/۲۲۶ طبع ہندوستان

ہم نے صرف ایک حوالہ بطور نمونہ درج کیا ہے ورنہ اگر ایسے حوالے جمع کئے جائیں تو ہزار صفحات بھی ناکافی ٹھہریں گے۔ اس حوالہ کو نقل کرنے سے ہمارا مقصد صرف اتنا ہے کہ ہم قارئین کو اس بات کی طرف متوجہ کریں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آل محمدؐ کے محبت و اتباع کے سلسلہ میں جو موثر ترین، اہم ترین اور شدید ترین فرامین جاری فرمائے ہیں ان کا اثر صرف اتنا ہوا کہ ہچکچاہٹ، نیم دلی اور یک گونہ بے تعلقی کے ساتھ ان کے ''بہت کچھ احسانات'' کا اعتراف کرلیا گیا۔ بہر حال! ہم اس اعتراف پر بھی ملت کے دانشوروں کے شکر گزار ہیں۔

اس مقام پر ہم پھر ایک انصاف دوست دانشور علامہ وحید الزماں کی تحریروں کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ وہ تحریر فرماتے ہیں کہ **ارقبوا محمدا فی اهل بیته** آں حضرت کا خیال رکھو آپ کے اہل بیت میں (یعنی آپ کا احترام اور ادب کرو یا ان کو دیکھ کر آں حضرت کا خیال کرو۔ آخر ان میں آپ کا خون ملا ہوا ہے۔ پس جس نے اہل بیت سے دشمنی کی یا ان کی اہانت کی اس نے آں حضرت سے دشمنی کی اور آپ کی اہانت کی اس سے بڑھ کر ملعون اور مطرود کون ہوگا۔ [۱] **مثل اهل بیتی مثل سفینة نوح من تخلف عنها زخ به فی النار** میرے اہل بیت کی مثال نوح کی کشتی کی سی ہے کہ جو کوئی اس سے ہٹ گیا (اس میں سوار نہیں ہوا) وہ دوزخ میں ڈھکیل دیا جائے گا (اسی طرح جو میرے اہل بیت سے محبت نہیں رکھے گا ان کے اقوال و افعال اور طریقہ کو چھوڑ کر ایرے غیرے کی پیروی کرے گا اس کا بھی انجام خراب ہوگا۔ اہل بیت کی محبت پر ایمان کا مدار ہے اس لئے کہ ان کی محبت آں حضرت کی محبت کی وجہ سے ہے اور آپ کی محبت عین اللہ کی محبت ہے۔ یا اللہ ہم کو دنیا میں بھی اہل بیت کرام کی محبت پر قائم رکھ اور آخرت میں بھی ان کے غلاموں میں حشر کر۔ [۲] اب ہم حدیث ثقلین پر علامہ

---

[۱] لغات الحدیث جلد دوم کتاب ''ز'' صفحہ ۱۱۲

[۲] لغات الحدیث جلد دوم کتاب ''ز'' صفحہ ۱۱

موصوف کا ایک طویل بیان نقل کرتے ہیں۔ **انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی** میں تم میں دو بھاری یا نفیس چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک تو اللہ کی کتاب دوسرے میرے اہل بیت۔ بعضوں نے کہا ان کو ثقلین اس لئے کہا کہ ان پر عمل کرنا مشکل اور بھاری ہے۔ بعضوں نے کہا اس لئے کہ ان دونوں سے دین کی اصلاح اور درستی اور آبادی ہوتی ہے جیسے ثقلین یعنی جن اور انس سے دنیا کی آبادی ہے۔ غرض آنحضرت کی اس نصیحت اور وصیت پر صرف وہ اہلحدیث عامل ہیں جو قرآن اور اہل بیت کرام دونوں کو سنبھالے ہوئے ہیں۔ ان کی تعداد بہت ہی تھوڑی ہے۔ خارجی اور ناصبی اور مقلدین اور نام کے اہل حدیث نے اہل بیت کو چھوڑ دیا۔ اب خارجی اور ناصبی تو معاذ اللہ اہل بیت کے دشمن بن گئے اُن کو برا کہنے لگے اور مقلدوں نے کیا کیا کہ زبانی اہل بیت کی محبت کی ڈینگ مارتے ہیں لیکن عملاً ذرا بھی اہل بیت کی طرف توجہ نہیں۔ ان کی کتابوں میں جہاں دیکھو ابوحنیفہ اور شافعی اور مزنی اور ابو یوسف اور محمد بن حسن اور زفر کے اقوال بھرے ہوئے ہیں۔ میں نے آج تک کسی حنفی یا شافعی کو نہیں دیکھا جو امام جعفر صادقؒ یا امام باقرؒ یا دوسرے ائمہ اہل بیت کے اقوال تلاش کرے اور اُن پر چلے۔ ان مقلدوں کا جہل کس درجہ پہنچ گیا ہے کہ اگر کوئی خدا کا بندہ اہل بیت کرام کے اقوال اور افعال جمع کرے یا ان کے اجتہاد پر چلے تو اس کو شیعہ کہتے ہیں۔ کیا خوب۔ اگر یہی تشیع ہے تو خدا ہم کو شیعہ ہی رکھے۔ اسی طریقہ پر ہمارے ملک دکن میں مولانا حسن الزماں محمد چشتی نظامی محدث نے بڑی محنت اور جانفشانی سے ایک کتاب احیاء المیت فی فقہ اہل بیت تالیف کی تھی۔ مگر افسوس ہے کہ وہ کتاب پوری نہ چھپنے پائی اور مولانا نے سفرِ آخرت اختیار کیا۔ اب محبینِ اہل بیت کرام کا فرض ہے کہ اس کتاب کو پوری چھپوا کر شائع کریں۔ خیر یہ تو نام کے سنیوں کا حال ہوا۔ اب رافضیوں کو دیکھئے انہوں نے اہل بیت کو تو لے لیا لیکن قرآن کو پس پشت ڈال دیا۔ سچے سنی وہی ہیں جو اللہ کی کتاب پر چلتے ہیں پھر

حدیث شریف پر جو سردارِ اہل بیت کا ارشاد ہے۔ پھر اہل بیت کے اقوال وافعال پر اور اہل بیت کے اقوال اور اجتہادات کو دوسرے فقہاء اور مجتہدین کے اقوال اور اجتہادات پر مقدم رکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ صحابہ بھی اگر کسی مسئلہ میں مختلف ہوں تو حضرت علی کا قول اختیار کرتے ہیں کیونکہ آپ کو دوہری فضیلت حاصل ہے صحابی بھی ہیں اور اہل بیت یعنی اصحاب کساء میں بھی ہیں [۱]۔ اسی بحث میں آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں کہ **ان لکل نبی اھلا و ثقلا وھولاء یعنی علیا و فاطمة والحسن والحسین اھل بیتی** ۔ ہر پیغمبر کے گھر والے اور بال بچے ہوتے ہیں اور یہ لوگ یعنی علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم میرے گھر والے اور بال بچے ہیں (یا اللہ ہم انہیں کے غلام اور خادم ہیں۔ ہم کو قبر اور حشر میں انہی کی خدمت میں رکھ) [۲]۔

اگر چہ علامہ وحید الزماں کے ان تفصیلی بیانات پر تحشیہ اور تبصرہ کی بڑی گنجائشیں تھیں لیکن ہم اسے نظر انداز کرتے ہوئے ایک مزید دلچسپ حوالہ نقل کر رہے ہیں۔ علامہ موصوف لکھتے ہیں کہ **فصل اھل الحدیث ھم شیعة علیؓ یحبون اھل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و یتولو نھم ویحفظون فیھم وصیة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذکرکم اللہ فی اھل بیتی و انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی و یقدمون قول اھل البیت فی المسائل القیاسیّة علیٰ اقوال الآخرین وقد الّف فی عصرنا ھذا مولانا المحدث الشیخ حسن الزمان کتابا شریفا فی فقه اھل البیت سماہ احیاء المیت** [۳]۔ فصل اہل

---

[۱] لغات الحدیث جلد اول کتاب ''ت و ث'' صفحہ ۴۳ [۲] حوالۂ مذکورہ صفحہ ۴۴

[۳] ھدیة المھدی من الفقه المحمدی طبع جمعیت اہل السنّت لاہور

حدیث شیعیانِ علی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہلبیت سے دوستی اور محبت کرتے ہیں اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس وصیت کو یاد رکھتے ہیں جس میں آپ نے فرمایا میرے اہل بیت کے حق میں خدا کو یاد کرو اور میں تم میں دو بھاری چیزیں کتاب اللہ اور عترت واہل بیت کو چھوڑ رہا ہوں۔ اہل حدیث مسائلِ قیاسیہ میں اہل بیت کے قول کو دوسروں کے قول پر ترجیح دیتے ہیں اور ہمارے زمانے میں مولانا محدث شیخ حسن زماں نے اہل بیت کی فقہ میں ایک کتاب تالیف کی ہے جس کا نام احیاء الیت ہے [۱]۔ ہمیں محبتِ اہل بیت کی اس قسم کے سلسلہ میں کوئی معلومات نہیں ہے کہ یہ حضرات رسول اکرم پر درود بھیجتے اور لکھتے وقت درود سے اہل بیت (آل محمد) کو کیوں خارج فرمادیتے ہیں جب کہ صحیح ترین روایات میں بڑے اہتمام کے ساتھ یہ حکم ہے کہ رسول کے ساتھ آلِ رسول پر بھی درود بھیجی جائے۔ طولِ کلام کے خوف سے ہم حوالے نظر انداز کر رہے ہیں لیکن علامہ صائم چشتی کی انصاف پسندی لائقِ تحسین ہے کہ انہوں نے ترجمہ میں ''وآلہ'' کا اضافہ فرمایا ہے۔

اس حوالہ کی روشنی میں ھدیۃ المھدی کی یہ عبارت بھی قابلِ مطالعہ ہے **وکــــذلك یتبرئون من طریق الخوارج والنواصب الذین یبغضون اهل البیت والائمة الاطهار فطریقتهم هی الطریقة المثلیٰ والجادة الفضلیٰ هم مسلم لمن سالم اهل البیت و حرب لمن حاربهم ولو جریٰ الحرب بین سیدنا علی و بین معاویة فی عصرنا لکنا مع علی ثم بعده مع امامنا الحسن بن علی ثم بعده مع امامنا الحسین بن علی ثم بعده مع امامنا جعفر بن محمد الصادق ثم بعده مع امامنا علی بن محمد الهادی التقی ثم بعده مع امامنا**

---

[۱] ترجمہ ہدیۃ المھدی صفحہ ۱۷۹/۱۸۰ ترجمہ علامہ صائم چشتی طبع فیصل آباد

حسن بن علی العسکری النقی ثم ان بقینا ان شاء الله نکون مع امامنا السید محمد بن عبدالله المهدی الفاطمی المنتظر هولآء الائمة الاثنا عشرهم الامراء فی الحقیقة انتهت الیهم خلافة سید المرسلین ورياسة الدین المتین فهم شموس سماء الایمان والیقین [1] اور ایسے ہی اہل حدیث خارجیوں اور ناصبیوں کے طریق سے بری ہیں جو اہل بیت کرام اور ائمہ اطہار سے بغض رکھتے ہیں پس ان کا طریق اسی طریقہ کی مثل اور جادۂ فضل ہے۔ ان کی ان سے صلح ہے جن کی اہل بیت سے صلح ہے اور ان سے جنگ ہے جن کی اہل بیت سے جنگ ہے اور اگر سیدنا علی اور معاویہ کے درمیان ہمارے زمانے میں جنگ ہوتی تو ہم حضرت علی کے ساتھ ہوتے اور پھر ان کے بعد اپنے امام حسن بن علی کے ساتھ پھر ان کے بعد اپنے امام حضرت حسین بن علی کے ساتھ پھر ان کے بعد اپنے امام حضرت جعفر بن محمد صادق کے ساتھ پھر اپنے امام حضرت علی بن محمد ہادی تقی کے ساتھ پھر اپنے امام حضرت حسن بن علی عسکری نقی کے ساتھ ہوتے۔ پھر اگر ہم باقی رہے تو انشاء اللہ العزیز اپنے امام حضرت محمد بن عبداللہ مہدی فاطمی منتظر کے ساتھ ہوں گے۔ فی الحقیقت یہی بارہ امام امیر ہیں۔ ان پر سید المرسلین کی خلافت اور دین متین کی ریاست منتہی ہوتی ہے اور یہی آسمانِ یقین کے آفتاب ہیں ------ ایک پیراگراف کے فاصلے کے بعد اس جملہ پر اختتام ہے کہ ---- الٰہی ہمارا حشر انہی ائمہ اثنا عشر کے ساتھ کرنا اور یوم نشر تک انہیں کی محبت پر ثابت رکھ۔ [2]

ہم اس بحث کو ختم کرنے سے پہلے علامہ صائم چشتی کی وہ چند سطریں نقل کرنا چاہ رہے

---

[1] ہدیۃ المہدی صفحہ ۱۰۲

[2] ترجمہ ہدیۃ المہدی صفحہ ۱۸۴/۱۸۵

ہیں جو انہوں نے ترجمہ ہدیۃ المہدی میں علامہ وحید الزماں کے تعارف میں بطور مقدمہ لکھی ہیں کہ کتاب ہذا کے مصنف علامہ وحید الزماں اہل علم حضرات کے نزدیک محتاج تعارف نہیں۔ موصوف ایک بھرپور علمی شخصیت کے مالک اور غیر مقلد وہابی ہونے کے ساتھ ساتھ خود کو معتدل رکھنے کی بھی کوشش کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کی جماعت کے اکثر لوگ ان سے پورے طور پر خوش نظر نہیں آتے حالانکہ وہ اپنی مزعومہ صحاح ستہ و دیگر متعدد کتب کے تراجم کے سلسلہ میں انہی کے دست نگر ہیں۔ مولانا وحید الزماں سے وہابیوں کی ناراضگی کا باعث بطورِ خاص یہ دو باتیں ہیں اوّل یہ کہ وہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عترت واہل بیت کے محب ہیں اور دوم یہ کہ وہ بعض مسائل میں سچی بات بھی کہہ دیتے ہیں۔ [1] محبت اہل بیت کی یہ قسم بھی ہماری سمجھ سے باہر ہے کہ متن اور ترجمہ دونوں میں بارہ اماموں کا تذکرہ ہے لیکن فہرست میں درمیان سے پانچ اماموں کے نام غائب ہیں۔ اگر یہ کاتب کی تحریف ہے تو نظر انداز کیے جانے کے قابل ہے اور اگر مصنف کی عدم توجہ کے سبب ہے تو ہمیں اس دعوائے محبت واتباع کے لئے بہت کچھ سوچنا ہوگا۔

اگرچہ مندرجہ بالا حوالے اپنے موضوع کے اثبات کے لئے کافی ہیں لیکن اس بحث کو ائمہ اثنا عشر کے ایک زیارت نامہ پر ختم کر رہے ہیں جسے بزرگ علماء نے نقل کیا ہے، اس کے مطالعہ سے قاری کو ائمہ اثنا عشر علیہم السلام کے منصب اور مرتبہ کو سمجھنے میں آسانی ہوگی۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی تحریر فرماتے ہیں **تکمیل فی زیارۃ اھل البیت** در فصل الخطاب از امام جعفر صادق سلام اللہ علیہ وعلیٰ سائر اہل بیت النبوۃ می آرد فرمودہ **من زار واحدا من الائمۃ کان کمن زار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** ۔ فصل الخطاب میں امام جعفر

---

[1] حوالۂ مذکورہ صفحہ ۱۴

صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص ائمہ میں سے کسی امام کی زیارت کرے تو وہ اس شخص کی طرح ہوگا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت کی۔ پھر مندرجہ ذیل روایت بیان کی ہے۔ قيل لموسى الرضاء رضى الله عنه علمنى قولا بليغا كاملا اذا زرت واحدا منكم فقال اذا صرت الى الباب فقف واشهد بالشهادتين وانت علىٰ غسل واذا دخلت ورأيت القبر فقف وقل الله اكبر ثلاثين مرة ثم امش قليلا وعليك السكينة والوقار وقارب بين خطاء ك ثم قف وكبر الله ثلاثين مرة ثم ادن من القبر و كبر الله اربعين مرة تمام مأة مرة وقل ۔ کسی نے موسیٰ الرضا رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ مجھے ایسا قول تعلیم کیجئے جو بلیغ اور کامل ہو کہ جب میں آپ میں سے کسی کی زیارت کروں تو اسے پڑھا کروں۔ آپ نے فرمایا کہ جب تم دروازے پر پہونچو تو ٹھہر جاؤ پھر شہادتین (توحید و رسالت) ادا کرو اس حال میں کہ تم غسل کئے ہوئے ہو اور جب تم اندر داخل ہو کر قبر کو دیکھو تو ٹھہر جاؤ اور تیس مرتبہ اللہ اکبر کہو پھر تھوڑا سا چلو پورے وقار کے ساتھ اور اپنے قدموں کو نزدیک رکھنا پھر ٹھہر جاؤ اور تیس مرتبہ اللہ اکبر کہو پھر قبر سے قریب ہو کر چالیس مرتبہ اللہ اکبر کہو کہ سو (۱۰۰) مرتبہ ہو جائے پھر کہو

السلام عليكم يا اهل بيت الرسالة ومختلف الملائكة ومهبط الوحى و خزان العلم ومنتهى الحكم ومعدن الرحمة و اصول الكرم وقادة الامم وعناصر الابرار ودعائم الاخيار وابواب الايمان وامناء الرحمن وسلالة خاتم النبين وعترة صفوة المرسلين ورحمة الله وبركاته السلام علىٰ الائمة الهدىٰ ومصابيح الدجىٰ واعلام التقى وذوى الحجىٰ والنُهىٰ ورحمة الله وبركاته السلام على الدعاة الىٰ حكم الله والا دلّاء علىٰ مرضات

الـلـه والـمـظـهـرين لامر الله ونهيه والمخلصين فی توحيد الله ورحمة الله وبركاته اننی مشفع بكم ومقدمكم امام طلبتی و ارادتی ومسئلتی وحاجتی واشهد الله اننی مومن بسركم وعلانيتكم وانی ابرء اِلی الله تعالیٰ من عدو محـمـد و آل مـحـمد من الجن والانس صلی الله علیٰ محمد و آله الطيبين الطـاهـريـن وسلم تسليما كثيرا كثيرا [1] سلام ہو آپ پر اے اہل بیتِ رسالت اور اے فرشتوں کی آمد ورفت کے محل اور اے وحی کے اترنے کے مقام اے علم کے خزانہ دارو اے حکمتوں کے منتہا، اے رحمت کے معدن اے کرم کی بنیادو اے امتوں کی قیادت کرنے والو اے نیکیوں کے عناصر اے صاحبان خیر کے ستونو اے ایمان کے دروازو اے رحمٰن کے امانت دارو اے خاتم النبیین کے فرزندو اے صفوۃ المرسلین کی عترت اور خدا کی رحمت اور برکتیں ہوں آپ پر۔ سلام ہو ائمۂ ہدایت پر، تاریکی کے چراغوں پر، تقویٰ کے نشانوں پر اور صاحبانِ عقل وزیرکی پر اور خدا کی رحمت اور برکتیں ہوں۔ سلام ہو ان پر جو رحمتِ الٰہی محل ہیں اور برکتِ الٰہی کے ساکن ہیں اور حکمتِ الٰہی کے معاون ہیں اور سرِ الٰہی کے محافظ ہیں اور کتابِ الٰہی کے حاملین ہیں اور رسول اللہ کے وارثین ہیں اور خدا کی رحمت اور برکتیں ہوں۔ اور سلام ہو اُن پر جو حکم الٰہی کی طرف دعوت دینے والے ہیں اور جو رہبری کرنے والے ہیں رضائے الٰہی کی طرف اور جو ظاہر کرنے والے ہیں امر و نہی الٰہی کے اور جو مخلص ہیں خدا کی توحید میں اور خدا کی رحمت اور برکتیں ہوں۔ میں آپ لوگوں کے وسیلے سے شفاعت طلب کرتا ہوں اور آگے رکھتا ہوں آپ لوگوں کو اپنی طلب اور اپنے ارادے اور اپنے سوال اور اپنی حاجت میں۔ اور میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں ایمان رکھتا ہوں آپ لوگوں کے پوشیدہ اور ظاہر پر۔ اور میں برأت چاہتا ہوں اللہ کی بارگاہ

---

[1] جذب القلوب الی دیار المحبوب صفحہ ۲۶۳ مطبوعہ کلکتہ۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ بھی دستیاب ہے

میں محمد اور آل محمد کے دشمن سے جن اور انسان دونوں سے۔ اللہ محمد اور ان کی طیب وطاہر اولاد پر اپنی کامل رحمتوں کا نزول کرے اور ان پر سلامتی ہو کثرت کے ساتھ۔

بارہ سردار

ہم نے پچھلے اوراق میں بدایہ ونہایہ سے جو حوالہ نقل کیا تھا اس کی آخری سطور میں یہ تذکرہ تھا کہ بہت سے یہودی اس لئے مسلمان ہو گئے کہ انہوں نے توریت کے بیان کردہ بارہ سرداروں کو رسول اکرم کے اُن بارہ خلفاء پر منطبق کرلیا جن کی طرف روافض دعوت دیتے ہیں۔ ہم نے اپنے تبصرہ میں یہ وعدہ کیا تھا کہ اس پر بحث کریں گے۔ توریت میں یہ فقرے موجود ہیں کہ ''اور اسماعیل کے حق میں بھی میں نے تیری دعا سنی، دیکھ میں اسے برکت دوں گا اور اسے برومند کروں گا اور اسے بہت بڑھاؤں گا اور اس سے بارہ سردار پیدا ہوں گے اور میں اسے بڑی قوم بناؤں گا'' [1] ہم ان جملوں کے مطالعہ سے قبل اسماعیل علیہ السلام کی نسل پر نگاہ ڈالتے ہیں تو ہمیں توریت میں یہ فقرے ملتے ہیں۔ ''اور اسماعیل کے بیٹوں کے نام یہ ہیں۔ یہ نام ترتیب وار ان کی پیدائش کے مطابق ہیں۔ اسماعیل کا پلوٹھا نبایوت تھا پھر قیدار اور ادبئیل اور مبسام اور مشماع اور دومہ اور مسا، حدد اور تیما اور یطور اور نفیس اور قدمہ۔ یہ اسماعیل کے بیٹے ہیں اور ان ہی کے ناموں سے ان کی بستیاں اور چھاؤنیاں نامزد ہوئیں اور یہی بارہ اپنے اپنے قبیلے کے سردار ہوئے''۔ [2]

---

[1] کتاب پیدائش باب ۱۷ فقرات ۲۱/۲۰/۱۹

[2] کتاب پیدائش باب ۲۵ فقرات ۱۶/۱۵/۱۴/۱۳۔ تواریخ کیم کے پہلے باب میں فقرات ۳۱/۳۰/۲۹ میں بھی مذکور ہے۔

۱۔ اگر اسماعیل کے مذکورہ بارہ بیٹوں ہی کو بارہ سردار مان لیا جائے تو یہ اسماعیل کی کوئی خصوصیت قرار نہیں پاتی اس لئے کہ یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم کے بھی بارہ ہی بیٹے تھے۔

۲۔ اسماعیل کے ان بارہ بیٹوں کے سلسلے میں سرداری کی کوئی علامت کسی کتاب میں مذکور نہیں ہے اور ان کی سرداری ممکن بھی نہ تھی اس لئے کہ نسلِ اسماعیل جہاں آباد تھی وہ پورا علاقہ اس زمانے میں (بنی جرہم کے علاوہ) غیر آباد تھا۔

۳۔ ان بارہ افراد کی سرداری کا بھی کوئی دعویٰ کسی کتاب میں نہیں ملتا اور نہ ان بارہ افراد کی اقوام کا کہیں تذکرہ ملتا ہے یعنی وہ قومیں جن کے یہ سردار تھے ان کا تذکرہ کہیں بھی نہیں ملتا۔

۴۔ کتاب پیدائش کا مذکورہ بیان اس لئے غلط ہے کہ اسماعیل کے بیٹے اپنے اپنے خاندانوں کے سربراہ تو کہے جاسکتے ہیں لیکن قبیلوں کے سردار نہیں کہے جاسکتے اس لئے کہ قبیلہ ایک پشت میں نہیں بنتا۔

۵۔ پیشگوئی کے مطابق جب اسماعیل کی نسل بہت بڑھ جائے گی تو اس سے بارہ سردار پیدا ہوں گے جب کہ اسماعیل کے بیٹے جس عہد میں پیدا ہوئے اس وقت بدیہی طور پر نسلِ اسماعیل انہیں لوگوں میں منحصر تھی۔

۶۔ علم وتقویٰ اور ہدایت کی سرداری بھی اُن بارہ بیٹوں کے پاس نہیں تھی اور نہ اس کا کوئی ذکر کہیں ملتا ہے۔

۷۔ اگر بفرضِ محال یہ تسلیم کیا جائے کہ نسلِ اسماعیل کے بارہ سردار یہی ان کے بیٹے ہیں تو پھر ان کے علاوہ نسلِ اسماعیل میں مزید سردار نہیں ہونے چاہئیں جب کہ یہ بات

تاریخی طور پر ثابت شدہ حقیقت ہے کہ نسلِ اسماعیل میں دنیاوی سردار بشمول بادشاہ اور حکمران وغیرہ ہزاروں کی تعداد میں گزرے ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان بارہ افراد کی سرداری مختلف نوعیت کی سرداری ہے۔

اب ہم اس سرداری کی تلاش میں چلتے ہیں لیکن اس تلاش سے قبل سرداری کے مفہوم کو سمجھ لینا ضروری ہے۔ نئے عہد نامہ میں یہ تذکرہ ہے کہ ہیرودیس بادشاہ نے کاہنوں اور فقیہوں سے پوچھا کہ مسیح کی پیدائش کہاں ہوگی؟ انہوں نے جواب میں کہا تھا کہ یہودیہ کے بیت لحم میں۔ پھر ایک حوالہ دیا جو اس طرح مذکور ہے کہ "اے بیت لحم یہوداہ کے علاقے تو یہوداہ کے حاکموں میں ہرگز سب سے چھوٹا نہیں کیونکہ تجھ میں سے ایک سردار نکلے گا جو میری امت اسرائیل کی گلہ بانی کرے گا" [۱] اس فقرہ میں عیسیٰ علیہ السلام کے لئے سردار کا لفظ استعمال ہوا ہے یعنی کتابِ مقدس کی اصطلاح میں سرداری دینی اور روحانی قیادت سے عبارت ہے۔ ان حوالوں کے مطالعہ سے ہم اس نتیجہ تک پہونچتے ہیں کہ نسلِ اسماعیل کے یہ بارہ سردار مخصوص روحانی سرداری کے حامل افراد ہیں۔ اب ہم بحث کے دوسرے مرحلہ میں داخل ہو رہے ہیں۔

موسیٰ علیہ السلام سے متعلق توریت کی ایک عبارت یہ ہے کہ "خداوند تیرا خدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے یعنی تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا تم اس کی سننا۔ یہ تیری اس درخواست کے مطابق ہوگا جو تو نے خداوند اپنے خدا سے مجمع کے دن حورب میں کی تھی کہ مجھ کو نہ تو خداوند اپنے خدا کی آواز پھر سننی پڑے اور نہ ایسی بڑی آگ ہی کا نظارہ ہو، تا کہ میں مر نہ جاؤں اور خداوند نے مجھ سے کہا کہ وہ جو کچھ کہتے

۱۔ انجیل متی باب ۲ فقرہ ۶

ہیں سو ٹھیک کہتے ہیں۔ میں ان کے لئے ان ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے حکم دوں گا وہی وہ ان سے کہے گا اور جو کوئی میری ان باتوں کو جن کو وہ میرا نام لے کر کہے گا نہ سنے تو میں اُن کا حساب اس سے لوں گا"۔ [1] اس عبارت سے ہم اس نتیجہ تک پہونچتے ہیں کہ

۱۔ موسیٰ علیہ السلام کے بھائیوں کی نسل اسماعیل علیہ السلام کی نسل ہے۔

۲۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نسلِ اسماعیل کے نبی ہیں۔

۳۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں رسول اکرم کا موسیٰ کی مانند ہونا ثابت ہے۔

۴۔ یہی بات کتاب مقدس سے بھی ثابت ہے جسے معلوم کرنے کے لئے نئے عہد نامہ کے ایک اقتباس کو سمجھنا ضروری ہے۔

نئے عہد نامہ میں کتاب اعمالِ رسولاں چاروں انجیلوں کے بعد واقع ہے۔ چاروں انجیلوں میں سے تیسری انجیل کے محرر جناب لوقا ہیں اور کتاب اعمالِ رسولاں بھی انہیں سے منسوب ہے۔ اس کتاب سے تھیفلس نامی ایک شخص کو مسیحیت پر معلومات فراہم کرنا مقصود ہے۔ اس کے تیسرے باب میں یہ فقرات ہیں۔ "پس توبہ کرو اور رجوع لاؤ تا کہ تمہارے گناہ مٹائے جائیں اور اس طرح خداوند کے حضور سے تازگی کے دن آئیں۔ اور وہ اس مسیح کو جو تمہارے واسطے مقرر ہوا ہے یعنی یسوع کو بھیجے۔ ضرور ہے کہ وہ آسمان میں اس وقت تک رہے جب تک کہ وہ سب چیزیں بحال نہ کی جائیں جن کا ذکر خدا نے اپنے پاک نبیوں کی زبانی کیا ہے جو دنیا کے شروع سے ہوتے آئے ہیں۔ چنانچہ موسیٰ نے کہا کہ خداوند خدا تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے مجھ سا ایک نبی پیدا کرے گا۔ جو کچھ وہ تم سے کہے اس کی سننا۔ اور

---

[1] کتاب استثناء باب ۳ فقرات ۱۹ سے ۲۲ تک

یوں ہوگا کہ جوشخص اس نبی کی نہ سنے گا وہ امت میں سے نیست ونابود کردیا جائے گا۔ بلکہ سموئیل سے لے کر پچھلوں تک جتنے نبیوں نے کلام کیا اُن سب نے ان دنوں کی خبر دی ہے"۔ [۱] اس عبارت سے ہم اس نتیجہ تک پہونچتے ہیں کہ

۱۔ لوقا کے اس بیان میں تازگی کے دنوں کا آنا اور مسیح کا دوبارہ بھیجا جانا ذکر ہوا ہے۔

۲۔ مسیح دوبارہ بھیجے جانے سے قبل آسمان میں رہیں گے۔

۳۔ وہ باتیں جو بحال کی جائیں گی وہ مسیح کے آسمان پر جانے کے بعد اور نزولِ مسیح سے قبل ہوں گی۔

۴۔ لوقا جب یہ بیان دے رہے ہیں اس وقت موسیٰ جیسا نبی نہ موجود ہے اور نہ ماضی میں گزرا ہے۔ یہ نبی اسی مدت میں آئے گا جو عیسیٰ کے اٹھائے جانے کے بعد اور نازل ہونے سے پہلے کا دور ہے۔ اور یہ آنے والا نبی رسول اکرم کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے۔ آپ ہی ہیں جو موسیٰ کے بھائیوں میں سے برپا ہوئے ہیں اور موسیٰ کی مانند ہیں۔

اب ہم بحث کے تیسرے مرحلہ میں داخل ہورہے ہیں کہ جب یہ ثابت ہوگیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم وہ موعود نبی ہیں جو موسیٰ کی مانند بھی ہیں اور موسیٰ کے بھائیوں میں سے بھی ہیں تو انہیں کے لئے یہ فرمایا گیا ہے کہ ان کے منہ میں اللہ اپنا کلام ڈالے گا۔ یعنی وہ نبی جس کے منہ میں اللہ نے اپنا کلام ڈالا وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اب کتاب مقدس کا یہ حوالہ قابل مطالعہ ہے کہ "خداوند خدا فرماتا ہے کہ میری روح جو تجھ پر

---

[۱] اعمال رسولاں باب ۳ فقرات ۱۹ سے ۲۴ تک

ہے اور میری باتیں جو میں نے تیرے منہ میں ڈالی ہیں تیرے منہ سے اور تیری نسل کے منہ سے اور تیری نسل کی نسل کے منہ سے اب سے لے کے ابد تک جاتی نہ رہیں گی خداوند کا یہی ارشاد ہے"۔ ۱؎ اس حوالہ سے ہم پر یہ بات منکشف ہو جاتی ہے کہ یسعیاہ کے اس فقرہ کے مخاطب رسول اکرم ہیں اور انہیں کی شریعت کے احکام ابد تک جاری رہیں گے اور یہ احکام قرآن ابد تک رسول اکرم کی نسل اور نسل کی نسل کے منہ سے جاری رہیں گے۔ نسلِ اسماعیل کے یہی وہ بارہ سردار ہیں جن کا تذکرہ کتابِ پیدائش میں کیا گیا ہے۔ اسی بات کو حدیثِ اثناعشر میں فرمایا گیا ہے کہ نسلِ رسول کے بارہ خلفاء قیامت تک مسلسل رہیں گے اور یہی بات حدیثِ ثقلین میں فرمائی گئی ہے کہ کتاب وعترت ہرگز ہرگز جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوضِ کوثر پر وارد ہوں گے۔

ہم ایک اور حوالہ سے اس کی مزید وضاحت کرنا چاہتے ہیں۔

زبور کا پینتالیسواں باب مسلمان محققین کی تشریحات کی روشنی میں رسول اکرم سے متعلق ہے۔ جس میں رسول اکرم کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے کہ تو بنی آدم میں سب سے حسین ہے تیرے ہونٹوں میں لطافت بھری ہے۔ اس لئے خدا نے تجھے ہمیشہ کے لئے مبارک کیا۔ اے زبردست! تو اپنی تلوار کو جو تیری حشمت اور شوکت ہے اپنی کمر سے حمائل کر -------- پھر آگے چل کر ارشاد ہے کہ امتیں تیرے سامنے زیر ہوتی ہیں۔ اے خدا تیرا تخت ابدالآباد ہے۔ تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے -------- اسی باب کے آخری فقرات یہ ہیں کہ تیرے بیٹے تیرے باپ دادا کے جانشین ہوں گے جن کو تو تمام روئے زمین پر سردار مقرر کرے گا۔ میں تیرے نام کی یاد کو نسل در نسل قائم رکھوں گا۔ اس لئے امتیں ابدالآباد تیری شکرگزاری کریں گی۔ ۲؎ تیرے کا

۱؎ یسعیاہ باب ۵۹ فقرہ ۲۱ ۲؎ زبور باب ۴۵ فقرات ۱۶/۱۷

خطاب رسول اکرم سے ہے۔ باپ داداؤں کے قائم مقام کا جملہ بتلاتا ہے کہ رسول اکرم کے آباء واجداد اوصیائے انبیاء تھے اور بارہ امام انہیں کی طرح رسولِ اکرم کے اوصیاء ہیں اور انہیں خود رسولِ اکرم نے تمام زمین کا سردار معین فرمایا ہے جو روایتِ خلفاءِ اثنا عشر اور دیگر روایات کے عین مطابق ہے۔

بارہ ستارے

یوحنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ حواریوں میں سے ایک جلیل القدر شخصیت ہیں۔ آپ حضرت عیسیٰ کے آسمان پر جانے کے بعد ایک طویل مدت تک زندہ رہے۔ کتاب مقدس میں چار انجیلوں میں سے ایک انجیل آپ ہی کی طرف منسوب ہے۔ آپ کے مکاشفات آج بھی کتاب مقدس کے آخری باب کے طور پر ہر بائبل میں موجود ہیں۔ اس وقت ہمارے سامنے پاکستان بائبل سوسائٹی انارکلی لاہور کی شائع کردہ کتاب مقدس ہے۔ اس میں مکاشفات کو اس عنوان کے ذیل میں لکھا گیا ہے ''یوحنا عارف کا مکاشفہ''۔ اس مکاشفہ کے آغاز میں تمہیدی سطروں میں مکاشفات کے سلسلہ میں یہ عبارت درج ہے۔

''یسوع مسیح کا مکاشفہ جو اسے خدا کی طرف سے اس لئے ہوا کہ اپنے بندوں کو وہ باتیں دکھائے جن کا جلد ہونا ضرور ہے اور اس نے اپنے فرشتے کو بھیج کر اس کی معرفت انہیں اپنے بندہ یوحنا پر ظاہر کیا۔ جس نے خدا کے کلام اور یسوع مسیح کی گواہی کی یعنی ان سب چیزوں کی جو اس نے دیکھی تھیں شہادت دی۔ اس نبوت کی کتاب کا پڑھنے والا اور اس کے سننے والے اور جو کچھ اس میں لکھا ہے اس پر عمل کرنے والے مبارک ہیں کیونکہ وقت

نزدیک ہے۔"

ان جملوں سے جو باتیں بالصراحت ہم پر ظاہر ہوتی ہیں وہ یہ ہیں کہ یہ مکاشفات اللہ نے حضرت عیسیٰ پر ظاہر فرمائے اور ان کے توسط سے ایک فرشتے نے حضرت یوحنا کو اُن پر مطلع کیا۔ ان باتوں کا ایک فرشتے کے توسط سے یوحنا تک پہونچنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ مکاشفات رفعِ عیسیٰ کے بعد کے ہیں اور انہیں حضرت عیسیٰ کے آسمان پر جانے کے بعد ہی پورا ہونا ہے۔

یہ مکاشفات چونکہ استعاراتی اور علامتی زبان میں بیان ہوئے ہیں لہٰذا انہیں سمجھنے کے لئے ایک مخصوص مطالعہ اور بصیرت درکار ہے۔ یہی سبب ہے کہ مسیحی اور مسلم محققین نے اس باب کی متعدد مستقل اور غیر مستقل شرحیں تحریر کی ہیں۔ ہم اپنے موضوع کو اذہان سے قریب کرنے کے لئے چند جملوں کو ترتیب وار نقل کر رہے ہیں۔ مکاشفہ کے آٹھویں باب میں ہے کہ اور میں نے ان ساتوں فرشتوں کو دیکھا جو خدا کے سامنے کھڑے رہتے ہیں اور انہیں سات نرسنگے دیئے گئے (۲) اور وہ ساتوں فرشتے جن کے پاس وہ سات نرسنگے تھے پھونکنے کو تیار ہوئے (۶) ان جملوں کے بعد مسلسل اس قسم کے جملے ہیں کہ اور جب پہلے نے نرسنگا پھونکا، اور جب دوسرے فرشتے نے نرسنگا پھونکا، اور جب تیسرے فرشتے نے نرسنگا پھونکا، اور جب چوتھے فرشتے نے نرسنگا پھونکا، اور جب پانچویں فرشتے نے نرسنگا پھونکا، اور جب چھٹے فرشتے نے نرسنگا پھونکا -------- اس سے ہم اس نتیجہ تک پہونچتے ہیں کہ ہر دو فرشتوں کے نرسنگا پھونکنے کی درمیانی مدتیں زمانے کی مخصوص اکائیاں ہیں جن کے حالات کو ترتیب وار مخصوص علامتی زبان میں بیان کیا گیا ہے۔

مکاشفہ کے دسویں باب میں ایک زورآور فرشتہ کا تذکرہ ہے کہ

جب وہ چلایا تو گرج کی سات آوازیں سنائی دیں جناب یوحنا فرماتے ہیں کہ اور جب گرج کی ساتوں آوازیں سنائی دے چکیں تو میں نے لکھنے کا ارادہ کیا اور آسمان پر سے یہ آواز آتی سنی کہ جو باتیں گرج کی ان سات آوازوں سے سنی ہیں ان کو پوشیدہ رکھ اور تحریر نہ کر۔ اور جس فرشتہ کو میں نے سمندر اور خشکی پر کھڑے دیکھا تھا اس نے اپنا داہنا ہاتھ آسمان کی طرف اٹھایا اور جو ابدلآباد زندہ رہے گا اور جس نے آسمان اور اس کے اندر کی چیزیں اور زمین اور اس کے اوپر کی چیزیں اور سمندر اور اس کے اندر کی چیزیں پیدا کی ہیں اس کی قسم کھا کر کہا کہ اب اور دیر نہ ہوگی۔ بلکہ ساتویں فرشتہ کی آواز دینے کے زمانے میں جب وہ نرسنگا پھونکنے کو ہوگا تو خدا کا پوشیدہ مطلب اس خوشخبری کے مواقق جو اس نے اپنے بندوں نبیوں کو دی تھی پورا ہوگا۔ [۱]

۱۔ اس طویل حوالہ کا ایک کلیدی جملہ ہے ''اب اور دیر نہ ہوگی''۔ عربی کتاب مقدس میں **ان لا یکون زمان بعد** ہے۔ جس کا ترجمہ ہے کہ اب اور مدت نہ ہوگی۔ عیسائی محققین کی رُو سے یہاں وقت کیلئے جو یونانی لفظ استعمال ہوا ہے وہ CHRONOS ہے جس کا مفہوم زمانہ یا وقت ہے یعنی اب اور مدت نہ ہوگی۔ اس لحاظ سے یہ جملہ ختم نبوت کا اعلان ہے۔

۲۔ دوسرا کلیدی جملہ ساتویں فرشتہ کی آواز دینے کا زمانہ ہے۔ ہم اوپر بتا چکے ہیں کہ دو فرشتوں کے نرسنگا پھونکنے کے درمیان کا زمانہ ایک زمانی وحدت ہے جسے ہم ایک صدی کا نام دے سکتے ہیں۔

۳۔ مورخین نے رسول اکرم کی ولادت ۵۷۱ عیسوی بتلائی ہے یعنی ساتویں صدی کے آغاز میں انتیس سال باقی تھے جب آپ کی ولادت ہوئی اور آپ چالیس سال کی عمر

---

[۱] مکاشفات باب ۱۰ فقرات ۵/۶/۷

میں مبعوث ہوئے جو مسیحی تقویم کی رُو سے سن ۶۰۹ ہے۔ بعض مؤرخین نے رسول اکرم کی تاریخ وفات ۲ ربیع الاوّل ۱۱ھ ہجری مطابق یکم جون ۶۳۲ء عیسوی قرار دی ہے۔ اس سے بھی رسول اکرم کی بعثت سن ۶۰۹ یا سن ۶۱۰ قرار پاتی ہے اس لئے کہ آپ نے بعثت کے بعد تیرہ سال مکہ میں اور دس سال مدینہ میں گزارے ہیں۔ اگر یہ تیئیس سال کی مدت ۶۳۲ سے منہا کی جائے تو ۶۰۹ حاصل ہوں گے تقریباً اسی سال آپ کی بعثت ہوئی ہے اور یہ ساتویں صدی سے نو سال گزرنے کا زمانہ ہے یعنی آپ کی بعثت ساتویں صدی کے آغاز میں ہے جو ساتویں فرشتے کی آواز دینے کا زمانہ ہے۔ (اس سارے حساب میں شمسی اور قمری تقویموں کے فرق کو بھی ملحوظ رکھنا چاہئے جس پر ہم نے یہاں بحث نہیں کی ہے)۔

۴۔ تیسرا کلیدی جملہ یہ ہے کہ اس زمانے میں خدا کا وہ پوشیدہ مطلب پورا ہوگا جس کی خوشخبری اس نے اپنے خدمت گار نبیوں کو پہلے سے دی ہوئی تھی۔ یہ جملہ صریح ہے کہ رسولِ اکرم ہی انبیاء و مرسلین کے موعود نبی ہیں اور آپ ہی کی بعثت ساتویں زمانے کے آغاز میں ہے۔ آپ کی آمد کا تذکرہ کتاب مقدس کے مختلف صحیفوں میں بکثرت موجود ہے اور سورۂ آل عمران میں بھی اس کا تذکرہ موجود ہے کہ آپ کے لئے انبیاء سے عہد لیا گیا تھا۔ [۱]

ان باتوں کو اچھی طرح سمجھ لینے کے بعد اب ہم ایک طویل حوالہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ جس کا تعلق ساتویں صدی سے ہے۔ جناب یوحنا فرماتے ہیں کہ (۱) پھر آسمان پر ایک بڑا نشان دکھائی دیا یعنی ایک عورت نظر آئی جو آفتاب کو اوڑھے ہوئے تھی

۱۔ آیت ۸۱

اور چاند اس کے پاؤں کے نیچے تھا اور بارہ ستاروں کا تاج اس کے سر پر (۲) وہ حاملہ تھی اور دردِ زہ میں چلاتی تھی اور بچہ جننے کی تکلیف میں تھی (۳) پھر ایک اور نشان آسمان پر دکھائی دیا یعنی ایک بڑا لال اژدہا اس کے سات سر اور دس سینگ تھے اور اس کے سروں پر سات تاج (۴) اور اُس کی دُم نے آسمان کے تہائی ستارے کھینچ کر زمین پر ڈال دیئے اور وہ اژدہا اس عورت کے آگے جا کھڑا ہوا جو جننے کو تھی تا کہ جب وہ جنے تو اس کے بچہ کو نگل جائے (۵) اور وہ بیٹا جنی یعنی وہ لڑکا جو لوہے کے عصا سے سب قوموں پر حکومت کرے گا اور اس کا بچہ یکا یک خدا اور اس کے تخت کے پاس تک پہنچا دیا گیا (۶) اور وہ عورت اس بیابان کو بھاگ گئی جہاں خدا کی طرف سے اس کے لئے ایک جگہ تیار کی گئی تھی تا کہ وہاں ایک ہزار دو سو ساٹھ دن تک اس کی پرورش کی جائے (۷) پھر آسمان پر لڑائی ہوئی میکائیل اور اس کے فرشتے اژدہا سے لڑنے کو نکلے اور اژدہا اور اُس کے فرشتے اُن سے لڑے لیکن غالب نہ آئے۔ (۸) اور اس کے بعد آسمان پر ان کے لئے جگہ نہ رہی (۹) اور وہ بڑا اژدہا یعنی وہی پرانا سانپ جو ابلیس اور شیطان کہلاتا ہے اور سارے جہان کو گمراہ کر دیتا ہے زمین پر گرا دیا گیا اور اس کے فرشتے بھی اس کے ساتھ گرا دیئے گئے (۱۰) پھر میں نے آسمان پر سے یہ بڑی آواز آتی سنی کہ اب ہمارے خدا کی نجات اور قدرت اور بادشاہی اور اس کے مسیح کا اختیار ظاہر ہوا کیونکہ ہمارے بھائیوں پر الزام لگانے والا جو رات دن ہمارے خدا کے آگے ان پر الزام لگایا کرتا ہے گرا دیا گیا (۱۱) اور وہ برہ کے خون اور اپنی گواہی کے کلام کے باعث اس پر غالب آئے اور انہوں نے اپنی جان کو عزیز نہ سمجھا یہاں تک کہ موت بھی گوارا کی (۱۲) پس اے آسمانو اور ان کے رہنے والو خوشی مناؤ اے خشکی اور تری تم پر افسوس کیونکہ ابلیس بڑے غصہ میں تمہارے پاس اتر کر آیا ہے اس لئے کہ جانتا ہے کہ میرا تھوڑا ہی سا وقت باقی ہے (۱۳) اور جب اژدہا نے دیکھا کہ میں زمین پر گرا دیا گیا ہوں تو اس

عورت کو ستایا جو بیٹا جنی تھی (۱۴) اور اس عورت کو بڑے عقاب کے دو پر دیئے گئے تا کہ سانپ کے سامنے سے اڑ کر بیابان میں اپنی اس جگہ پہنچ جائے جہاں ایک زمانہ اور زمانوں اور آدھے زمانے تک اس کی پرورش کی جائے گی (۱۵) اور سانپ نے اس عورت کے پیچھے اپنے منہ سے ندی کی طرح پانی بہایا تا کہ اُس کو اس ندی سے بہادے (۱۶) مگر زمین نے اس عورت کی مدد کی اور اپنا منہ کھول کر اس ندی کو پی لیا جو اژدہا نے اپنے منہ سے بہائی تھی (۱۷) اور اژدہا کو عورت پر غصہ آیا اور اس کی باقی اولاد سے جو خدا کے حکموں پر عمل کرتی ہے اور یسوع کی گواہی دینے پر قائم ہے، لڑنے کو گیا اور سمندر کی ریت پر جا کھڑا ہوا۔ ؎

ہم بتلا چکے ہیں کہ ساتویں صدی عیسوی ختم نبوت کے اعلان کی صدی ہے۔ اور یہ بھی بتلا چکے ہیں کہ پیشین گوئیوں میں استعمال ہونے والی زبان بیشتر علامتی اور اشاراتی ہوتی ہے۔ مکاشفہ میں اُس عورت کو بڑا نشان یا بڑا عجوبہ کہا گیا ہے۔ یہ حقیقی عورت نہیں ہے بلکہ کوئی اہم الوہی اور آسمانی حقیقت ہے۔ اس سلسلہ میں عیسائی علماء کے چار اقوال ملتے ہیں پہلا اور دوسرا قول یہ ہے کہ عورت سے مراد جناب مریم یا خود حضرت عیسیٰ ہیں لیکن یہ اس لئے درست نہیں کہ یہ حالات رفع مسیح کے بعد کی ساتویں صدی کے حالات ہیں۔ تیسرا قول یہ ہے کہ اس عورت سے مراد کلیسیا ہے اس لئے کہ اس نے بہت شدائد و مصائب دیکھے ہیں لیکن کلیسیا کی تاریخ جاننے والے جانتے ہیں کہ عورت کی بیان شدہ صفات میں سے ایک صفت بھی کلیسیا پر منطبق نہیں ہوتی چوتھا قول یہ ہے کہ اس عورت سے مراد بنی اسرائیل ہیں یہ بھی اس لئے غلط ہے کہ ساتویں صدی عیسوی میں بنی اسرائیل کی صورت حال بیان شدہ کسی بھی بات سے مطابقت نہیں رکھتی۔

؎ مکاشفات یوحنا باب ۱۲ فقرات یکم سے ۱۷ تک

مکاشفہ کے پہلے فقرے میں حاملہ عورت ایک بڑا الوہی نشان ہے اس سے ہم اس نتیجہ تک پہونچتے ہیں کہ یہ آخری نبوت ہے جو آفتاب کو اوڑھے ہوئے ہے یہ آفتاب رسول اکرم ہیں اور نیچے جو چاند دکھائی دیا وہ حضرت فاطمہ زہراء ہیں اور بارہ ستارے بارہ امام ہیں۔ ایک دوسری توجیہ کے مطابق عورت سے رسول اکرم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ مراد ہیں اور بیابان سے مراد مکہ کا میدان ہے۔ دوسرے فقرہ کی رؤ سے وہ عورت حاملہ ہے اور بچہ جننے کی تکلیف میں ہے یعنی آخری نبوت کے اعلان کا زمانہ بہت قریب ہے۔ تیسرے فقرہ کی رؤ سے اسی زمانے میں ابلیس بھی گمراہی اور دشمنی کے لئے مزید متحرک ہوا چوتھے فقرہ میں بتلایا گیا کہ ابلیس کے متبعین نے چار ستاروں کو شہید کردیا (بارہ ستاروں کی تہائی)۔ ابلیس اس عورت اور اس کے بچہ کا سخت دشمن ہے اور ان دونوں کو زندہ نہیں چھوڑنا چاہتا۔ پانچویں فقرہ میں ہے کہ اس عورت سے ایسا بچہ پیدا ہوا جو لوہے کے عصا سے سب قوموں پر حکومت کرے گا۔ اس بچہ سے مراد دین اسلام یا رسول اکرم ہیں اور لوہے کے عصا سے تلوار مراد ہے اس لئے کہ آپ کی شریعت کا ایک خصوصی امتیاز جہاد ہے اور سب قوموں پر حکومت کرنے سے مراد دینِ اسلام کا غلبہ ہے جو **لیظهره علی الدین کله**[۱] کی صورت میں ظاہر ہوگا۔ وہ بچہ خدا کی حفاظت میں چلا گیا اور ابلیس اس کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔ دوسری جہت سے یہ فقرہ رسول اکرم کے تقرب الی اللہ اور واقعۂ معراج کی طرف بھی اشارہ ہے۔ چھٹیں فقرہ میں یہ بتلایا گیا کہ وہ عورت یعنی آخری نبوت اپنے فرزند نرینہ کو لے کر بیابان کی طرف بھاگ نکلی۔ اس سے شعب ابوطالب بھی مراد ہوسکتا ہے اور بارہ سو ساٹھ دن سے ساڑھے تین سال کا شعب کا قیام بھی مراد ہوسکتا ہے۔ ساتویں اور آٹھویں فقروں میں نیکی اور بدی کی جنگ کا تذکرہ کیا گیا۔ نویں فقرے کی رؤ سے رسول اکرم

۱۔ سورۂ توبہ ۳۲

کی ولادت کے وقت سے ابلیس کا آسمانوں میں جانا بند ہو گیا اور وہ گمراہ کرنے کے لئے زمین پر مستقر ہو گیا۔

تیرہویں فقرہ میں یہ کہا گیا کہ شیطان نے اس عورت کو ستایا یعنی جب شیطان بچہ کا کچھ نہ بگاڑ سکا تو عورت کے ستانے کے درپے ہو گیا یعنی دین اور شریعتِ محمدی کی ترویج و نفاذ میں ہارج ہوا۔ چودھویں فقرہ میں دو پروں سے ایسی دو طاقتیں مراد ہیں جو نبوت کی محافظ تھیں جنہیں مکی زندگی میں ابوطالب اور خدیجہ (طاقت اور سرمایہ) سے اور مکی و مدنی دونوں زندگیوں میں علی اور انصار مدینہ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ اور ساڑھے تین زمانوں سے وہ ساڑھے تین دن مراد لئے جا سکتے ہیں جو رسول اکرم نے ہجرت فرماتے ہوئے غارِ ثور میں گزارے تھے۔ پندرہویں فقرہ میں اب بچہ کا تذکرہ نہیں ہے بلکہ عورت کا ذکر ہے جسے ہلاک کرنے کے لئے ابلیس نے ندی کی طرح پانی بہایا۔ اسی مکاشفات کے سترہویں باب کے پندرہویں فقرہ میں پانی کی توجیہ امتوں گروہوں اور قوموں سے کی گئی ہے یعنی ابلیس نے گمراہ انسانوں کا ایک انبوہ کثیر نبوت کو ہلاک کرنے کے لئے کھڑا کر دیا تھا لیکن زمین نے اس ندی کو یعنی گمراہ انسانوں کو پی لیا۔ مکاشفات کے تیرہویں باب کے پہلے فقرہ میں یہ مذکور ہے کہ ایک درندہ جانور سمندر سے نکلا جس کے سات سر اور دس سینگ تھے اور اس کے سینگوں پر دس تاج تھے اور اس کے سروں پر کفر کے نام۔ یعنی یہ جانور اسی پانی سے نکلا ہے جو شیطان نے اپنے منہ سے ندی کی طرح بہایا تھا۔ یہاں اسے سمندر کہا گیا ہے۔ اب ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ اس پانی کو پی لینے والی زمین سے کیا مراد ہے؟ یسعیاہ باب ۵۱ میں مذکور ہے کہ جاگ جاگ اے خداوند کے بازو توانائی سے ملبس ہو۔ جاگ جیسا قدیم زمانے میں اور گزشتہ پشتوں میں۔ کیا تو وہی نہیں جس نے رہب کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور اژدہا کو چھیدا کیا تو وہی نہیں جس نے سمندر یعنی بحرِ عمیق

کے پانی کو سکھا ڈالا جس نے بحر کی تہہ کو راستہ بنا ڈالا تا کہ جن کا فدیہ دیا گیا اسے عبور کریں۔ [1]

اس حوالہ میں خداوند کا بازو (ید اللہ) رہب (مرحب) کے ٹکڑے اور اژدہا کا چھیدنا علاماتی زبان میں امیر المومنین علی کا تذکرہ ہیں۔ یہی وہ پانی کو پی جانے والی زمین ہے۔

سترہویں فقرہ میں ہے کہ جب اژدہا اس مرحلہ میں ناکامیاب ہوا تو باقی اولاد سے لڑنے گیا۔ عورت کی باقی اولاد کو سمجھنے کے لئے یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ عورت نبوت ہے، سورج رسول اکرم ہیں، چاند جناب زہراء ہیں اور بارہ ستارے بارہ امام ہیں لہذا باقی اولاد سے مراد سیدہ اور بارہ امام ہیں۔ جب ابلیس نبوت اور صاحب نبوت کے مقابل کامیاب نہ ہوسکا تو باقی اولاد یعنی محافظانِ نبوت سے لڑنے گیا کہ انہیں ہلاک کردے۔ اولادِ رسول یعنی سیدہ اور بارہ اماموں کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے وہ تاریخوں میں بہت تفصیل کے ساتھ مذکور ہے جس کے بیان کی یہاں ضرورت نہیں ہے۔

اس فقرہ میں ائمہ اثنا عشر کا تعارف دو جملوں سے کرایا گیا ہے

پہلا یہ کہ جو خدا کے حکموں پر عمل کرتی ہے۔ عربی بائبل میں یہ جملہ اس طرح ہے کہ **الذین یحفظون وصایا الله** یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کی وصیتوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہ دونوں ہی جملے اپنی پوری معنویت اور گہرائی کے ساتھ اولاد رسول کی عصمت پر دلیل ہیں۔ یہ اللہ کی وصیتوں کی حفاظت کرنے والے لوگ وہی ہیں جنہیں رسول اکرم نے دنیا سے جاتے وقت کتاب اللہ کے ساتھ چھوڑا تھا۔ دوسرا جملہ یہ ہے کہ وہ یسوع کی گواہی دینے پر قائم ہے۔ یہ جملہ عربی بائبل میں یوں ہے **وعندهم شهادة يسوع المسيح**۔ ان جملوں کے دو مطلب ہیں اور دونوں صحیح ہیں کہ مسیح نے ان کی گواہی دی اور انہوں نے مسیح کی گواہی دی۔ مکاشفات کے انیسویں باب اور

---

[1] کتاب یسعیاہ باب ۵۱ فقرات ۹۔۱۰

دسویں فقرہ میں حضرت یوحنا ایک فرشتہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ------ اور میں اس کے پاؤں پر اسے سجدہ کرنے کو گرا اور اس نے مجھ سے کہا خبردار ایسا نہ کر کہ میں تیرا اور تیرے بھائیوں کا جن کے پاس یسوع مسیح کی گواہی ہے ہم خدمت ہوں۔ اس حوالہ کی رُو سے سورج والی عورت کی باقی اولاد یوحنا کی بھائی ہے یعنی کارِ ہدایت میں یوحنا کی مثل ہے اور یہی کارِ ہدایت دراصل یسوع مسیح کی گواہی ہے۔ لہٰذا مکاشفہ کی بیان کردہ یہ باقی اولاد معصوم بھی ہے، سورج کی جانشین بھی ہے اور مسیح کی گواہ بھی ہے اور اسی اولاد کا تذکرہ رسول اکرم نے حدیث اثنا عشر اور حدیث ثقلین میں فرمایا ہے اور اسے عترت اور اہل بیت نبوت کے نام سے یاد کیا ہے۔

برّہ

مذکورہ حوالہ کا ہر جملہ جاذبِ نظر بھی ہے اور تشریح طلب بھی لیکن ہم نے اس مختصر رسالہ کی گنجائش کے مطابق بہت اختصار کے ساتھ کچھ جملوں کی تشریح سپردِ قلم کی ہے۔ اب ہم دسویں اور گیارہویں فقرے کی کچھ وضاحت کرکے اس موضوع کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ ان فقروں میں یہ بیان ہے کہ "پھر میں نے آسمان پر سے یہ بڑی آواز آتی سنی کہ اب ہمارے خدا کی نجات اور قدرت اور بادشاہی اور اس کے مسیح کا اختیار ظاہر ہوا کیونکہ ہمارے بھائیوں پر الزام لگانے والا جو رات دن ہمارے خدا کے آگے ان پر الزام لگایا کرتا ہے گرادیا گیا اور وہ برّہ کے خون اور اپنی گواہی کے کلام کے باعث اس پر غالب آئے اور انہوں نے اپنی جان کو عزیز نہ سمجھا یہاں تک کہ موت بھی گوارا کی"۔ حضرت یوحنا کے قول کے مطابق بڑی آواز یہ اعلان کررہی تھی کہ اب جو نبی آرہا ہے وہ خدا کی نجات اور قدرت اور بادشاہی کا مکمل مظہر ہوگا اور اس نبی کا دین حقیقت میں مسیح کی تائید کا دین ہوگا۔ اس لئے کہ آغازِ انسانیت سے ایک ہی دین آیا ہے اور اس کا نام اسلام ہے۔ اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ اسی دین کے آخری امام مہدی علیہ السلام کے زمانے میں مسیح نزول فرمائیں گے۔ اس کے بعد ایک برّہ کے خون کا تذکرہ ہے

جس سے عیسائی علماء عیسیٰ علیہ السلام کا سوُلی پر لٹکایا جانا مراد لیتے ہیں لیکن ہماری نگاہ میں برّہ کا خون سورج، چاند اور بارہ ستاروں ہی کی ایک کڑی ہے۔

قاموس الکتاب کی رُو سے بھیڑ کا نر مینڈھا کہلاتا ہے اور اس کا بچہ برّہ۔ قبل اس کے کہ ہم برّہ کو کتاب مقدس میں تلاش کریں ہم یہ چاہتے ہیں کہ قارئین خلفاء کے اسماء کے ذیل میں درج شدہ تیسری روایت کو مزید ایک بارہ توجہ سے مطالعہ فرمالیں جس میں یہ مذکور ہے کہ لوگ حسین کو ان کے خاندان کے افراد کے ساتھ غریب الوطنی میں تلوار اور بندشِ آب سے قتل کردیں گے اور بکری کے بچہ کی طرح اُنھیں ذبح کردیں گے اور حسین اپنے قتل ہونے پر صبر کریں گے اپنی بلندیٔ درجات اور اپنے اولاد و خاندان کی بلندیٔ درجات کے لئے بھی اور اس لئے بھی کہ وہ اپنے پیروکاروں اور چاہنے والوں کو جہنم سے نجات دلا دیں۔

ہم مکاشفہ کے بارھویں باب کے دو جملوں پر گفتگو کر رہے ہیں جن میں برّہ کا تذکرہ ہے۔ اسے سمجھنے کے لئے تیرھویں باب کے چند جملے درج کئے جاتے ہیں۔ ''اور میں نے ایک حیوان کو سمندر میں سے نکلتے ہوئے دیکھا۔ اس کے دس سینگ اور سات سر تھے اور اس کے سینگوں پر دس تاج اور اس کے سروں پر کفر کے نام لکھے ہوئے تھے'' [۱] -----

''اور زمین کے وہ سب رہنے والے جن کے نام اس برّہ کی کتاب حیات میں لکھے نہیں گئے جو بنائے عالم کے وقت سے ذبح ہوا ہے اُس حیوان کی پرستش کریں گے'' [۲] یہ درندہ جانور یعنی سینگوں والا حیوان ہمارے موضوع بحث سے خارج ہے لہٰذا ہم صرف برّہ پر اپنا مطالعہ محدود رکھیں گے۔ زیرِ نظر حوالہ میں

۱۔ ایک برّہ ہے جو بنائے عالم کے وقت سے ذبح ہوا ہے۔ اس سے حضرت عیسیٰ علیہ

---

۱ مکاشفہ باب ۱۳ فقرہ یکم ۲ مکاشفہ باب ۱۳ فقرہ ۸

السلام اس لئے مراد نہیں ہیں کہ اس جملہ میں مصلوب ہونے کا نہیں ذبح ہونے کا تذکرہ ہے۔ بنائے عالم کے وقت سے ذبح ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ برّہ اسی وقت ذبح ہوگیا تھا بلکہ یہ ہے کہ بنائے عالم کے وقت سے علم الٰہی میں اس کا ذبح ہونا طے شدہ تھا۔ سارے مسیحی اور غیر مسیحی شارحین ہمارے اس قول سے متفق ہیں۔

۲۔ اس برّہ کی ایک کتابِ حیات ہے جس میں ان لوگوں کی فہرست ہے جو حیوان کی پرستش سے دوٗر رہوں گے۔

۳۔ کتابِ حیات زندہ لوگوں کی کتاب ہے یہ وہ لوگ ہیں جن کی زندگیاں مرنے کے بعد بھی مسلسل رہتی ہیں۔ یہ حیاتِ ابدی پانے والے اور جنت میں جانے والے لوگ ہیں (شہداء اور صالحین وغیرہ)

۴۔ جو حیوان کی پرستش کریں گے ان کا نام اس کتابِ حیات میں نہیں ہے۔

ایسا ذبح ہونے والا جس کا ذبح ہونا مشیتِ الٰہی میں طے ہو چکا تھا اور جس کے ذبح ہونے کا اعلان بھی الہامی کتابوں میں ہوتا رہا، امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ پوری تاریخ انسانیت میں کوئی نہیں ہے۔ جس پر خود کتاب مقدس کے بہت سے ابواب اور اسلامی آثار و احادیث کا ذخیرہ گواہ ہے۔ اب ہم توضیح مزید کے لئے ایک طویل حوالہ سے چند سطریں نقل کرتے ہیں۔ "۳ وہ آدمیوں میں حقیر و مردود، مردِ غمناک اور رنج کا آشنا تھا۔ لوگ اس سے گویا روپوش تھے اس کی تحقیر کی گئی اور ہم نے اس کی کچھ قدر نہ جانی ۴ تو بھی اس نے ہماری مشقتیں اٹھالیں اور ہمارے غموں کو برداشت کیا۔ پر ہم نے اسے خدا کا مارا کوٹا اور ستایا ہوا سمجھا ۵ حالانکہ وہ ہماری خطاؤں کے سبب سے گھائل کیا گیا اور ہماری بدکرداری کے باعث کچلا گیا۔ ہماری ہی سلامتی کے لئے اس پر سیاست ہوئی تا کہ اس کے مار کھانے سے ہم شفا

پائیں" ---------- ، وہ ستایا گیا تو بھی اس نے برداشت کی اور منہ نہ کھولا۔ جس طرح برّہ جسے ذبح کرنے کو لے جاتے ہیں اور جس طرح بھیڑ اپنے بال کترنے والوں کے سامنے بے زبان ہے اسی طرح وہ خاموش رہا ۸ وہ ظلم کرکے اور فتویٰ لگا کر اسے لے گئے پر اس کے زمانے کے لوگوں میں سے کس نے خیال کیا کہ وہ زندوں کی زمین سے کاٹ ڈالا گیا؟ میرے لوگوں کی خطاؤں کے سبب سے اس پر مار پڑی ۹ اس کی قبر بھی شریروں کے درمیان ٹھہرائی گئی اور وہ اپنی موت میں دولت مندوں کے ساتھ ہوا حالانکہ اس نے کسی طرح کا ظلم نہ کیا اور اس کے منہ میں ہرگز چھل نہ تھا ۱۰ لیکن خداوند کی مرضی اس کے ہاتھ کے وسیلے سے پوری ہوگی" ۱؎

کتاب یسعیاہ نہ معلوم کتنے ترجمہ در ترجمہ کے مراحل سے گزرنے کے بعد ہم تک اردو میں پہونچی ہے لہٰذا ہم عبارت کی عدم شائستگی سے قطع نظر کرتے ہوئے صرف فقروں کی روحِ مفہوم کی طرف قارئین کو متوجہ کریں گے۔ تیسرے فقرہ میں ایک ایسے شخص کا تذکرہ ہے جو آدمیوں میں حقیر کردیا گیا تھا اور وہ غم ناک اور آشنائے رنج و آلام تھا۔ امام حسین علیہ السلام کی مدینہ سے روانگی سے لے کر عاشور تک کے حالات تاریخوں میں دیکھے جائیں تو ان جملوں کی حقیقت کھل جائے گی۔ لوگوں کا آپ سے روپوش ہونا، تحقیر کرنا اور قدر نہ جاننا سب کچھ واضح ہوجائے گا کہ مدینہ سے کربلا تک کیسے آپ نے نصرت طلب فرمائی اور کس طرح دنیا نے ان سے روگردانی کی۔ چوتھے فقرہ میں یہ بیان ہے کہ ان باتوں کے باوجود حسین برضاء و رغبت مقتل تک پہونچ گئے۔ پھر اس ذہنیت کا بیان ہے جو دشمنانِ آلِ محمد حسین کے خلاف رکھتے ہیں۔ پانچویں فقرہ میں اہل دنیا کی خطاؤں اور بدکرداریوں کا تذکرہ ہے جن کے بعد حسین قتل ہوئے اور ان کی لاش کو پامال کیا گیا ------ ساتویں فقرہ میں بتلایا گیا کہ حسین

۱؎ کتاب یسعیاہ باب ۵۳ فقرات ۳/۴/۵ ـ ۷/۸/۹/۱۰

نے سارے مصائب برداشت کیے لیکن بددعا کے لئے زبان نہیں کھولی اور وہ بزہ کی طرح ذبح کردیے گئے۔ آٹھویں فقرہ میں کہا گیا کہ لوگ فتویٰ لگا کر اذیتیں دے کر حسین کو لے گئے۔ قتل حسین کے فتوؤں سے کون واقف نہیں ہے۔ پھر یہ بتلایا گیا کہ ان وحشی قاتلوں نے اپنی دانست میں زندوں کی زمین سے انہیں کاٹ ڈالا لیکن شہادت کی زندگی سے نہ کاٹ سکے۔ اور حسین پر یہ سارے مصائب و آلام لوگوں کے گناہوں اور بدکرداریوں کے سبب آئے۔ نویں فقرہ میں کہا گیا کہ اس کی قبر بھی شریروں کے درمیان ٹھہرائی گئی۔ یہ وہ شریر تھے جنہوں نے قبر حسین پر ہل چلوائے اس پر نہر بہائی کہ نشانِ قبر مٹ جائے۔ زائرین قبر حسین کے اعضاء کاٹے اور انہیں قتل کروایا اور بارہا شہر کربلا کو تاخت وتاراج کیا۔ پھر یہ بتلایا کہ حسین شہید ہوکر ان صاحبانِ دولت (ہدایت ونعمت) کے ساتھ ہیں جو اللہ کے پسندیدہ ہیں۔ پھر ان کی زبان اور ان کے عمل کو بے عیب بتلایا گیا جو حسین علیہ السلام کی عصمت پر دلیل ہے۔ دسویں فقرہ میں بتلایا گیا کہ جب وہ گناہگاروں کے ہاتھوں شہید ہوجائیں گے تو اپنی نسل کو دیکھیں گے جس کی عمر بہت طویل ہوگی۔ یہ مہدی علیہ السلام کی غیبت اور طول عمر کا بیان ہے اور اس فقرہ کے آخری جملہ میں ظہورِ مہدی کے بعد الوہی حکومت کے قیام کا ذکر کیا گیا ہے۔

آخری دو باب

حضرت یوحنا کے مکاشفہ میں بائیس باب ہیں۔ اب ہم اس بحث کو ختم کرتے ہوئے پورا اکیسواں باب اور اس کے ساتھ بائیسویں باب کا کچھ حصہ نقل کر رہے ہیں۔ حضرت یوحنا فرماتے ہیں کہ (۱) پھر میں نے ایک نئے آسمان اور نئی زمین کو دیکھا کیونکہ پہلا آسمان اور پہلی زمین جاتی رہی تھی اور سمندر بھی نہ رہا (۲) پھر میں نے شہر مقدس نئے یروشلم کو آسمان پر سے خدا کے پاس سے اترتے دیکھا اور وہ اس دلہن کی مانند آراستہ تھا جس نے اپنے شوہر کے لئے سنگار کیا ہو (۳) پھر میں نے تخت میں سے کسی کو بلند آواز سے یہ کہتے سنا کہ دیکھ خدا کا خیمہ آدمیوں کے درمیان ہے اور وہ ان کے ساتھ سکونت کرے گا اور وہ اس کے لوگ ہوں گے اور خدا آپ ان کے ساتھ رہے گا اور ان کا خدا ہوگا (۴) اور وہ ان کی آنکھوں کے سب آنسو پونچھ دے گا اس کے بعد نہ موت رہے گی اور نہ ماتم رہے گا۔ نہ آہ و نالہ نہ درد۔ پہلی چیزیں جاتی رہیں (۵) اور جو تخت پر بیٹھا ہوا تھا اس نے کہا دیکھ میں سب چیزوں کو نیا بنا دیتا ہوں۔ پھر اس نے کہا لکھ لے کیونکہ یہ باتیں سچ اور برحق ہیں (۶) پھر اس نے مجھ سے کہا یہ باتیں پوری ہو گئیں۔ میں الفا اور اومیگا یعنی ابتدا اور انتہا ہوں۔ میں پیاسے کو آبِ حیات

کے چشمہ سے مفت پلاؤں گا (۷) جو غالب آئے وہی ان چیزوں کا وارث ہوگا اور میں اس کا خدا ہوں گا اور وہ میرا بیٹا ہوگا (۸) مگر بزدلوں اور بے ایمانوں اور گھنونے لوگوں اور خونیوں اور حرام کاروں اور جادوگروں اور بت پرستوں اور سب جھوٹوں کا حصہ آگ اور گندھک سے جلنے والی جھیل میں ہوگا یہ دوسری موت ہے۔

(۹) پھر ان سات فرشتوں میں سے جن کے پاس پیالے تھے اور وہ پچھلی سات آفتوں سے بھرے ہوئے تھے ایک نے آکر مجھ سے کہا ادھر آ۔ میں تجھے دلہن یعنی برہ کی بیوی دکھاؤں (۱۰) اور وہ مجھے روح میں ایک بڑے اور اونچے پہاڑ پر لے گیا اور شہر مقدس یروشلم کو آسمان پر سے خدا کے پاس سے اترتے دکھایا (۱۱) اس میں خدا کا جلال تھا اور اس کی چمک نہایت قیمتی پتھر یعنی اس یشب کی سی تھی جو بلور کی طرح شفاف ہو (۱۲) اور اس کی شہر پناہ بڑی اور بلند تھی اور اس کے بارہ دروازے اور دروازوں پر بارہ فرشتے تھے اور ان پر بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کے نام لکھے ہوئے تھے (۱۳) تین دروازے مشرق کی طرف تھے تین دروازے شمال کی طرف۔ تین دروازے جنوب کی طرف اور تین دروازے مغرب کی طرف (۱۴) اور اس شہر کی شہر پناہ کی بارہ بنیادیں تھیں اور ان پر برہ کے بارہ رسولوں کے بارہ نام لکھے تھے (۱۵) اور جو مجھ سے کہہ رہا تھا اس کے پاس شہر اور اس کے دروازوں اور اس کی شہر پناہ کے ناپنے کے لئے ایک پیمائش کا آلہ یعنی سونے کا گز تھا (۱۶) اور وہ شہر چوکور واقع ہوا تھا اور اس کی لمبائی چوڑائی کے برابر تھی۔ اس نے شہر کو اس گز سے ناپا تو بارہ ہزار فرلانگ نکلا۔ اس کی لمبائی اور چوڑائی اور اونچائی برابر تھی (۱۷) اور اس نے اس شہر پناہ کو آدمی کی یعنی فرشتہ کی پیمائش کے مطابق ناپا تو ایک سو چوالیس ہاتھ نکلی (۱۸) اور اس کی شہر پناہ کی تعمیر یشب کی تھی اور شہر ایسے خالص سونے کا تھا جو شفاف شیشہ کی مانند ہو (۱۹) اور اس شہر کی شہر پناہ کی بنیادیں ہر طرح

کے جواہر سے آراستہ تھیں۔ پہلی بنیاد یشب کی تھی۔ دوسری نیلم کی۔ تیسری شب چراغ کی۔ چوتھی زمرد کی۔ (۲۰) پانچویں عقیق کی۔ چھٹی لعل کی۔ ساتویں سنہرے پتھر کی۔ آٹھویں فیروزہ کی۔ نویں زبرجد کی۔ دسویں یمنی کی۔ گیارہویں سنگِ سنبلی کی اور بارہویں یاقوت کی (۲۱) اور بارہ دروازے بارہ موتیوں کے تھے۔ ہر دروازہ ایک موتی کا تھا اور شہر کی سڑک شفاف شیشہ کی مانند خالص سونے کی تھی (۲۲) اور میں نے اس میں کوئی مقدِس نہ دیکھا اس لئے کہ خداوند خدا قادرِ مطلق اور برّہ اس کا مقدِس ہیں (۲۳) اور اس شہر میں سورج یا چاند کی روشنی کی کچھ حاجت نہیں کیونکہ خدا کے جلال نے اسے روشن کر رکھا ہے اور برّہ اس کا چراغ ہے (۲۴) اور قومیں اس کی روشنی میں چلیں پھریں گی اور زمین کے بادشاہ اپنی شان وشوکت کا سامان اس میں لائیں گے (۲۵) اور اس کے دروازے دن کو ہرگز بند نہ ہوں گے (اور رات وہاں نہ ہوگی) (۲۶) اور لوگ قوموں کی شان وشوکت اور عزت کا سامان اس میں لائیں گے (۲۷) اور اس میں کوئی ناپاک چیز یا کوئی شخص جو گھنونے کام کرتا یا جھوٹی باتیں گھڑتا ہے ہرگز داخل نہ ہوگا مگر وہی جن کے نام برّہ کی کتاب حیات میں لکھے ہوئے ہیں باب ۲۲۔ (۱) پھر اس نے مجھے بلور کی طرح چمکتا ہوا آبِ حیات کا ایک دریا دکھایا جو خدا اور برّہ کے تخت سے نکل کر اس شہر کی سڑک کے بیچ میں بہتا تھا (۲) اور دریا کے وار پار زندگی کا درخت تھا اس میں بارہ قسم کے پھل آتے تھے اور ہر مہینے میں پھلتا تھا اور اس درخت کے پتوں سے قوموں کو شفا ہوتی تھی (۳) اور پھر لعنت نہ ہوگی اور خدا اور برّہ کا تخت اس شہر میں ہوگا اور اس کے بندے اس کی عبادت اس درخت کے پتوں سے قوموں کو شفا ہوتی تھی (۳) اور پھر لعنت نہ ہوگی اور خدا اور برّہ کا تخت اس شہر میں ہوگا اور اس کے بندے اس کی عبادت کریں گے (۴) اور وہ اس کا منہ دیکھیں گے اور اس کا نام ان کے ماتھوں پر لکھا ہوا ہوگا (۵) اور پھر رات نہ ہوگی اور وہ چراغ اور سورج کی روشنی کے

محتاج نہ ہوں گے کیونکہ خداوند خدا ان کو روشن کرے گا اور وہ ابدالآباد بادشاہی کریں گے۔

اس مکاشفہ کا ہر جملہ ایک طویل تشریح چاہتا ہے جس کی اس مختصر رسالہ میں گنجائش نہیں ہے لہٰذا اختصار سے کچھ مطالب تحریر کئے جا رہے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ قارئین اصلِ مقصد تک پہونچ جائیں گے۔

۱۔ پہلے فقرہ میں ہے کہ پہلا آسمان اور پہلی زمین ختم ہوگئی اور سمندر بھی ختم ہوگیا۔ یہاں آسمان سے مراد دین و شریعت اور زمین سے مراد اس پر عمل کرنے والی قوم (ملت) ہے۔ یعنی یوحنا کو یہ بتلایا گیا کہ پہلی شریعت اور اس پر عمل کرنے والی ملت کا وقت پورا ہوگیا اور اب نئی شریعت اور نئی ملت منصۂ شہود پر آ رہی ہے جسے نئے آسمان اور نئی زمین کی صورت میں دکھلایا گیا۔

۲۔ پھر یوحنا نے ایک مقدس شہر یعنی نئے یروشلم کو آسمان سے خدا کے پاس سے اترتے دیکھا۔ یہ فقرہ پہلے فقرہ کی تشریح ہے۔ اس کی تشریح سے قبل لفظ یروشلم کا سمجھنا ضروری ہے۔ اس کتاب مقدس کے لغت نویسوں کا بیان ہے کہ الٰہی مکاشفہ کی تاریخ میں جن الٰہی کاموں کے ذریعہ خدا نے انسان کی نجات کے لئے کام کیا اس میں اس زمین پر سب سے اہم مقام یروشلم ہے۔ خدا نے آدمیوں کے درمیان جو اپنی واحد بادشاہت قائم کی۔ یہ اس کا دارالحکومت تھا۔ یہاں پر ہی ہیکل تعمیر ہوئی اور خدا کے حضور میں قربانیاں گزرانی جاتی تھیں ----- اس شہر کے جغرافیہ میں یہ ملتا ہے کہ شہر قافلوں کی گھسی پٹی شاہراہ سے دور تھا اور چونکہ دنیا کے بڑے بڑے دارالحکومتوں

کی طرح کسی دریا کے کنارے یا کسی جھیل کے پاس نہیں تھا اس لئے اس کے اردگرد کا علاقہ غیر آباد تھا۔ [۱] اس قول کے مطابق یروشلم الوہی کاموں اور الوہی منصوبوں کا اس سرزمین پر سب سے بڑا مرکز تھا۔ یوحنا نے خدا کے پاس سے ایک نیا یروشلم آسمان سے اترتے دیکھا جو ایک شہر مقدس تھا۔ یہ اس بات کا اعلان ہے کہ نئے یروشلم کے نزول سے پرانے یروشلم کی مرکزیت ختم ہوگئی۔ یہ نیا یروشلم مکہ میں اترا جو اپنے جغرافیہ میں بھی پرانے یروشلم سے سو فیصد مشابہ ہے۔ یہ ایک استعاراتی تشبیہ ہے۔ ورنہ حقیقت میں شہر مقدس اور نئے یروشلم سے علم و آگہی اور دین و شریعت کا شہر مراد ہے جو خود رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ مبارک ہے۔ بیان شدہ منظر اس بات کی دلیل ہے کہ بنی اسرائیل کا زمانہ ختم ہوگیا اور اب ان کے بھائیوں (بنی اسماعیل) میں نبوت منتقل ہوگئی۔ اس شہر کا دلہن کی مانند آراستہ ہونا اس بات کا نشان ہے کہ اترنے والی شریعت اتنی آراستہ و پیراستہ ہے کہ اب اس کے جمال میں اضافہ کا کوئی امکان نہیں ہے۔ یہ ختمِ نبوت کی طرف بھی اشارہ ہے۔

۳۔ تیسرے فقرہ سے عیاں ہے کہ اس شہر مقدس کے لوگ تقرب الٰہی کی اس منزل پر ہیں گویا اللہ ان کے ساتھ ہی خیمہ زن ہے۔ یہ اس بات کا اعلان ہے کہ یہی لوگ مشیتِ الٰہی کا ظرف ہیں۔

۴۔ چوتھے فقرہ میں جو کچھ بتلایا گیا اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ نئی شریعت لانے

۱۔ قاموس الکتاب صفحہ ۱۱۱۲/۱۱۱۳

والا بندہ اور اس کے ساتھی بہت ستائے ہوئے اور اذیتیں اٹھائے ہوئے ہوں گے۔ اس فقرہ میں انھیں تسلی دی گئی ہے کہ ان کے حالات بالکلیہ درست اور ان کی مرضی کے مطابق ہو جائیں گے۔

۵۔ پانچویں فقرہ میں نئی شریعت کے آنے کا اعلان ہے جو نئے یروشلم کی تشریح ہے۔

۶۔ چھٹیں فقرہ میں یہ بتلایا گیا کہ اس مکاشفہ کا پورا ہونا حتمی اور یقینی ہے۔

۷۔ ساتویں فقرہ میں بتلایا گیا کہ نئی شریعت لانے والا غالب ہوگا اور وہی وارث دین وشریعت ہے اور وہ اللہ سے اتنا قریب ہوگا کہ بمنزلہٗ پسر ہوگا۔ واضح رہے کہ یہ خدا کا بیٹا مسیح کے بعد کی ساتویں صدی کی شخصیت ہے۔ یہاں ہم ایک آیت کا مطالعہ کرتے چلیں **قل ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین** [۱] اس آیہ مبارکہ کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ اے رسول کہہ دے کہ اللہ کا کوئی بیٹا ہوتا تو میں تو کائنات کا سب سے پہلا عابد ہوں کیا وہ میرے علاوہ ہوتا۔ لیکن چونکہ اولاد کا امکان خدا کے لئے عقلاً و نقلاً کسی صورت میں نہیں ہے لہٰذا میں اس کی تردید کرتا ہوں۔ لہٰذا مجازی طور پر اول العابدین کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے۔

۸۔ آٹھویں اور نویں فقروں میں منکرین و فاسقین کی سزاؤں کا تذکرہ ہے۔ نویں فقرہ میں "یعنی برہ کی بیوی" الحاقی محسوس ہوتا ہے جب کہ بعض عبرانی کے ماہر محققین کا یہ دعویٰ ہے کہ اصل عبرانی نسخہ میں یہ جملہ نہیں ہے۔

---

[۱] سورۂ زخرف ۸۱

۹۔ دسویں فقرہ میں مکاشفہ کے دوسرے فقرہ کی تاکیدِ مزید ہے اور یہ بیان ہے کہ یوحنا نے روحانی طور پر ایک پہاڑ کی بلندی سے اس شہرِ مقدس کے اترنے کا منظر دیکھا۔

۱۰۔ گیارہویں فقرہ میں یہ بیان ہے کہ نئی اترنے والی شریعت سنتِ مسیح کی طرح جمالی نہیں بلکہ جلالی ہے۔ اس شریعت میں جہاد بھی ہے اور لوہے کا عصا بھی۔ نفاذِ شریعت کی کوششیں بھی ہیں اور حدود و تعزیرات بھی۔ اور یہ ایسی روشن اور واضح شریعت ہے کہ اس سے زیادہ روشن اور واضح ممکن نہیں۔

۱۱۔ بارہویں فقرہ میں یہ بتلایا گیا کہ اس شہر کی چاردیواری بہت بڑی اور بلند ہے یعنی یہ امکان نہیں ہے کہ کوئی دیوار کے ذریعہ شہر میں داخل ہو سکے بلکہ اس شہر کے بارہ دروازے ہیں اور داخل ہونے والا مجبور ہے کہ انھیں بارہ دروازوں سے شہر میں داخل ہو اور چونکہ یہ شہر علم و آگہی اور دین و شریعت کا شہر ہے لہٰذا یہ سب کچھ بھی انھیں دروازوں سے ملیں گے۔ چونکہ ان دروازوں سے واقعی دروازے مراد نہیں ہیں انسان مراد ہیں اس لئے اس بات کو سمجھانے کے لئے ارشاد ہوا کہ بارہ دروازوں پر بارہ فرشتے تھے۔ یعنی یہ بارہ انسان اپنی عصمت و طہارت میں فرشتوں جیسے ہیں اور ناموں کے لکھے جانے کا مطلب یہ ہے کہ یہ بارہ اشخاص مشیتِ الٰہی کے مطابق پہلے سے معیّن ہیں عوام الناس انھیں منتخب نہیں کریں گے۔ چونکہ یہ لوگ نقباءِ بنی اسرائیل کی مثل ہیں جنھیں اللہ نے معیّن فرمایا تھا اور ان کی تعداد

بھی بارہ تھی لہٰذا یہاں بنی اسرائیل کا تذکرہ کیا گیا۔ بنی اسرائیل کا تعلق پرانے یروشلم سے تھا اور یہ بارہ افراد نئے یروشلم کے ہیں لہٰذا یہ محسوس ہوتا ہے کہ اس مقام پر کوئی تحریف کی گئی ہے۔

۱۲۔ تیرہویں فقرہ میں یہ بتلایا گیا کہ یہ بارہ وارثانِ علم کسی مخصوص قوم، نسل یا گروہ کے ہادی نہیں ہیں بلکہ مشرق و مغرب اور شمال و جنوب کی چاروں جہتوں کے ہادی ہیں یعنی ان کی ہدایت پورے کرۂ ارض کی ہر جہت میں ہے۔ اسے مزید سمجھنے کے لئے سورۂ اعراف کی سترہویں آیت دیکھی جائے جس میں ابلیس نے بنی آدم کو چاروں جہتوں سے گمراہ کرنے کا اعلان کیا ہے۔

۱۳۔ چودہویں فقرہ میں اُنھیں لوگوں کو دیوار کی بنیادیں کہہ کر یہ بتلایا گیا ہے جنھیں اس سے قبل بارہ دروازے کہا گیا تھا اور پچھلے باب میں انھیں کو بارہ ستاروں سے تعبیر کیا گیا تھا۔ یہ بارہ افراد شہرِ علم و شریعت کی بنیادیں ہیں۔ دیوار اور عمارت کا قیام بنیادوں پر ہوتا ہے۔ انھیں بنیادیں کہہ کر یہ بتلایا گیا کہ شہر انھیں کے وجود سے استوار اور برقرار رہے گا۔ انھیں برّہ کا رسول کہا گیا تا کہ امام حسین سمیت بارہ اماموں کی شناخت ہو جائے۔

۱۴۔ پندرہویں، سولہویں اور سترہویں فقروں میں شہر اور اس کے در و دیوار کی پیمائش کا تذکرہ ہے اور اٹھارویں، انیسویں اور بیسویں فقروں میں تشبیہوں کے ذریعہ اس شہر کی نفاست اور جلالت بتلائی گئی ہے۔

۱۵۔ اکیسویں فقرہ میں بتلایا گیا کہ ہر امام اپنی ذات میں ایک مکمل موتی ہے۔

موتی اپنی خوشنمائی اور چمک کے سبب معروف ہے۔

۱۶۔ بائیسویں فقرہ میں بتلایا گیا کہ اس شہر میں مقدس نہیں تھا۔ اسلام سے قبل عبادت کا تصور صرف عبادت گاہوں سے مخصوص تھا۔ ان عمارتوں سے ہٹ کر کسی اور جگہ عبادت نہیں کی جاسکتی تھی۔ اسلام نے صرف معبدوں اور مندروں میں کی جانے والی عبادت کے تصور کو ختم کیا۔ رسول اکرم کا ارشاد ہے **جعلت لی الارض مسجدا وطهورا**۔ میرے لئے پوری زمین کو مسجد اور پاک قرار دیا گیا ہے۔ یعنی رسول اکرم کے عہد سے اب پوری زمین اللہ کا مقدس [۱] ہے اور اس مقدس میں برّہ اور اس کے ساتھ کے ہادیوں کی اطاعت فرض ہے۔

۱۷۔ تیئسویں فقرہ میں بتلایا گیا کہ وہ شہر علم مکمل طور سے روشنیوں کا حامل ہے اُسے کسی اضافی روشنی کی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ خدا کے جلال نے اسے روشن کر رکھا ہے اور برّہ اس کا چراغ ہے۔ یہ شہر علم جو بارہ دروازوں والا ہے اس میں برّہ بطورِ چراغ روشن ہے۔ یہ حسین علیہ السلام کی قربانیوں کا تذکرہ ہے کہ یہ شہر حسین ہی کی قربانیوں سے آج محفوظ بھی ہے اور روشن بھی۔

۱۸۔ ستائیسویں فقرہ میں یہ بتلایا گیا کہ یہ شہر طہارت ہے اس میں ناپاک شے داخل نہیں ہوسکتی۔ صرف وہی لوگ داخل ہوں گے جن کے نام برّہ کی کتابِ حیات میں لکھے ہوئے ہیں۔ یہ فقرہ ہمیں بتلاتا ہے کہ نجات کی

---

[۱] مقدس کے لئے یونانی لفظ NAOS ہے جو پاک ترین مقام کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

کتاب میں صرف انھیں لوگوں کے نام ہیں جو حسین اوران کے سلسلہ کے ماننے والے ہیں۔

۱۹۔ بائیسویں باب کے آغاز میں جناب یوحنا کو بلور کی طرح چمکتا ہوا آب حیات کا ایک دریا دکھایا گیا جو خدا اور برّہ کے تخت سے نکل کر اس شہر کی سڑک کے بیچ بہتا تھا۔ ہم یہ بات جان چکے ہیں کہ مکاشفہ علاماتی اور استعاراتی زبان میں ہوتے ہیں ان میں تشبیہات وتمثیلات کا بکثرت استعمال ہوتا ہے۔ ان مکاشفوں میں بارہ ستارے، بارہ دروازے، بارہ نام، بارہ بنیادیں ------ یہ سب انسانوں کے لئے استعمال ہوئے ہیں۔ نیا یروشلم اگر ایک جہت سے مکہ ہے تو دوسری جہت سے دین وشریعت ہے اور تیسری جہت سے خود رسولِ اکرم کی ذاتِ مطہر ہے۔ یہاں یہ بتلایا جارہا ہے کہ شہر علم کے درمیان ایک شفاف اور چمکتا ہوا آب حیات کا دریا [1] (ندی) بہہ رہا ہے۔ اس فقرہ میں بھی علامتی طور پر بارہ اماموں میں سے ایک امام کا ذکر کیا گیا ہے اور وہ ہیں امام جعفر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اس لئے کہ جعفر عربی میں دریا اور ندی کو کہتے ہیں۔ آگے کی دو علامتوں سے ہمارے اس دعوے کی تصدیق ہوتی ہے۔ پہلی علامت یہ دریا خدا اور برّہ کے تخت سے نکلتا ہے یعنی جعفر صادق خدا کے معیّن کردہ اور حسین کی نسل سے ہیں۔ دوسری علامت اس سے بھی زیادہ واضح ہے کہ دریا شہر کی سڑک کے بیچ میں بہہ رہا ہے۔ اسے سمجھنے کے لئے اس پورے رسالہ کے

---

[1] عربی ترجمہ میں دریا کی جگہ نہر کا لفظ ہے اور نہر عربی میں ندی اور دریا دونوں کو کہتے ہیں۔

اور مکاشفات کے سارے مباحث کو ذہن میں تازہ کیا جائے تو ان سب کا مرکزی تصور رسول اکرم اور ان کے بارہ اوصیاء ہیں۔ یہ مل کر تیرہ ہیں۔ اب ہم ترتیب وار ان کی فہرست سپردِ قلم کرتے ہیں۔ محمد رسول اللہ، علی بن ابیطالب، حسن بن علی، حسین بن علی، علی زین العابدین، محمد باقر، جعفر صادق، موسیٰ کاظم، علی رضا، محمد تقی، علی نقی، حسن عسکری، مہدی بن حسن عسکری۔ اگر اس فہرست کے اسماء کو ابتداء اور انتہاء دونوں طرف سے گنا جائے تو امام جعفر صادق کا نشان ساتواں ہے جو عین اس سلسلہ کے درمیان ہے۔ اور یہی سلسلہ وہ سڑک ہے جسے قرآن نے صراط مستقیم کہا ہے اور اس سے مراد محمد و آل محمد علیہم السلام ہیں۔

ہم نے اس مکاشفہ میں حسین (برّہ) اور جعفر صادق (ندی) کا خصوصی تذکرہ پایا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ ائمہ اثنا عشر کے ماننے والوں کے دو بنیادی امتیازات ہیں ایک حسین کی عزاداری اور دوسرا فقہِ جعفری پر عمل کرنا۔ سارے ائمہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام وہ امام ہیں جنھیں حاکمانِ جور کے مظالم سے کچھ فرصت ملی تو آپ نے مختلف علوم وفنون کے چار ہزار علماء تیار کئے اور چار سو سے زیادہ کتابیں اپنے شاگردوں سے لکھوائیں۔ اسی سبب سے فقہِ آل محمد فقہِ جعفری کے نام سے مشہور ہوگئی ورنہ یہ وہی فقہ ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اہل بیت اور عترت کے ذریعہ امت کے لئے چھوڑی تھی۔

ہم یہاں بلا تبصرہ ایک حوالہ نقل کرنا چاہتے ہیں جو اگرچہ موضوع سے بہت

زیادہ مربوط نہیں ہے لیکن چونکہ بہت زیادہ غیر متعلق بھی نہیں ہے اس لئے درج کررہے ہیں۔ امام جعفر صادق مشہور امام ہیں بارہ اماموں میں سے اور بڑے ثقہ اور فقیہ اور حافظ تھے۔ امام مالک اور امام ابوحنیفہ کے شیخ ہیں۔ اور امام بخاری کو معلوم نہیں کیا شبہہ ہوگیا کہ وہ اپنی صحیح میں ان سے روایت نہیں کرتے اور یحییٰ بن سعید قطان نے بڑی بے ادبی کی ہے جو کہتے ہیں **فی نفسی منه شی ء و مجالد احب الیّ منه** حالانکہ مجالد کو امام صاحب کے سامنے کیا رتبہ ہے۔ ایسی ہی باتوں کی وجہ سے تو اہلِ سنت بدنام ہوتے ہیں کہ ان کو ائمہ اہل بیت سے کچھ محبت اور اعتقاد نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ امام بخاری پر رحم کرے مروان اور عمران بن حطان اور کئی خوارج سے تو انہوں نے روایت کی اور امام جعفر صادق سے جو ابنِ رسول اللہ ہیں ان کی روایت میں شبہہ کرتے ہیں۔ ؎[1]

۲۰۔ بائیسویں باب کے دوسرے فقرہ میں یہ کہا گیا کہ دریا کے وار پار زندگی کا درخت تھا یعنی جعفر صادق علیہ السلام کے قبل و بعد کے سارے ہی ہادی ایسا سرچشمۂ ہدایت ہیں جن کی پیروی سے زندگی کی کتاب میں نام لکھا جاتا ہے۔ یہ درخت وہ شجرۂ طیبہ ہے جس میں بارہ قسم کے پھل آتے ہیں یعنی بارہ امام اس شجرۂ طیبہ کا پھل ہیں۔ اس مقام پر یہ آیۂ مبارکہ بھی ذہن میں رکھنی چاہئے **الم ترکیف ضرب الله مثلا کلمة طیبة کشجرة طیبة اصلها ثابت وفرعها فی السماء ٥ توتی اکلها کل**

---

[1] لغات الحدیث علامہ وحید الزماں جلد اوّل باب جیم صفحہ ۶۲/۶۱ طبع کراچی۔

حین باذن ربھا ویضرب اللہ الامثال للناس لعلھم یتذکرون ۱؎ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کیسی مثال بیان کی ہے کہ پاک کلام ایک پاک درخت کی طرح ہے جس کی جڑ قائم ہے اور شاخ آسمان میں ہے۔ وہ ہر وقت اپنے رب کے اذن سے اپنا پھل دیتا رہتا ہے اور اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

اس کے بعد انسانیت کو ایک پر امن اور بے مثال زندگی کی خبر دی گئی ہے جو انشاء اللہ ظہور مہدی علیہ السلام پر پوری ہوگی۔ ہم اپنے معروضات کو اس جملہ پر ختم کر رہے ہیں اور رب العزت کو گواہ کرتے ہیں کہ اس تحریر سے ہمارا مقصد صرف خاندانِ رسالت کی خدمت ہے جسے ہم نے پورے شرح صدر کے ساتھ انجام دینے کی کوشش کی ہے **وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین**

۱؎ سورۂ ابراہیم ۲۴/۲۵

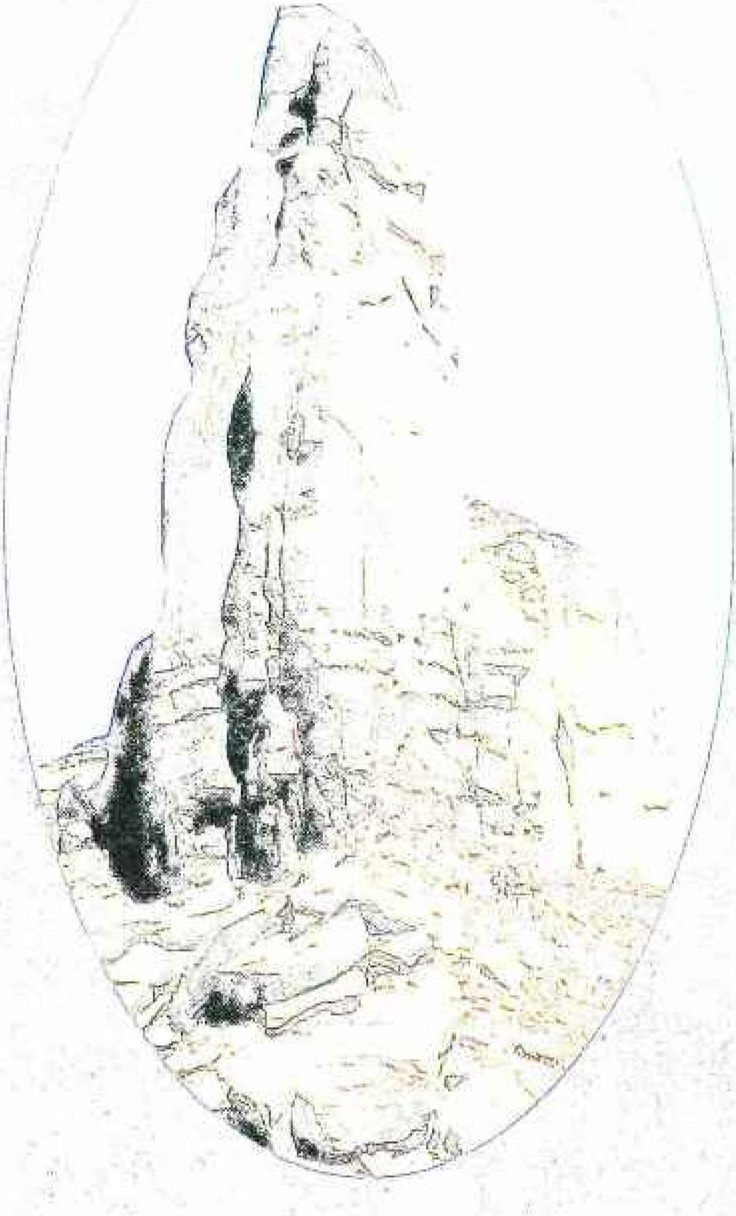

شان بک کارپوریشن

جسٹس جمیل حسین رضوی روڈ

مقابل ہائی کورٹ لاہور (پاکستان) فون نمبر: 7314216